تحریر: سید عبداللہ

عید الاضحیٰ

گذشتہ سالوں کی طرح ایک بار پھر عید قربان آئی اور گذر گئی اس ارض خاکی میں بسنے والوں مسلمانوں نے سنت حضرت ابراہیمؑ پر عمل کرتے ہوئے حسب طاقت جیسے بگئے اونٹ بھیڑ اور بکریوں کی قربانیاں بارگاہ الٰہی میں پیش کرتے ہوئے سجدۂ بندگی کو بجالایا اور عید کی خوشیاں منائیں۔

انہوں نے یہ سب خوشیاں بجا طور پر منائیں۔ اور انہوں نے جو بھیڑ بکریوں کی صورت میں قربانیاں پیش کیں وہ بھی قابل داد اور لائق صد ستائش ہیں لیکن .... ایشیا کے عین دل میں ایک چھوٹے سے ملک کے مجاہد عوام نے جس طرح عید قربان منائی وہ تاریخ انسانی میں اپنی مثال آپ ہے اور وہ ملک ہے افغانستان۔

اس ملک کے مسلمانوں نے جو قربانیاں دیں اور جس طرح اس مذہبی تہوار کو منایا انکی اور دنیا دیگر مسلمانوں کی عید اور قربانیوں میں بہت بڑا فرق ہے دنیا کے دیگر مسلمان باشندوں نے کسی جانور کو ذبح کر کے قربانی کا سنت پیغمبری کو بجالایا اور نئے کپڑے پہن کر ہنسی خوشی سے عید کی خوشیوں سے محفوظ ہوئے لیکن افغان مجاہد قوم نے جانوروں کی بجائے اپنی جان۔ اولاد اور دیگر قریبی رشتہ داروں کی جانی قربانی پیش کر کے سنت ابراہیمیؑ کو بجالاتے ہوئے دین الٰہی کی بالادستی اور اسلامی جھنڈے کے سربلندی کی خاطر اپنا خون بہایا اور عید کو اپنے پیاروں کی لاشوں پر منائی۔ بہنوں اور دیگر رشتہ داروں کے درد و غم والم صورت میں منائی افغان مجاہد قوم اب اس طرح کی عید منانے کی عادی ہو چکی ہے۔ گذشتہ نو سال سے زیادہ عرصے سے قابض، غاصب اور درندہ صفت روسی حکام اور کٹھ پتلی انتظامیہ کے فوجیوں کے خلاف لڑ رہے ہیں روسی وحشی فوجیوں کی ظلم و بربریت وحشت و درندگی سے تنگ آکر پچیس لاکھ کے لگ بھگ افراد گھر بار ملک وطن دوست و احباب عزیز، اقارب اور رشتہ داروں کو خیرباد کہہ کر اسلامی جمہوریہ پاکستان۔ ایران اور دنیا کے دیگر صلح دوست ملکوں میں پناہ لی گیارہ لاکھ کے قریب جام شہادت نوش کر اللہ کو پیارے ہو گئے اور لاکھوں کی تعداد میں مسلح ہو کر تحفظ دین آزادی وطن اور اپنی تشخص کی بقاء کی خاطر جنگ لڑ رہے ہیں۔ عید ایسی ہی منانا چاہیئے قربانی کا اصل مفہوم و غایہ یہی ہے۔ اصل میں انسان کی خلقت اس لئے ہوئی ہے کہ وہ اللہ کی رضا و خوشنودی اور اس کے دین حق (اسلام) کے لئے جان اور اولاد کی قربانی پیش کر کے حق بندگی بجالائے۔ اور اپنی خلقت کے اصل مفہوم کو زندہ کرے افغان مومن اور غیور قوم نے ان نو سالوں کے دوران اللہ کی راہ اور دین اسلام کی سربلندی کی خاطر کسی قسم کی قربانی دینے سے دریغ نہیں کیا۔ گھر بار چھوڑ کر بے یار و مددگار سوڈان اور بے آب و گیا صحراؤں میں محرومیت کی زندگی بسر کر رہے ہیں۔ یہ سب کچھ کیوں اور کس لئے؟ اس لئے کہ افغان قوم ایک مسلمان قوم ہے وہ یہ ساری قربانیاں اللہ کی رضاء اور خوشنودی کے لئے دے رہے ہیں وہ سارے مصائب و آلام اس لئے برداشت کر رہے ہیں کہ اللہ کا دین غالب ہو کر اسلام کا جھنڈا بلند ہو جائے۔

چونکہ مسلمانوں کے اصل مقصد حیات اپنے خالق کی رضاء کے مطابق زندگی گذارنا۔ اسلام کا جھنڈا بلند رکھنا انسان کی بندگی سے انسان کی آزادی اور حریت اور اس راہ میں ہر قسم کی قربانی دینا ہے۔ لہٰذا اس مقصد کو مدنظر رکھتے ہوئے افغان مجاہد قوم نے عزم مصمم کر رکھا ہے کہ وہ آئندہ بھی بڑے افتخار سے ایسی ہی عید میں منائیں گی اور آخری دم تک موجودہ اسلامی جہاد کو جو درحقیقت حق و باطل کے درمیان ایک فیصلہ کن معرکہ ہے نہایت کامیابی تک جاری رکھیں گے

باقی صفحہ (۳۱) پر

علمائے کرام اور مسجدوں کے خطیب صاحبان سے تحریک انصار المسلمین پاکستان کے صدر جناب پروفیسر ڈاکٹر عبدالرؤف کی اپیل

تحریک انصار المسلمین پاکستان جس کا صدر مقام پاکستان کے ایک تاریخی اور بارونق شہر لاہور میں ہے اس تحریک کی جانب سے پاکستان کے علمائے کرام کے نام ایک اپیل شائع کی گئی ہے۔ جس میں افغان جہاد اور روسیوں کی ننگی جارحیت اور آئے دن افغان مجاہد عوام پر ڈھائے جانے والے مظالم کے بارے میں روشنی ڈالی گئی ہے اپیل میں اس امر پر زور دیا گیا ہے کہ علمائے کرام ہر نماز باجماعت کے بعد خصوصاً جمعۃ المبارک کے خطبات میں جہاد افغانستان کی فضیلت کے بارے میں وعظ کرکے اپنے دینی فریضے کی بہ وجہ احسن ادائیگی کریں

ہم اپنے معزز قارئین کرام کی خدمت میں تحریک انصار المسلمین کی جانب سے نشر کیا گیا مضمون بغیر کسی کم و کاست کے یہاں شائع کر رہے ہیں تاکہ تمام پڑھنے والے مسلمان بھائی اسی مقصد کی خاطر حسب توفیق اس کار خیر میں حصہ لیں۔

امید ہے کہ خداوند تبارک و تعالےٰ تحریک انصار المسلمین کے کلیہ کارکنان کو اس کار خیر کے بدلے اجر عظیم عطا فرمائے اور انہیں دین مقدس و اسلام کی اشاعت اور جہادی امور میں مزید توفیق عطا فرمائے۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ملت اسلامیہ پاکستان کے علمائے کرام!

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان ہے:

"میری امت کے علماء بنی اسرائیل کے انبیاء کے مانند ہیں اور نبوت کے وارث ہیں۔"

نبوت کی وراثت کے عمبردارو!

۹ سال ہونے کو آئے ہیں کہ ہمارے ہمسایہ برادر اسلامی ملک افغانستان پر ظالم اور وحشی روسی فوج نے قبضہ کر لیا ہے اور افغانستان میں رہنے والے مسلمانوں پر اس قدر ظلم کیا کہ ان کے ظلم کے سامنے چنگیز، ہلاکو اور نمرود بھی رحم دل نظر آنے لگے۔ روسی فوج نے بیشمار بموں کے ذریعے افغانستان کی سرزمین پر باغات سرسبز چراہ گاہوں جنگلات اور کھڑی فصلوں کو جلا ڈالا اور مویشیوں کو بمباری سے ہلاک کر دیا مسجدوں اور دینی مدارس کو شہید کر ڈالا۔ اور گاؤں کے گاؤں ملبے کا ڈھیر بنا دیئے جس کے نتیجے میں گیارہ لاکھ سے زائد مسلمان بچے، بوڑھے، عورتیں اور جوان مرد شہید ہو گئے اور پچاس لاکھ سے زائد دیار غیر میں پناہ لینے پر مجبور ہوئے۔ تقریباً دس لاکھ مجاہدین فرسودہ اسلحہ کے ساتھ مہلک ترین اسلحہ سے لیس روسی اور افغان کمیونسٹ فوج کے سامنے اسلام کا پرچم بلند کئے ہوئے ہیں اور ایک سرخ خونی سیلاب کو ملت اسلامیہ کی سرزمین کی طرف مزید آگے بڑھنے سے روکے ہوئے ہیں۔

کیا آپ کو یہ سب کچھ پتہ ہے۔ تو۔ پھر خاموش کس لئے ہیں۔!

خدا کا تو حکم ہے:

مسلمانو! تمہیں کیا ہو گیا ہے کہ اللہ کی راہ میں ان بے بس مردوں، عورتوں اور بچوں کی خاطر نہیں لڑتے جو ظالموں کے تشدد سے عاجز آ کر فریاد کر رہے ہیں۔ اے ہمارے رب ہم کو اس بستی سے نجات دلا جہاں کے رہنے والے ہمارے اوپر ظلم کر رہے ہیں اور اپنی طرف سے

ہمارا کوئی حامی و مددگار کھڑا کر دے
(النساء)

پھر اللہ کا حکم ہے:

تو ایمان والے ہیں وہ اللہ کی راہ میں لڑتے ہیں اور کافر طاغوت کی راہ میں۔ پس مسلمانو تم شیطان کے حمایتوں سے لڑو اور ان کی کثرت سے نہ ڈرو۔ شیطان کی جتنی تدبیریں ہیں سب کمزور ہیں۔
(النساء)

پھر اللہ تعالیٰ اپنے پیغمبرؐ سے فرماتے ہیں:

پس اے پیغمبر تم خدا کی راہ میں ان سے لڑو۔ اگرچہ تم پر اپنی ذات کے علاوہ کسی کی ذمہ داری نہیں البتہ (پھر بھی) مومنوں کو جنگ کی ترغیب دو۔ عجب نہیں کہ اللہ کافروں کے دباؤ کو رد کر دے۔ اللہ کا زور زیادہ قوی اور سزا زیادہ سخت ہے۔ پھر اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

نکلو ہلکے ہو یا بوجھل (جس حال میں ہو) اور اپنی جان و مال سے اللہ کی راہ میں جہاد کرو۔ یہ تمہارے لئے بہتر ہے اگر تم جانو
(التوبہ)

اللہ تعالیٰ جہاد کی فضیلت بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

لوگو کیا تم نے حاجیوں کو پانی پلانے اور مسجد حرام کو آباد رکھنے کو اس شخص کے عمل کے برابر سمجھ لیا ہے جو اللہ اور روز آخرت پر ایمان لایا اور اللہ کی راہ میں جہاد کیا
(التوبہ)

پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

جس شخص نے نہ جہاد کیا، نہ کسی مجاہد کے لئے سامانِ جہاد تیار کر کے دیا نہ کسی مجاہد کی غیر موجودگی میں اس کے گھر والوں کی خلوص اور بھلائی کے ساتھ دیکھ بھال کی۔ اللہ تعالیٰ ایسے شخص کو قیامت سے پہلے بہت بڑی مصیبت میں مبتلا کر دے گا۔

محترم علمائے کرام!

افغانستان کے مجاہدین بھی اسی حکم کی تعمیل میں پچھلے ۹ سال سے اپنے جان و مال اور اولاد کی قربانی دے رہے ہیں۔ انہوں نے یہ جہاد اس وقت شروع کیا۔ جب وہاں اسلام کا مذاق اڑایا گیا۔ قرآن مجید کو پھاڑ کر استنجاخانوں میں پھینک دیا گیا۔ مسجدوں اور دینی مدارس کو شہید کیا جانے لگا اور لادین کمیونسٹ فوج نے افغانستان پر قبضہ کر لیا۔

اگر آپ کو یقین نہیں۔ تو نکلئے چند ایام کے لئے اور افغانستان جا کر اپنی آنکھوں سے دیکھ لیجئے کہ افغان مجاہدین بھوکے پیاسے۔ ننگے صرف نعرۂ تکبیر کے

پروفیسر برہان الدین ربانی مجاہدین کے ساتھ دشمن کی تلاش میں جا رہے ہیں

رہائشی مکانات تباہ اور ویران کرنے سے ایک قوم کو نابود نہیں کیا جا سکتا۔ قتل و غارت گری کے ذریعہ نسلیں ختم نہیں کی جا سکتیں۔ صرف اس وقت ایک قوم نابود ہو سکتی ہے جب اس کی دینی و مذہبی عقیدت کی جڑیں خشک ہو جائیں اور اس کی ملی و تاریخی پہچان مسخ ہو جائے

عید سعید اضحی کے موقع پر جناب پروفیسر برہان الدین ربانی کے جاری کردہ ارشادات سے ایک اقتباس۔

سہارے دشمن کا مقابلہ کر رہے ہیں آپ جانتے ہیں۔ جنگ خندق کے کچھ مجاہدین نے پیٹ پر پتھر باندھے تھے اور افغان مجاہدین کو جب نیام بموں سے جلے ہوئے پہاڑوں پہ مسلسل کئی کئی دن تک نہ پانی ملتا ہے۔ نہ سبزہ تو وہ پیٹ کی آگ پتھر کھا کر بجھاتے ہیں میری اس بات کی شہادت وہاں کام کرنے والے ڈاکٹر دیتے ہیں ان میں ایک پاکستانی ڈاکٹر احمد سعید بھی ہیں جو وہاں تہینوں گزار کر آئے ہیں اور جنہوں نے یہ واقعات خود ہمیں آکر سنائے ہیں۔

معزز علمائے کرام:

کوئی دنیا پرست بھوکا پیاسا رہ کر اور پتھر کھا کر ٹینکوں کی گولہ باری اور لیاروں کی بمباری کے سامنے نہیں ٹھہر سکتا۔ یہ صرف اللہ کی محبت ہے جو ۹ سال سے افغانستان میں مجاہدین کو روسی سیلاب کے سامنے سیسہ پلائی ہوئی دیوار بنائے ہوئے ہے۔

اے علمائے کرام! حجاج بن یوسف ظالم تھا۔ فاسق تھا۔ فاجر تھا۔ لیکن پھر بھی اس نے اسلام کی نام لیوا ایک خاتون کی اپیل پر ہندوستان پر فوج کشی کر دی اور آج لاکھوں عورتیں بچے اور بوڑھے اسلام کے نام پر تم سے مدد کی اپیل کر رہے ہیں۔ لیکن افسوس کہ ہم جامد و ساکت ہیں۔ خود ہی اپنے ایمان کا جائزہ لیجئے فاسق و فاجر کے بعد اسلام میں کوئی درجہ نہیں بلکہ صرف انکار کا درجہ ہے۔

قابل صد احترام علمائے کرام!

احسان فراموش نہ بنیئے۔ یاد رکھئے جب آپ کے آباؤ اجداد ہندو راجاؤں کے ہاتھوں مصیبت میں مبتلا تھے۔ تو آپ کے آباؤ اجداد کو اس مصیبت سے نجات دلانے کے لئے اسی سرزمین افغانستان سے محمود غزنوی آیا تھا۔ ایک بار نہیں متعدد بار۔ اسے اقتدار کا لالچ نہ تھا وہ تو آپ کی مدد کر کے واپس چلا جاتا تھا۔

پھر ذرا تاریخ کا ایک ورق اور الٹیئے جب شاہ ولی اللہ نے مرہٹوں کے ظلم کے خلاف احمد شاہ ابدالی کو بلایا۔ تو وہ نفع نقصان کی پرواہ کئے بغیر اسی سرزمین افغانستان سے آپ کی مدد کو چلا آیا۔ پھر کتنے اولیائے کرام ہیں جو اسی سرزمین سے آئے اور انہی کی بدولت آج آپ مسلمان ہیں۔

یہ جو لوگ جہاد کر رہے ہیں۔ جو ہجرت کر کے پاکستان آئے ہیں۔ یہ محمود غزنوی کی اولاد ہیں۔ احمد شاہ ابدالی کے وطن سے ہیں اور ان اولیائے کرام کی سرزمین سے ہیں۔ جن کی بدولت ہم مسلمان ہوئے لیکن افسوس، ہزار افسوس!

ہماری اس احسان فراموشی پر کہ جن کے بزرگوں کی بدولت ہماری مسجدیں آباد ہوئیں۔ ہمارے مدرسے جاری ہوئے آج ان کی اولاد ظلم سے تنگ اگر ہماری مہمان بنی ہے تو ہمارے پاس ان کے لئے کچھ بھی نہیں۔ دعائے خیر بھی نہیں۔

دین اسلام کے دشمن، مفاد پرست سیاست دان اور نام نہاد علماء ان کے خلاف زہر اگلتے ہیں۔ تو ہماری غیرت ایمانی پھر بھی سوئی رہتی ہے اور ہمیں توفیق نہیں کہ نماز کے بعد خدا کے حضور افغان مہاجرین و مجاہدین کے لئے دعا ہی کر دیں یا پھر نماز جمعہ کے خطبہ میں جہاد افغانستان کی تفصیلات ہی بیان کر دیں۔

اے نبی کے دین کے رکھوالو!

جب دین کے دشمن کہتے ہیں کہ افغان مہاجرین کو پاکستان سے باہر نکالو تو علمائے پاکستان کو آخر توفیق کیوں نہیں ہوتی کہ وہ قرآن کا حکم مسلمانوں کے سامنے رکھ سکیں افغان مہاجر تو مسلمان ہیں۔ اللہ تعالیٰ تو مشرکین کے بارے میں کہتا ہے:

"اور اے پیغمبر! مشرکین میں سے کوئی پناہ مانگے تو اسے پناہ دے دو... الخ (التوبہ)

آخر میں تمام علمائے کرام سے درخواست ہے کہ براہ مہربانی جہاں جمعۃ الوداع اور عید کے اجتماع میں آپ جہاد افغانستان پر روشنی ڈالیں۔ وہاں پاکستان کے مسلمانوں کو پاکستان میں موجود روسی اور اسلام دشمن ایجنٹوں سے ہوشیار رہنے کی نصیحت کریں یہ میری نہیں درحقیقت آپ کی ذمہ داری ہے۔

والسلام

صدر تحریک انصار المسلمین پاکستان، مرکزی دفتر، جامع مسجد شان اسلام گلبرگ III لاہور

اسلامی جہاد کے گرم اور خونین مورچوں کے سچے سپاہی جناب شہید صفی اللہ "افضلی" دشمن کے ایک ناپاک منصوبے کے تحت شہادت کے اعلیٰ منصب پر فائز ہو گئے،

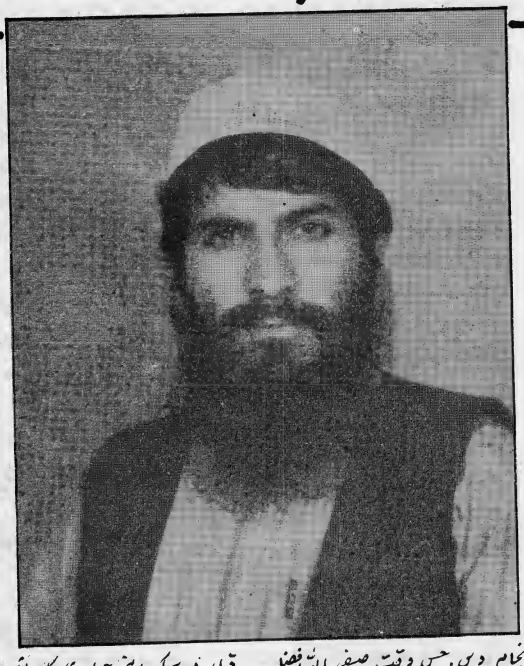

جناب شہید صفی اللہ "افضلی" ۱۹۵۴ء میں صوبہ ہرات سب ڈویژن غوریان کے ایک دیندار، پرہیزگار اور شریف گھرانے میں پیدا ہوئے اور انہوں نے بھی اپنا نام اُن لازوال ہستیوں میں شامل کر لیا۔ جن کے بارے حافظ شیرازی نے فرمایا ہے۔

ہر گز نمیرد آنکہ دلش زندہ شد بہ عشق
ثبت است بر جریدہ عالم دوام ما

جناب صفی اللہ "افضلی" نے ابتدائی دینی تعلیم اپنے والد گرامی اور علاقے کے علمائے کرام سے سیکھی اور اعلیٰ تعلیم ہرات و کابل میں حاصل کیا۔ جذبۂ جہاد ان کی رگ رگ میں سمایا تھا۔ وہ جناب ۱۹۷۱ء میں اپنے مجاہد بھائی جناب شہید حفیظ اللہ "افضلی" کی ہدایت پر تنظیم جوانان مسلمان" میں شامل ہو کر اسلامی مبارزے کا آغاز کیا۔ انہوں نے اپنی سیاسی زندگی اسی وقت سے شروع کی اور راہنما بھائیوں کی ہدایت کے مطابق انہوں نے اصولی طور پر عینی مبارزہ بھی شروع کر کے اپنی لیاقت اور اسلامی جدوجہد کا جوہر دکھایا کہ عملاً صوبہ لغمان اور پنجشیر میں شاندار گوریلائی کارروائیاں انجام دیں۔ جس وقت صفی اللہ افضلی لغمان و پنجشیر میں مصروف جہاد تھے کہ ان کے بڑا مجاہد بھائی حفیظ اللہ "افضلی" شہید ہو گئے۔ جناب صفی اللہ افضلی نے اپنے بھائی کا راستہ اپنی جہادی زندگی کے لئے مشعل اور مشرق قرار دے کر اپنی جہادی کارروائیوں کو اور بھی شدت بخشی اور انہوں نے پوری مردانگی، بے باکی، حوصلہ مندی اور بلند ہمتی کے ساتھ باطل اور طاغوتی قوت کے خلاف اپنے دین و وطن کی حفاظت کی خاطر مسلحانہ قیام کیا۔

۱۹۷۸ء میں جب افغانستان میں کمیونسٹی انقلاب رونما ہوا اور افغانستان کے مسلمان عوام پر مظالم ڈھانے لگے اور ہمارے مومن و مجاہد قوم کفر و الحاد کے آہنی زنجیروں میں جکڑے جانے لگے۔ تو یہ مرد حق اور مرد میدان خاموش نہ بیٹھ سکا۔ اور وطن فروش کمیونسٹوں کے خلاف مسلحانہ جہاد کا آغاز کیا۔ موصوف کو ۱۹۷۸ء میں حکومت نے گرفتار کرکے جیل بھیجوا دیا۔

بعد میں انہوں نے رہائی پائی اور ایک بار پھر شیر کی طرح میدان کارزار میں کود پڑا۔ جناب صفی اللہ افضلی نے (۲۴ حوت) کی آزادی بخش منصوبے کا پلاننگ ترتیب کیا اور اس طرح (۲۴ حوت) کا واقعہ پیش آیا۔ اس کے بعد (افضلی صاحب) نے ہجرت کی اور گوریلائی حملوں کے لئے تیاری کا آغاز کیا۔ ۱۹۷۹ء میں انہوں نے ہرات میں گوریلائی حملے شروع کئے۔ اور دشمن کو بھاری جانی و مالی نقصانات پہنچائے۔

جناب صفی اللہ "افضلی" نہ صرف ایک نڈر، خوش خلق، بلند کردار، حوصلہ مند بلند ہمت اور رحم دل مجاہد کمانڈر تھے۔ بلکہ وہ اسلامی اخلاق کا ایک پیکر اور تربیتی لحاظ سے ایک دانشمند معلم اور استاد بھی تھے۔ انہوں نے عملی جہاد کے ساتھ ساتھ ثقافتی امور کا بھی خیال رکھتے ہوئے نشر و اشاعت کی ذمہ داری کو بہ وجہ احسن انجام دیا۔ انہوں نے (شہید حفیظ اللہ افضلی) فرنٹ کا بھی بنیاد رکھی انہوں نے اپنے دیگر مجاہد ساتھیوں سمیت کئی معرکوں میں حصہ لیا اور ہر دفعہ دشمن کے پلید جسم پر کاری ضربیں لگا دیئے۔ کئی تعداد روسی فوج کو موت کے گھاٹ اتار دیئے ان سے بھاری مقدار میں اسلحہ اور دیگر جنگی مہمات چھین لیا اور انہیں اپنے مذموم عزائم میں ناکام کر دیا۔

آخر کار ۱۸ جولائی ۱۹۸۷ء میں انہیں روسی بزدل غلاموں نے جمہوریہ اسلامی ایران میں (ترمت تاپیاد شاہراہ) پر بزدلانہ طور پر شہید کر دیا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

لیکن دشمن کو یاد رکھنا چاہیئے کہ جناب افضلی کی شہادت ہمارے جہادی راستے میں کوئی رکاوٹ نہ بنے گی۔ ان کی شہادت سے ہمارے جذبہ جہاد اور بھی بڑھے گا۔ ہماری رگ رگ میں غیرت اور انقلابی جذبے کا خون موجزن ہے۔ افضلی کے خون سے ہزارہا ہزار دیگر مجاہد صف جہاد میں حق کے شامل ہو رہے ہیں اور انشاء اللہ جلد ہی شہدائے افغانستان کے قاتلوں کو ان کے کیفر اعمال تک پہنچایا جائے گا۔

بقیہ: ارشاد نبوی

دین اسلام کا عالم انسانیت پر بہت بڑا احسان ہے کہ اس نے دنیا کی حقیقت بیان کرکے اس کے صحیح استعمال پر زور دیا۔ دین بتاتا ہے کہ دنیا اگرچہ فانی ہے تاہم ناگزیر ہے جو آدمی دنیا سے مجتنب رہے گا وہ آخرت کی فصل میں بھی خسارہ مند رہے گا۔ اسی لئے احادیث میں آیا ہے کہ کمائی کرنے والا اللہ کا حبیب ہے پھر اس شخص کے لئے اجر عظیم کا وعدہ ہے جو دنیا کا کام کرتا ہے کہ اپنی دینی ذمہ داریاں ادا کرے اپنے اہل و عیال کی زندگی بہتر بنانے کے لئے محنت کرے۔ ایسا آدمی جو بظاہر دنیا کا کام کرتا دکھائی دیتا ہے لیکن اس کا حقیقی مقصد اداء بندگی فرض ہو تو دنیا کا کام بھی اس کے لئے ایسا ہو جاتا ہے جیسے دین کا کام جیسے کھیت کے لئے کھاد۔

مولانا رومؒ نے اس کی بڑی عمدہ مثال پانی میں کشتی سے دی ہے۔ کشتی پانی پر ہوتی ہے۔ تو چلتی ہے لیکن جب وہی پانی کشتی کے اندر داخل ہو جاتا ہے تو اس کے لئے باعث ہلاکت بن جاتا ہے۔

یہی مثال دنیا کی ہے۔ آدمی دنیا میں اس طرح رہے۔ جس طرح کشتی پانی پر چلتی ہے وہ پانی کے اوپر رہے تو سلامتی ہے۔ پانی اس میں داخل ہو جائے تو ہلاکت ہے۔ اس لئے دین کہتا دنیا کے کام کرو لیکن دنیا کو دل میں داخل نہ ہونے دو۔

حدیث میں جس دنیادار کی تباہی کا ذکر ہے وہ وہی شخص ہے جس کا دل دنیا میں اٹکا ہوا ہے

حضورؐ فرماتے ہیں ایسا شخص گناہ سے بچنا بھی چاہے تو بچ نہیں سکتا۔ کیونکہ دنیا کو دل میں بٹھا لینا بجائے خود گناہ ہے۔ تو جس شخص کی یہ حالت ہو وہ آخرت کا پھل کیسے پا سکتا ہے؟

آفرینش مخلوق اور نظریۂ ارتقاء

قسط ۲

زاہد احمدی

ہم دیکھتے ہیں کہ بلی کے پر نہیں ہیں حالانکہ وہ پرندوں کا شکار کرتی ہے یہی حالت اس کے ارتقائی شیر کی ہے مگر وہ پرندوں کا شکار نہیں کرتا۔ گویا ارتقار یقیناً واقع ہوا ہے اور بعض جانوروں کو کچھ اعضاً اپنے بڑوں سے ورثے میں ملے ہیں۔ خواہ ان کی ضرورت ہو یا نہ ہو اور بعض اعضاً نئے ماحول کے تقاضوں کے مطابق ملے اور یوں ایک نئی طرح کی مخلوق پیدا ہو گئی۔

چوتھی دلیل یہ ہے کہ اگر ارتقار حیات واقع ہوا ہے تو روئے زمین پر نباتات اور حیوانات کی تقسیم کسی خاص ترتیب سے عمل میں آئی ہے۔ اگر کوئی خطہ ایسا ہے۔ جہاں کوئی حیوان بخوبی رہ سکتا ہے اور وہاں موجود نہیں بلکہ کسی اور مقام پر پایا جاتا ہے تو نظریۂ ارتقار کی رو سے جو حیوان کسی خاص خطے میں تدریجاً پیدا ہوا وہ دوسرے علاقے میں کسی مجبوری کے تحت نہ پہنچ سکا۔

پانچویں دلیل یہ ہے کہ کیا حضرت انسان عام ارتقائی عمل کے تابع ہیں یا وہ اس نظریئے سے الگ تھلگ کوئی خاص مخلوق ہیں۔ یہ مسئلہ خاصہ متنازعہ فیہ رہا ہے۔ جس کا جواب وقتاً فوقتاً مختلف اہل علم نے دیا ہے۔

قرآنی نظریۂ ارتقاء

قرآن کے نزدیک ارتقائے انواع کا باعث اللہ تعالیٰ کا یہ مقصد تھا کہ جسہ انسانی کو تکمیل کمر کے انسان کو خود شعور بنا دیا جائے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

فَإِذَا سَوَّيْتُهُ وَنَفَخْتُ فِيهِ مِنْ رُّوحِي فَقَعُوا لَهُ سَاجِدِينَ.

جب میں اسے مکمل کر لوں اور اس میں اپنی روح پھونک دوں تو تم اس کے سامنے سجدہ میں گر پڑنا۔

اور جگہ میں ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ

يَا أَيُّهَا الْإِنسَانُ مَا غَرَّكَ بِرَبِّكَ الْكَرِيمِ ۝ الَّذِي خَلَقَكَ فَسَوَّاكَ فَعَدَلَكَ ۝ فِي أَيِّ صُورَةٍ مَّا شَاءَ رَكَّبَكَ ۝

اے انسان تجھے مہربان خدا سے کس چیز نے ورغلایا۔ جس نے تجھے پیدا کیا پھر مکمل کیا اور اعتدال پر لایا اور جس صورت میں چاہا تجھے بنایا۔

لہٰذا یہ مقصد حیوان کے جسم کے اندر کارفرما ہوتا ہے۔ یہی مقصد ہے جو حیوان کو زندہ رکھتا ہے اور اسے بلند سے بلند تر حالتوں میں سے گذارتا ہے یہ مفروضہ جمادیات کے تمام حقائق کی جن میں ارتقائے انواع بھی شامل ہے نہایت ہی تسلی بخش تشریح کرتا ہے اس کی روشنی میں وہ تمام حقائق اچھی طرح سے سمجھ میں آ جاتے ہیں۔ جو ڈارون اور اس کے شاگردوں کے نزدیک اُلجھے ہوئے ہیں اور جن کے نہ سمجھنے کی وجہ سے ڈارون کا نظریۂ ارتقار غلطیوں اور خامیوں سے بھرا ہوا ہے۔

لامارک اور ڈارون کے غلط فہمی

انسان کے بارے میں جو نظریۂ ارتقاً لامارک اور ڈارون نے قائم کیا ہے وہ بالکل منکرات اور غلط ہے بلکہ انسان چھوڑ کر بہت ایسے جاندار بھی دنیا میں موجود ہیں۔ جو کروڑہا سال گزرنے سے بھی کسی بدلی تغیر کے بغیر ہم تک پہنچے ہیں۔ ڈارون اور لامارک ہمیں یہ نہیں بتاتا کہ بعض حیوانات میں تغیرات کیوں ہوتے ہیں۔ اور بعض دوسروں میں تغیرات کیوں نہیں ہوتے۔

اسلامی امت کے علاوہ اکثر مغربی فلاسفر ایسے ہیں۔ جو لامارک اور ڈارون کی نظریۂ ارتقار کو غلط ثابت کر دیا ہے مثال کے طور پر برگسان نے کہا ہے۔

اول تو یہ نظریہ اُن حقائق کے خلاف ہے جو اچھی طرح ثابت ہو چکے ہیں کہ حیوان کے جسم میں ایک نمایاں تبدیلی آہستہ آہستہ جمع ہونے والی چھوٹی چھوٹی تبدیلیوں کی وجہ سے ہی وجود میں نہیں آتی۔ بلکہ فوری طور پر بھی ظاہر ہو جاتی ہے۔ یہ اس وقت تک ناممکن ہے جب تک حیوان کے اندر کوئی شعوری یا غیر شعوری میلان یا مقصد ایسا موجود نہ ہو جو اسے ترقی دے کر ایک بہتر اور اعلیٰ تر بناوٹ کی طرف آگے لے جانا چاہے دوئم حالات کے ساتھ جسمانی بناوٹ کو مطابق کرنے کی ضرورت ارتقار کے

رُک جانے کی وجہ تو بن سکتی ہے۔ لیکن اس کے جاری رہنے کی وجہ نہیں بن سکتی جو نہی کہ ایک جاندار وجود کی جسمانی ساخت ماحول کے ساتھ اتنی مطابقت پیدا کر لے کہ وہ اسی کی وجہ سے اپنی زندگی کو برقرار رکھنے کے قابل ہو جائے۔ تو اس کے مزید بدلنے یا ترقی کرنے کی ضرورت ختم ہو جاتی ہے۔ اگر مطابقت ماحول فی الواقع قیام حیات کے لئے عمل میں آتی ہے تو بقائے حیات کا انتظام ہو جانے کے بعد حیوان کو زیادہ منظم اور ترقی یافتہ اجسام کی طرف ارتقاء نہیں کرنا چاہیئے

برگسان لکھتا ہے :-

" ایک چھوٹا سا جانور زندگی کے حالات کے ساتھ اتنی ہی مطابقت رکھتا ہے جتنا کہ ہمارا جسم۔ کیونکہ وہ زندگی کو قائم رکھنے پر قادر ہے تو پھر زندگی ایک ایسے مرحلہ پر پہنچنے کے بعد خدا کے مزید خطرات کیوں مول لیتی ہے اور مزید ترقی کے راستہ پر کیوں گامزن رہتی ہے۔ زندہ حیوانات کے بعض اجسام جو ہم آج دیکھتے ہیں۔ دور دراز کے زمانوں سے جوں کے توں چلے آتے ہیں اور ادوار کے گذرنے سے اُن میں کوئی تبدیلی واقع نہیں ہوئی۔ تو پھر زندگی کو آج سے پہلے کسی خاص جسم پر پہنچنے کے بعد رُک جانا چاہیئے تھا۔ لیکن جہاں جہاں ممکن تھا وہ کیوں رُک نہیں گئی اگر زندگی کے اندر کوئی ایسی قوت نہیں تھی۔ جو اُسے اُبھار کر شدید خطرات کے باوجود زیادہ سے زیادہ تنظیم اور ترقی کی منزل کی طرف آگے لے جانا چاہتی تھی تو پھر یہ آگے کس طرح سے بڑھتی رہی۔"

نیگلی کی تائید :

ایک اور مغربی فلاسفر نیگلی "NAGELI" نے برگسان کے اس خیال کی تائید کی ہے اور اُسے بڑے زور سے پیش کیا ہے اس کے نزدیک ارتقاء کا باعث ایسی چھوٹی چھوٹی تبدیلیاں نہیں جو جاندار کے ہر عضو کو علیحدہ علیحدہ متاثر کرتی ہیں اور ایک مدت دراز میں جمع ہوتی ہیں۔ بلکہ ارتقاء ایک معین راستہ پر چلتا ہے جو جاندار کی نشوونما کے اندرونی قوانین پر موقوف ہے "انفع" یا "اصلح" کی تخلیق سے ارتقاء کا کوئی تعلق نہیں۔ ارتقاء صرف وہی تبدیلیاں پیدا کرتا ہے۔ جو اُسے اپنے قوانین کی رو سے پیدا کرنی ہوتی ہیں۔ خواہ وہ تبدیلیاں بیہودہ اور ضرر رساں ہوں ایک نئی نوع کا ظہور سست رو تغیرات کا نتیجہ نہیں ہوتا۔ بلکہ زندگی کی ایک فوری چھلانگ کا نتیجہ ہوتا ہے۔ جس سے جاندار کا جسمانی توازن یکسر بدل جاتا ہے اور ایک بالکل ہی نیا جاندار جس کے اعضاء ایک دوسرے اعضاء کے ساتھ پوری مناسبت رکھتے ہیں۔ وجود میں آتا ہے۔ جاندار کا ہر عضو یا ہر وصف دوسرے اعضاء اور دوسرے اوصاف سے تعلق رکھتا ہے اور اعضاء اور اوصاف کی باہمی مناسبت اور

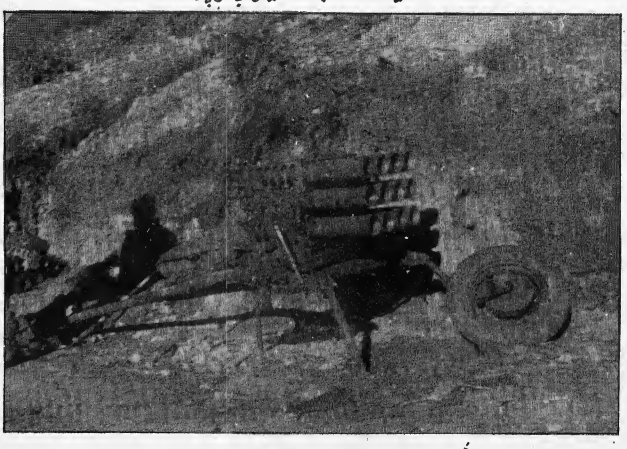

دشمنوں سے چھینا ہوا جدید ترین اسلحہ

ہم آہنگی کی وجہ سے وہ ایک وحدت کی صورت میں ہوتا ہے۔ اگر اس کے اعضاء اور اوصاف علیحدہ علیحدہ تغیر پذیر ہوں تو یہ وحدت شکستہ ہو جاتی ہے۔ لہٰذا جب جانور کی نوع کا تغیر ہوتا ہے تو ایک وحدت سے ایک دوسری نئی وحدت فی الفور وجود میں آ جاتی ہے۔

ڈی وری کی تائید:

ڈوری "DE VRIES" نے اس خیال کو اپنی تحقیقات سے اور تقویت دی ہے۔ وہ کہتا ہے کہ: ارتقاء چھوٹی چھوٹی تبدیلیوں سے کبھی نہیں ہوتا بلکہ ہمیشہ فوری تبدیلیوں سے ہوتا ہے۔ وہ مانتا ہے۔ کہ چھوٹی چھوٹی تبدیلیاں بھی ہوتی ہیں۔ لیکن ان کا دائرہ اس قدر محدود ہے کہ وہ نوع کی مجموعی شکل و صورت کو عبور نہیں کر سکتیں۔ یہاں ڈی وری ان اعداد و شمار سے کام لیتا ہے۔ جو انفرادی تغیرات کی تحقیقات کے سلسلہ میں کوئٹیلٹ "QUETLET" اور بیٹسن "BATESON" نے فراہم کئے تھے۔ اس کا نتیجہ یہ ہے کہ ایک نوع سے دوسری نوع کا ظہور ہمیشہ ایک فوری تبدیلی سے ہوتا ہے اور بہت سی چھوٹی چھوٹی تبدیلیوں سے نہیں ہوتا۔ اور پھر اس فوری تبدیلی کے بعد جیو کو جو توازن حاصل ہو جاتا ہے وہ نسبتاً ایسا مستقل ہوتا ہے کہ خواہ چھوٹی چھوٹی تبدیلیاں واقع ہوتی رہیں۔ وہ اس کے حلقہ کے اندر رہتی ہیں اور اسے بگاڑ نہیں سکتیں۔ پھر ڈی وری خود اپنے ساٹھ سال کے تجربات کی بنا پر بہت سے ایسے حقائق بیان کرتا ہے۔ جو ارتقاء کے سبب کے طور پر فوری تبدیلیوں کے تصور کی موثر حمایت کرتے ہیں۔ لیکن ڈارون کے نظریہ "انتخاب" "SELECTION" کی راہ میں ناقابل عبور مشکلات پیدا کرتے ہیں۔ فوری تبدیلیوں کے سبب کی تشریح میں اس کے سوائے کچھ نہیں کہا جا سکتا کہ خود حیوان کے جسم کے اندر بلکہ اس قوتِ حیات کے اندر جو حیوان کو وجود میں لاتی اور زندہ رکھتی ہے۔ ایک ایسا محرک موجود ہے جو جسمانی ارتقاء کی ایک خاص منزل کی طرف بڑھنے کے لئے اس کو اکساتا ہے۔

(باقی آئندہ)

اعتذار

قارئین کرام!

ہم تہہ دل سے چاہتے ہیں کہ ماہنامہ "مشعل" اپنے مقررہ وقت پر چھپ کر آپ کی خدمت میں پیش ہوتا رہے تاکہ اس طرح آپ جہاد افغانستان، ہمارے نڈر مجاہدین کی فاتحانہ کارروائیوں اور افغان مومن عوام کے غم آگیں احوال سے مطلع ہونے کے ساتھ ساتھ بزدل اور غاصب روسی دشمن کے رسوائے زمانہ ظلم و بربریت کے بارے میں بھی باخبر ہوتے رہیں لیکن اس بار مشیت ایزدی کچھ اور تھی۔ ہماری شب و روز کی محنت، لگن اور تپ و تلاش کے باوجود یہ شمارہ مقررہ وقت پر شائع نہیں ہو سکا۔ اس لیے ہم اپنے نہایت معزز قارئین کرام سے معذرت چاہتے ہیں اور امید کرتے ہیں کہ ہمارے کرم فرما معذرت قبول فرمائیں گے۔

(ادارہ)

بقیہ: اداریہ

ماضی میں برداشت کیا ہے اور نہ حال اور مستقبل میں برداشت کریں گے۔ ہمارا خون دشمن کے خلاف اپنے وطن کی آزادی اور آبرو کی خاطر بہنے کے لیے بیقرار ہے۔ کیا ایک ایسی قوم جس کا ماضی آزادی کی خاطر شاندار رہا ہے وہ کسی کی غلامی کو برداشت کرے گا۔ یہ بات یاد رکھنی چاہیئے کہ افغان مسلمان مسلمان عوام مر سکتے ہیں، ہٹ سکتے ہیں لیکن کسی بھی بیرونی دشمن کو اپنے وطن عزیز کو برداشت نہیں کر سکتا۔

روس کی ابلیسی سیاست کی ایک اور چال

افغانستان کے نہتے مجاہدین کے مقابلے میں جب روس کی ہر قسم کے جدید اسلحہ سے لیس فوج کو منہ کی کھانی پڑی اور اپنے مقاصد کے حصول میں ناکام اور نامراد ہوئی۔ تو جنگ کے رُخ کو بدلانے کے لئے روسی شاطروں نے کابل میں کٹھ پتلی حکومت کے کاسہ لیس عمران کے ذریعے مجاہدین کے ساتھ جنگ بندی اور افغانستان میں ایک مخلوط حکومت کی پیش کش کی سرکیف افغان جیالوں کے ہاتھوں اپنی ذلت آمیز شکست کو یقینی دیکھ کر انہیں مخلوط حکومت میں شرکت کی دعوت بھی دی۔ فی جانباز اور مجاہدین جنہیں جہاد کی ابتدا میں طرح طرح کے ناموں سے پکارے جاتے تھے۔ چاپلوس نجیب اللہ نے ایک پر فریب انداز میں انہیں روٹھے ہوئے بھائیوں کے نام سے مخاطب کرکے اُن کے ساتھ جنگ کے حل کی گتھیاں سلجھانے کی دعوت دی۔

کابل کی کٹھ پتلی حکومت نے اشتراکیت کے خلاف افغان عوام پر اپنی درندگی وحشت اور بربریت کا اعتراف کرکے کہا ہے کہ ماہِ ثور کی کُودتا نے انہیں دآزادی خواہ، مکان کی بجائے قبر، لباس کی جگہ کفن، اور روٹی کے عوض اپنے خون اور موت کا سوغات دیا ہے۔

اس ضمن میں کرملین کی ابلیسی سیاست کی چالوں کے فروغ کے لئے ظاہرشاہ کو افغانستان لانے کی افواہیں بھی پھیلائیں۔ گورباچوف نے خود کہا ہے کہ مخالفین کے ساتھ کابل رحیم کی باتیں چاہے روم میں ہوں یا کسی اور جگہ، ماسکو اسی میں مدد دے گا۔

ماسکو نے جب افغانستان میں اپنی سیاسی چالوں اور ہلاکت خیز اسلحہ کے مقابلے میں مجاہدین کے حوصلے، آزادی کی خاطر شہادت کی آرزو اور کسی قیمت پر بھی روسی سپاہیوں کو اپنے پاک سرزمین پر نہ چھوڑنے کا عزم دیکھا تو مجبوراً افغانستان کی جنگ آزادی میں اپنی جنگی حکمت عملی کو بھی بدل ڈالا۔

لیکن جس طرح مجاہدین افغانستان کے عزم مصمم کے سامنے روس کی سیاسی اور جنگی قلابازیاں بے معنی ہوکر رہ گئی ہیں۔ اس سے روسیوں کو یہ احساس ہو گیا ہے کہ وہ اپنے ان کرتوتوں سے اپنے دشمن کو جہاد آزادی سے نہ روک سکا ہے اور نہ روک سکے گا اس لئے روس مجبور ہوگیا کہ اپنے غلام بے دام نجیب اللہ کے ذریعے اپنی غلطیوں کوتاہیوں اور افغان عوام پر اپنے جبر و ستم کا اعتراف کرے۔

اس ضمن میں گورباچوف نے ایک گول میز کانفرنس کی تجویز بھی پیش کی جس میں مجاہدین، کابل کی کٹھ پتلی حکومت روس اور امریکہ بیٹھ کر مسئلہ افغانستان پر بحث کریں اور جو بھی فیصلہ ہو جائے۔ اس پر عمل کیا جائے

عالمی ذرائع ابلاغ نے انگلستان کی وزیر اعظم مسز تھیچر کی طرف سے ایک بیان نشر کیا ہے جس میں کہا گیا ہے کہ ماسکو کے دورے کے دوران انگلستان کی وزیر اعظم کو گورباچوف نے واضح الفاظ میں کہا تھا کہ افغانستان سے روسی فوجوں کو واپس بلانے کے ضمن میں وہ نہیں جانتا کہ کہاں سے اقدام کرے۔

افغانستان میں روسی فوجوں کے مقابلے میں افغان مجاہدین کی پے در پے فتوحات کے بارے میں روس پروپیگنڈہ کر رہا ہے کہ یہ سب کچھ امریکہ اور دیگر بیرونی ممالک کے تعاون سے ہو رہا ہے درحقیقت اس پروپیگنڈے میں وہ افغان عوام پر اپنے انسانیت سوز مظالم اور بربریت کو چھپانے کی ناکام کوشش کر رہا ہے۔ گول میز کانفرنس کے انعقاد اور اس میں امریکہ کی شمولیت سے

ماہنامہ

مشعل

نورِ خدا ہے کفر کی حالت پہ خندہ زن — پھونکوں سے یہ چراغ بجھایا نہ جائے گا

اب وہ وقت آ پہنچا ہے کہ افغانستان کے غیور اور شہید پرور عوام اپنے مستقبل کا خود فیصلہ کریں۔
— پروفیسر برہان الدین "ربانی"

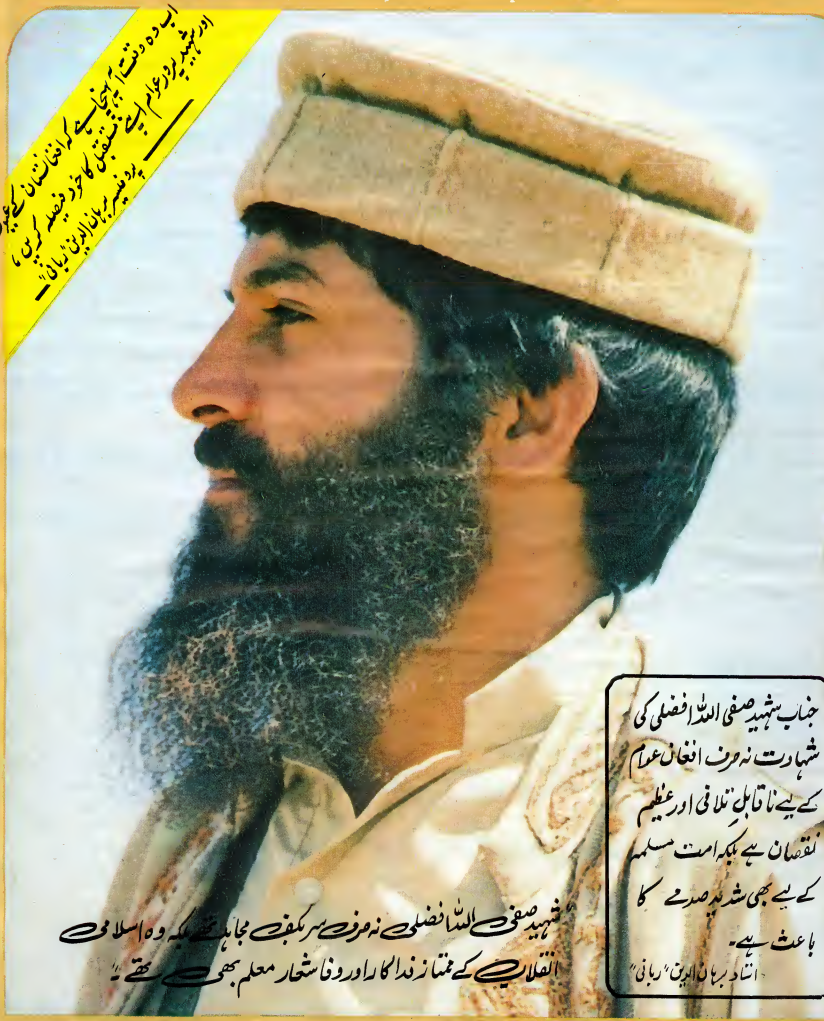

جناب شہید صفی اللہ افضلی کی شہادت نہ صرف افغان عوام کے لیے ناقابلِ تلافی اور عظیم نقصان ہے بلکہ امت مسلمہ کے لیے بھی شدید صدمے کا باعث ہے۔
استاد برہان الدین "ربانی"

شہید صفی اللہ افضلی نہ صرف سربکف مجاہد تھے بلکہ وہ اسلامی انقلاب کے ممتاز فدا کار اور وفا شعار معلم بھی تھے۔"

روس کا مقصد یہ ہے کہ اس قسم کی باتوں سے اپنی ذلت آمیز شکست کے لئے کسی جواز کا سہارا لے۔

آج تک کرملین نے افغانستان میں اپنے استحکام اور اپنے خوابوں کی تعبیر کے لئے جو بھی قدم اٹھایا ہے وہ اس میں ناکام اور نامراد رہا ہے۔ چنانچہ اس ضمن میں کٹھ پتلی حکومت کے کئی مہرے آئے دن بدلے گئے۔ نام نہاد قومی اور قبائلی شورا بنایا گیا، لویہ جرگہ کا قیام عمل میں لایا گیا۔ جنگ بندی کی چال اور مخلوط حکومت میں شرکت کی پیش کش وغیرہ، لیکن اس سب کچھ کے باوجود بھی روسی فوجی طاقت اور اہلیت کا راز طشت از بام ہو گیا اس لئے تو ماسکو نے اپنے پرانے یارِ غار ظاہر شاہ سے کچھ جوڑ کرنے کے بعد گول میز کانفرنس کا ہوا کھڑا کیا۔ چنانچہ اس ضمن میں مجاہدین افغانستان کا "اسلامی اتحاد" جو افغانستان کے مجاہد عوام اور ملت کی آزادی اور دفاع کا علمبردار ہے کے اپنے ایک اعلامیہ میں گول میز کانفرنس کی پیش کش کو روسی حکومت کی سیاست کے ایک اور شیطانی چال سے تعبیر کیا ہے۔

مسئلہ افغانستان کے دو پہلو ہیں ایک روسیوں کی وحشیانہ جارحیت اور دوسرا اس کے مقابلے کے لئے آزادی اور خود مختاری کا دفاع۔ ان دونوں پہلوؤں میں دو طرفہ تصادم، بجائے روسی اور افغانستان کی آزادی کے مدافع مجاہدین اس لئے مسئلہ افغانستان کے متعلق ہر فیصلہ انہی پہلوؤں کے براہ راست بات چیت کے ذریعہ طے ہوگا۔

ماسکو کی یہ تلابازیاں اگر ایک طرف اس کی ذلت آمیز شکست اور بزدلی کی نشاندہی کرتی ہیں۔ تو دوسری طرف اس کی ابلیسی سیاست کا بھی پردہ چاک کرتی ہے۔

ماسکو کی سیاسی فریب کاری اور دانو پیچ کے باوجود ڈاکٹر نجیب کی ناکامیوں اور نامرادیوں کے بعد گورباچوف اس امر پر مجبور ہوا، کہ دنیا کو دھوکہ اور فریب دینے کی غرض سے یہ واضح کرے کہ ماسکو اپنی فوجوں کو افغانستان سے نکالنے کے لئے تیار ہے۔ لیکن دوسری طرف خود اسی ضمن میں آئے دن نت نئے مشکلات پیدا کرتا ہے اس میں شک نہیں کہ گذشتہ نو برسوں سے روسی فوج کو افغان مجاہدین کے ہاتھوں مسلسل شکست اور ناکامیوں کا سامنا ہے اور دن رات ہر محاذ پر اپنی بزدلی کے نئے نئے گل کھلا رہا ہے۔ چنانچہ اسی مسلسل شکست اور ناکامیوں کو چھپانے کی غرض سے روسی افغانستان سے بظاہر اس لئے نکلنا چاہتے ہیں۔ تاکہ مستقبل قریب میں اپنے استعماری مقاصد کو ہاتھ سے نہ جانے دے اور اپنے اہداف کے حصول میں اپنے اعتماد کو بھی بحال رکھ سکے۔

اس سے قبل جنیوا کی بات چیت جس کے ایک اور دور کا ابھی احتمال باقی ہے۔ گذشتہ پانچ سال سے جاری ہیں۔ لیکن ماسکو اسے بھی اپنی ابلیسی سیاست کی طرح ایک ڈپلومیٹک جنگ کا میدان بنانا چاہتا ہے۔ تاکہ اپنے اس کردار سے وہ نہ صرف دنیا کی رائے عامہ کو اپنی طرف بدل ڈالے۔ بلکہ میدانِ جنگ میں بھی اُسے ستانے کا موقع ملے اور اپنی وحشت اور بربریت کے کارناموں کو بھی انہی بات چیت کے پردے میں چھپانے لیکن اس کا یہ حربہ بھی کارگر ثابت نہ ہو سکا۔ ماسکو کی اس سیاسی چالو کو خود افغانستان کے مجاہدین اور تمام دنیا کے لوگ جان گئے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ اب روس جنیوا کی بات چیت سے بھی روگردانی کا بہانہ ڈھونڈ رہا ہے۔

قومی صلح، مخلوط حکومت اور گول میز کانفرنس وغیرہ سوویت یونین کی اس شیطانی سیاست کی زنجیر کی مختلف کڑیاں ہیں۔ جس کے ذریعے وہ مجاہدین افغانستان کی ملافعانہ کارناموں کو ماند کرنے کی ایک سعی لا حاصل میں لگے ہوئے ہیں۔ لیکن افغانستان کے مجاہد عوام نے جس طرح اپنے مسلح جہاد کے ذریعے روسی فوج کو شکست کے ایک ذلت آمیز شکست سے دوچار کیا ہے۔ اسی طرح اپنے انقلابی جذبے اور اسلامی جوش سے روسیوں کی تمام کوششوں کو ناکام بنا دیا ہے۔

روس مجبور ہے کہ وہ جارحیت کے مرتکب اپنی فوجوں کو افغانستان سے نکال دیں اور وہاں مجاہدین کی حکومت کو تسلیم کرے۔ کیونکہ مسئلہ افغانستان کے حل کا صرف یہی ایک راستہ باقی ہے۔ نیز روسیوں کی گلو خلاصی بھی ہو جائے گی اور اس کی فوج افغانوں کے غیض و غضب سے بھی چھٹکارا پائے گی۔ کیونکہ روس کا تمام جنگی اسلحہ اور سیاسی چالبازیاں افغان مجاہدین کے عزم اور دہشت کے سامنے ہیچ ہیں۔

تحریر: عبدالحبیب حبیب

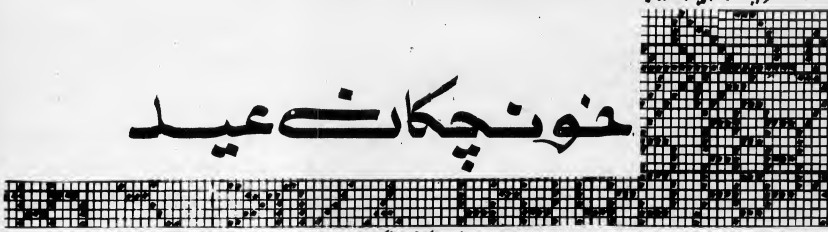

خون چکاں عید

یوں تو امت مسلمہ ہر سال عید رمضان کی طرح عید قربان کو بھی نہایت عقیدت اور احترام کے ساتھ منایا کرتی ہے عید قربان ہمارے پیارے نبی حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام اور ان کے فرزند عزیز حضرت اسماعیلؑ کی ایک عظیم۔ اسلامی تاریخ اور جاودانہ یادگار ہے جو مزید کسی تعارف کا محتاج نہیں۔ اس عظیم اور اسلامی تاریخی ایام کے موقع پر ہر سال لاکھوں فرزندان توحید حج کی سعادت حاصل کرنے اور سنت ابراہیمی کی سپاہ گری کے لئے مکۃ المکرمہ تشریف لے جاتے ہیں۔ عید قربان عالم اسلام کو اور خاص طور پر امت مسلمہ کو ایثار اور قربانی کا درس دیتا ہے۔

روسی کمیونسٹ ابتداء ہی سے دنیا کے سبھی مسلمانوں کو اپنا بہترین ایک دشمن سمجھتے آرہے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ روسیوں نے افغانستان میں افغان مجاہد عوام کے خلاف جس خباثت اور بربریت کا مظاہرہ کیا ہے شاید ہٹلر چنگیز اور ہلاکو جیسے ظالم حکمرانوں کی انسان کش تاریخ شرما جائے اور یہ کہوں تو بے جا نہ ہوگا کہ قرطون اور نمرود جو اپنے عہد حکمرانی میں (نعوذ باللہ) خدائی کا دعویٰ بھی کر چکے تھے روسیوں کے ان مظالم کے سامنے اپنی گردنیں جھکا دیں روسی فوجی مداخلت کو آج افغانستان میں پورے نو سال گذر چکے ہیں۔ کئی عید ین آئیں اور گذر گئیں۔ مگر افغان مسلمان عوام کی کیا عیدیں ہوئیں۔ ہمارے دین اور وطن کے دشمنوں نے تو ہماری سبھی خوشیاں چھین لی ہیں۔ ہمارا آزادی چین لی۔ ہمارے آرزوؤں کو پامال کیا ہمارا ناحق خون بہایا۔ ہمارے کھیت وکھلیانوں کو نذر آتش کیا۔ ہمارے مکانات کو اپنے توپ کے گولوں کا نشانہ بنا کر مسمار کیا۔ اس طرح ہمیں مجبور کیا کہ ہم اپنے پیارے وطن کو چھوڑ کر دیا ہزاروں مسلم پناہ لیں آج ہم اپنے پیارے وطن سے دور اپنے دارالھجرت کے بے آب وگیاہ دشت سوزان اور بے سروسامانی کی حالت میں پھٹے خیموں تلے فلاکت بار زندگی بسر کر رہے ہیں

امت مسلمہ تو عید کی آمد سے کئی دن پہلے عید کی تیاریوں میں مصروف ہو جاتی ہے۔ ہر طرف گہما گہمی رہتی ہے بازاروں میں دن رات رونق اور چہل پہل رہتی ہے لوگ اپنے عزیز واقارب کو سوغاتیں ارسال کرتے ہیں۔ عید کے موقع پر ایک دوسرے سے گلے ملتے ہیں۔ بچے رنگ رنگ کے کپڑے پہن کر خوشیاں مناتے ہیں۔ مگر آج ہمارے افغان مجاہدوں اور مہاجروں کے بچے اس خوشی کے موقع پر خشک ہونٹ مرجھائے ہوئے زرد چہرے لئے اپنے خیموں میں اداس بیٹھے عید کی خوشیوں سے محروم ہیں۔ کوئی ماں کی ممتا سے محروم ہو چکا ہے تو کوئی سایہ پدری اور شفقت سے۔ کوئی معذور ہے اور دوسرے کے سہارے کا محتاج ہے۔

قارئین کرام! آیئے ۱۹۸۳ء کی عید قربان کے موقع پر ایک دلیر اور ایمانی جذبے سے سرشار افغان مجاہد کی داستان سنائیں۔ یہ وہ زمانہ تھا جب افغانستان میں روسیوں کی ننگی جارحیت اور انکی وحشت اور بربریت سے نہ صرف افغان مسلمان عوام بلکہ افغانستان کے دور دراز علاقوں میں بسنے والے غیر مسلم اقوام بھی ان کے جبر وتشدد سے خوف زدہ اور تعلقات دکھائی دے رہے تھے روسیوں کے مظالم عروج پر پہنچ چکے تھے ایسی حالت میں افغانستان کے دلکش سرسبز وشاداب وادی میں پلے ہوئے (استار) نامی ایک نوجوان چرواہے کی داستان ہے ستار معصوم کے مطابق کئی مہینے اپنے بھیڑ بکریوں کے ریوڑ کے ساتھ دشت وصحرا کے ان علاقوں میں جہاں اس کے مویشیوں کے لئے کافی خوراک موجود ہوتا گذارتا۔ یہ ایام ۱۹۸۳ کی عید قربان کے آمد آمد کے ہیں۔ ستار اپنے مویشیوں کے ساتھ آہستہ آہستہ اپنے گھر کی جانب لوٹ رہا تھا۔ اس کے دل میں

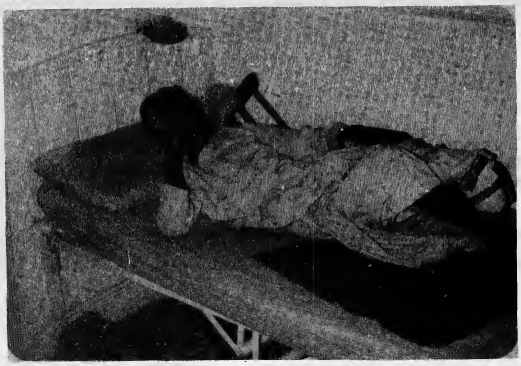

یہ آرزو موجزن تھی کہ وہ عید کا یہ پر مسرت دن اپنے اہل خاندان خصوصاً اپنی آٹھ سالہ اکلوتی بیٹی صابرہ کے ساتھ جو اس کے گھر کا چشم و چراغ تھا گذارے۔ مسافر نہایت بے صبری سے نہ رات کے اندھیرے کو دیکھتا اور نہ دن کی شدت گرمی کو بلکہ اس نے اپنا سفر جاری رکھا ہوا تھا وقت گذر رہا تھا اور اسکی منزل قریب سے قریب تر آتی جا رہی تھی۔

ابھی عید کے ایام قریب ہی تھے کہ صابرہ اپنے گھر کے دروازے پر کھڑی ہو کر صحرا کی جانب اپنے ابا کی آمد کا بے صبری سے انتظار کر رہی تھی اس دوران کوئی بھی صحرا کی طرف سے گاؤں میں داخل ہوتا۔ تو وہ نہایت بے صبری سے اپنے ابا کے بارے میں اس سے پوچھتی اور جان کر خوش ہوتی کہ اس کا ابو آنے والے ہیں صابرہ اپنے ابو کے ساتھ عید گزارنے کے خواب دیکھ رہی تھی مگر تقدیر کو اور کچھ منظور تھا۔

وہ عرفہ کا دن تھا۔ ستار اپنے گھر سے چند ہی کیلو میٹر کے فاصلے پر تھا اس کے مویشی تھکن سے چور چور ہو چکے تھے یوں معلوم ہو رہا تھا کہ اب تو اس میں اور اس کے مویشیوں میں ایک قدم بھی آگے بڑھنے کی سکت نہ تھی۔ عصر کا وقت تھا کہ اچانک قریبی گاؤں کی طرف سے توپوں کی گھن گرج فضاء میں گونج اٹھی۔ گاؤں سے خاک اور دھوں اٹھنے لگا۔ گاؤں کے مکینوں کی آہ و بکا پتھر کو موم کرتی ہوئی گلشن کو چھونے لگتی۔ یوں معلوم ہو رہا تھا جیسے اس حسین اور دلکش خطے کی بہنیں خوشبو سے معطر ہوا۔ شہیدوں کو خوش آمدید کہہ رہی تھی۔ تھوڑی دیر بعد توپوں کی آواز خاموش ہو گئی۔ ظالم روسیوں نے گاؤں کا محاصرہ توڑ کر گاؤں کے قریب بہنے والے نالے کے کنارے اپنا ڈیرا ڈال دیا۔ ستار ایک ٹیلے کی آڑ سے دشمن کے تمام حرکات کا بخوبی جائزہ لے رہا تھا وہ چاہتا تھا کہ بھاگے بھاگے گھر پہنچ جائے اور اپنی بندوق اٹھا لائے مگر سورج کی سنہری کرنوں کی تابانیاں ابھی زمین پر منعکس ہو رہی تھیں اسی اثناء روسی فوجی ٹہلتے ٹہلتے بڑے آرام سے نالے میں اترے۔ دیکھا کہ بھیڑ بکریوں کا ایک ریوڑ آ رہا ہے انہوں نے چاہا کہ ایک دو دنبے پیٹ بھرنے کے لئے اٹھا لے جائیں وہ ریوڑ کے قریب پہنچے تو یکایک ریوڑ کے محافظ اور وفادار کتے نے ان پر حملہ کر دیا اور پل جھپکتے ہی ان کے پلید چہروں کو مسخ کر دیا دونوں روسی نیم بسمل کی طرح زمین پر لوٹ رہے تھے اسی اثناء ایک روسی نے اپنے اڑے سے کتے پر گولیوں کی بوچھاڑ کر دی جس کے نتیجے میں وفادار کتے نے اپنی وفاداری کا حق ادا کرتے ہوئے جان دے دی اور کچھ بھیڑ بکریاں بھی ہلاک ہو گئے۔

دونوں روسی جو پہلے ہی نزع کی حالت میں تھے اپنے دوست کی گولی کا نشانہ بنکر واصل دوزخ ہو گئے۔ اس طرح روسیوں کو علم ہو گیا کہ افغانستان میں بسنے والی ہر خری روح ہمیں اپنا دشمن سمجھتی ہے سورج آہستہ آہستہ ڈھلنے لگا اور شام کا اندھیرا چھانے لگا ستار نے موقع کو غنیمت سمجھ کر گھر کا رخ کیا وہ تیزی سے بھاگا جا رہا تھا۔ تیز دوڑنے سے اس کی سانس پھولنے لگی اس اثناء راستے میں دو مسلم رسیدہ عورتوں نے اسکا راستہ روک کر پوچھا بھائی تم کون ہو؟ اور کہاں بھاگے جا رہے ہو؟ ذرا ٹھہرو" ستار رک گیا اور پوچھا" (بقیہ

باقی صفحہ (۲۳) پر

افغان جہاد کو جو لوگ جہاد نہیں کہتے انہوں نے اسلام کا مطالعہ نہیں کیا اور وہ جہاد کا مفہوم نہیں سمجھتے

جہاد کانفرنس منعقدہ کراچی تنظیم الدعوۃ الاسلام پاکستان سے متعلق

اللہ ج کا لاکھ لاکھ شکر ہے اور اس کا فضل و احسان ہے کہ اب احیائے اسلام اور اعلائے کلمۃ اللہ کی خاطر ساری دنیا میں اسلامی تحریکیں چل رہی ہیں۔ اب زبان، نسل اور علاقے کے ملحوظ رکھنے کے بغیر مسلمانان جہان ایک دوسرے کے دکھ درد اور غم میں اپنے آپ کو برابر کے شریک سمجھ کر اپنے مسلمان بھائیوں کو غم گرداب سے نجات دلانے کے لئے ہر قسم کی قربانی دینے کے لئے تیار ہیں۔

انصار و مہاجرین کے درمیان دشمنان اسلام منافرت کی تخم ریزی کی جو کوششیں کر رہے تھے مؤمن اور مخلص مجاہد بھائیوں کے اخلاص محبت اور اسلام کی راہ میں ان کی انتھک جدوجہد اور کوششوں کی برکت سے وہ اسلام دشمن عناصر اپنے ان ناپاک اور مذموم عزائم میں بُری طرح ناکام ہو گئے ہیں اور اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے انصار و مہاجرین دونوں اسلام کی ترقی اور اعلائے کلمۃ اللہ کے لئے اللہ تعالیٰ کے اس فرمان مبارک کے مطابق کام کر رہے ہیں کہ "انما المؤمنون اخوۃ" چنانچہ جامعہ ربانیہ قصبہ کالونی کراچی میں تنظیم الدعوۃ الاسلامیہ پاکستان کے زیر انتظام منعقد ہونے والے "جہاد کانفرنس" اسی جدوجہد کی ایک کڑی ہے۔

ہم دست بدعا ہیں کہ اللہ ج پاک اس مجاہد اور مخلص انصار بھائیوں کے اس جہاد کو قبول فرمائے اور اس راہ میں انہیں مزید توفیق عطا فرمائے آمین۔

ذیل میں مذکورہ جہاد کانفرنس کا مختصر رپورٹ شائع کی جاتی ہے:۔

کراچی۔ تنظیم الدعوۃ الاسلامیہ پاکستان کے زیر انتظام جامعہ ربانیہ قصبہ کالونی میں ایک عظیم الشان ریلی بعنوان "جہاد کانفرنس" منعقد کی گئی۔ کانفرنس سے خطاب کرتے ہوئے جہاں خصوصی ممتاز عالم دین مناظر اسلام علامہ مولانا نورالہدیٰ پرنسپل جامعہ ربانیہ نے کہا کہ جہاد وقت کی اہم ضرورت ہے انہوں نے کہا کہ میں نے خود افغانستان جا کر مجاہدین کے بے پایاں عزم و استقلال کا مظاہرہ اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے در حقیقت روسی استعمار کی دانت کھٹے کرنے والی قوم افغان قوم ہی ہو سکتی ہے جو اپنی تاریخ کے کسی بھی موڑ پر غلامی کی زنجیروں میں کسی نہیں جا سکی انہوں نے ٹی اے آئی کے راہنماؤں پر زور دیا کہ وہ گلی گلی کوچوں کوچوں اور مساجد میں جہاد کانفرنس منعقد کریں تاکہ عوام کو روسی استعمار سے مقابلہ کرنے اور آنیوالے وقت میں جہاد کے لئے تیار کیا جا سکے۔

کانفرنس کے صدر حضرت مولانا محمد عالم نے کہا کہ مجاہد کی زندگی جس طرح مبارک اور عظیم ہوتی ہے۔ اسی طرح موت بھی مبارک اور عظیم ہوتی۔ مجاہد زندہ ہو تو غازی کہلاتا ہے اور اللہ کی راہ میں مر جائے تو شہید کہلاتا ہے۔ تنظیم کے نوجوان شعلہ بیان مقرر مولانا محمد یعقوب ہزاروی نے کہا کہ جہاد ایک نظریہ کے تحت ہوتا ہے اسلام میں جتنی بھی لڑائیاں ہوئیں سب ایک نظریہ کے تحت ہوتی ہیں۔ علماء دیوبند نے بھی عظیم مقاصد اور نظریات کے

تحت آزادی کی جنگ لڑی۔ اب ضرورت اس امر کی ہے کہ عوام کو جہاد کے عظیم نظریہ سے روشناس کرایا جائے۔ افغان عالم دین امیر ملت مولانا عبدالقدوس نے کہا کہ افغان عوام پاکستانی عوام کے مشکور ہیں۔ جنہوں نے انصار مدینہ کی یاد تازہ کر دی۔

مجاہد محمد محمود احمد فاروقی نے جہاد کے فضائل بیان کئے اور کہا کہ جہاد اصلاح نفس کا ایک بہترین ذریعہ ہے

ڈی۔ اے آئی کے مرکزی سیکرٹری اطلاعات جناب قاری غلام رسول ربانی نے افغان مجاہدین کو خراج تحسین پیش کیا اور عہد کیا کہ تنظیم الدعوۃ الاسلامیہ پاکستان اسلام کے دفاع کے لئے بھرپور کردار ادا کرتی رہے گی

شیخ سیکرٹری اور تنظیم کے ناظم اعلیٰ شمس المہدی ربانی نے تمام مہمانوں کا شکریہ ادا کرتے ہوئے کہا کہ تنظیم آئندہ بھی اسی طرح کی کانفرنسیں منعقد کریگی۔ انہوں نے کہا کہ افغان جہاد کو جو لوگ جہاد نہیں کہتے انہوں نے اسلام کا مطالعہ نہیں کیا اور جہاد کا مفہوم نہیں سمجھا۔ کانفرنس سے تنظیم کے مرکزی صدر جناب محمد لقمان سواتی اور جناب حبیب الرحمٰن اور جناب عبیداللہ اور جناب خلیل اللہ نے خطاب کیا آخر میں مولانا عبدالقدوس نے دعا فرمائی

یاد رہے کانفرنس کی ابتداء جناب قاری ارشاد الحق اور قاری محمد صدیق کی تلاوت سے ہوئی۔

کانفرنس کے اختتام کے بعد تنظیم کی جانب سے مہمانوں کی چائے اور بسکٹ سے تواضع کی گئی۔

بقیہ: خون چکان

کیا بات ہے؟ دستی گئی رات تم یہاں کیا کر رہی ہو؟" غورقوں نے رو رو کر اپنی داستان سناتی ہوئی کہا۔ درسیوں نے ہمارا سب کچھ چھین لیا۔ ہمارے گاؤں کی اکثر آبادی کو شہید کر ڈالا ہے ہمارے پاس وہ الفاظ نہیں جو تفصیلاً آپ کے سمجھنے کے لئے آپ کے گوش گزار کریں دشمن کا رخ اب اگلے گاؤں کی جانب ہے۔ ہم چاہتی ہیں کہ ہم اپنے دین اور وطن کے دشمن سے بدلہ لیں۔ کیا آپ ہماری مدد کریں گے؟ چرواہے نے کہا "کیوں نہیں یہ تو میرا مذہبی اور قومی فرض ہے۔ اس لئے تو میں اپنے گھر جا رہا ہوں کہ گاؤں والوں کو روسیوں کی آمد سے اطلاع دوں اور ساتھ ہی اپنی بندوق اٹھا لاؤں" یہ کہہ کر ستار اور دونوں مجاہد تیز تیز بھاگی بھاگی گاؤں پہنچ گئیں۔ لیکن گاؤں والے پہلے ہی روسیوں کے مذموم عزائم سے اطلاع پا چکے تھے۔ انہوں نے اپنے مورچے سنبھال لئے تھے اور جونہی دشمن قریب آیا۔ گاؤں والوں نے راستے میں ناکہ بندی کر کے ان پر حملہ کر دیا۔ ان کے ۷ ٹینک تباہ اور ۲۱ فوجیوں کو موت کے گھاٹ اتار دیا۔ اس خونین رات کو جب ستار گاؤں کی جانب بڑھا جا رہا تھا راستے میں دو روسیوں نے اس کا راستہ روک لیا۔ ستار خونخوار شیر کی طرح ان پر ٹوٹ پڑا اور ان سے بندوق چھین کر دونوں کو موت کی نیند سلا دیا۔ مگر خود بھی شدید زخمی ہوا۔ اس کا ایک بازو ٹوٹ چکا تھا اور ہاتھ سے خون کا فوارہ جاری تھا کہ گھر جا پہنچا۔ گاؤں والے جاگ رہے تھے۔ ستار کی آمد کی اطلاع پاتے ہی گاؤں والے دوڑ آئے اور اس کے علاج معالجے میں مصروف ہو گئے۔ مگر وہ یہی کہہ رہا تھا کہ دشمن گاؤں کی طرف بڑھا آ رہا ہے، مجھے چھوڑو کہ میں ان کے ٹینکوں کا رخ بدل کر ان کے ناپاک عزائم کو خاک میں ملا دوں مجھے چھوڑو! میرا ضمیر مجھے اپنے فرائض پورے کرنے کے لئے پکار رہا ہے۔ روسیوں کے دماغ پر سلطہ جوئی کا جو بھوت سوار ہے میں اسے اتارنا چاہتا ہوں۔ میں صراط مستقیم کی شاہراہ سے نکل کر اس پگڈنڈی پہ چلنا نہیں چاہتا جو میرے عزم و حوصلے میں خلل ڈالے" اس اثناء ستار کی ماں دودھ کا ایک گلاس لائی اور اپنے لخت جگر کو دے کر کہا۔ "بیٹا یہ گرم دودھ ہے پی لو شاید تمہارے اعضاء کے درد میں کچھ کمی آ جائے" ستار دودھ کا گلاس زمین پر رکھ کر ماں سے کہنے لگا "ماں! جو دودھ تم نے بچپن میں مجھے پلایا ہے کیا وہ میرے لئے کافی نہیں؟ ماں! مجھے تیرے اس دودھ کی قسم کہ جب تک میں اپنے دین اور وطن کے دشمنوں کو اپنے ملک سے باہر نکال نہ دوں۔ چین اور آرام سے نہیں بیٹھوں گا۔ یہ کہہ کر وہ بھاگ نکلا اور میدان کارزار میں گھوڑا اپنے دشمن کو للکار رہا تھا" اے وحشی درندو! لوٹ جاؤ۔ میں کہتا ہوں لوٹ جاؤ۔ تم ہمارے گاؤں کو مسمار نہیں کر سکتے میں تمہیں تباہ کر دوں گا۔ ابھی رخ موڑ لو" اسی اثناء ایک ٹینک شعلے اگلتا ہوا آگے بڑھا اور اس کے ایک گولے نے دلیر نوجوان افغان مجاہد ستار کی جان لے لی اور ستار نے اپنے خون سے جنگ آزادی کی تاریخ کا ایک باب لکھا۔

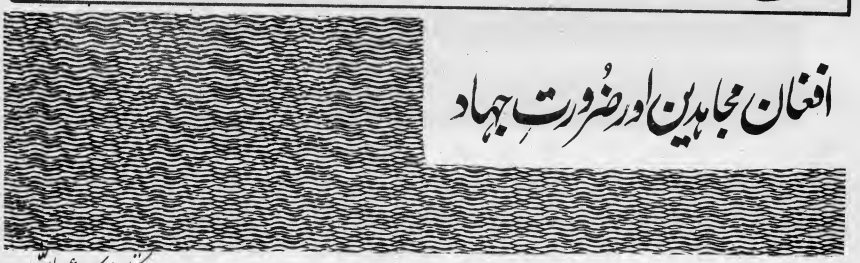

افغان مجاہدین اور ضرورتِ جہاد

تحریر: سید عبداللہ

حق اور باطل کی جنگ، خلقت کائنات کے روزِ اول سے جاری ہے اور یہ جنگ ابد یا بہ الفاظ دیگر روز قیامت تک جاری رہے گی۔ تاریخ کے ہر دور و ہر زمانہ میں ایک طاغوتی قوت حتماً اُبھر آتی ہے اور حق و انصاف، عدل و داد خواہی اور انسانی حقوق غصب کرنے کے لئے ہر طرح کے ظلم و بربریت، انانیت اور شیطانی طاقت سے کام لیتے ہوئے صدائے حق کے دبانے کی کوشش کرتے ہیں اور فرعون و نمرود و شداد سے لے کر بیسویں صدی کے مغرب و مشرق کی طاغوتی و سامراجی طاقتوں تک حق کے خلاف نبرد آزما چلے آ رہے ہیں۔ وہ ہر زمانہ میں مظلوم قوموں اور افراد کے خون سے اپنے ہاتھ رنگتے ہیں اور انہیں غلامی کی آہنی زنجیروں میں جکڑ کر حق خود ارادیت، حق زندگی اور حق بیان سے محروم کر دیتے ہیں۔ یہ سب قوتیں کلمہ حق تک برداشت نہیں کر سکتیں اور انانیت کے نشے میں اپنے بدمست ہو جاتے ہیں کہ حق و صداقت، انسانی آزادی بلکہ خود انسانیت کو اپنے پاؤں تلے کچل دیتے ہیں، ان کی زور و قوت کسی سرحد کا قائل نہیں وہ اپنے آپ سے بغیر باقی تمام انسانوں کو انسان ہی نہیں سمجھتے اور انہیں انسانی دلبشری حیثیت سے نہیں دیکھتے۔ یہ ظالم طبقہ وہ لوگ ہیں جو ہمیشہ باطل کو حق سمجھ کر اسے حق کا مقام دینا چاہتے ہیں اور حق و صداقت کے پاسبانوں کا قمع و قمع کرنا چاہتے ہیں۔ تاکہ اس طرح ان کے خلاف کوئی بھی تنوہ حق بلند کرنے والے نہ ہو۔ لیکن یہ ایک سنت الٰہی ہے کہ ہر عمل کا ردِّ عمل ہوتا ہے اور ہر چیز کی ضد و نقیض ہوتی ہے۔ مثال کے طور پر اللہ تعالیٰ نے رات کے مقابلے میں دن کو، تاریکی کے مقابلے میں روشنی کو، نیک کے ضد و خلاف بُرے اور بد اور اسی طرح باطل کے لئے حق کا خلقت فرمایا ہے۔ فرعون کے لئے موسیٰؑ اور نمرود کے لئے حضرت ابراہیمؑ کو پیدا کیا۔ اسی بنا پر اللہ تعالیٰ نے باطل سے ٹکرانے کے لئے حق اور حق کے پیروکاروں کو پیدا کیا ہے تاکہ وہ اپنے خون، اپنی جان اور اپنے مال و اولاد سے باطل کا مقابلہ کر کے حق کا بول بالا رکھے۔ اور مظلوموں کے حق کو ظالموں کو نہ نگلنے دے۔

اگر ہم فکر و غور سے دیکھیں تو ہمیں ماننا پڑے گا۔ کہ افغانستان کے غیور مجاہدین نے اپنی اسی ذمہ داری کے نبھانے کے سلسلے میں افغانستان میں ایک باطل اور بدنام زمانہ ایک سپر طاقت کے خلاف جہاد شروع کیا ہے۔

بعض لوگ یہ سوچتے ہیں کہ جہاد کا مفہوم صرف لڑنا ہے اور اپنے آپ کو اور دیگر لوگوں کی زندگی کو خطرے میں ڈالنا جہاد کا تفسیری معنیٰ ہے۔ لیکن ایسا ہرگز نہیں بلکہ ایک اعلیٰ و ارفع مقصد کی خاطر لڑنا باطل اور ظالم کا مقابلہ کرنا اور اللہ کی زمین پر اللہ کا قانون نافذ کرنے کی خاطر سر دھڑ بازی لگانا اور مظلوموں کے لئے عدل و انصاف پر مبنی ایک اسلامی معاشرے کو بروئے کار لانے کے لئے جدوجہد کو جہاد کہتے ہیں۔ جہاد کرنے کی فضیلت ہر کس و ناکس کو نصیب نہیں ہوتی حضرت علی کرم اللہ وجہہ فرماتے ہیں "اے لوگو! جہاد جنت کے دروازوں میں سے ایک دروازہ ہے جسے خدا نے خاص دوستوں کے لئے کھول دیا ہے۔ یہ جہاد ہی لباس تقویٰ ہے۔ حق تعالیٰ کی محکم زرہ اور مضبوط سپر ہے۔ جو کوئی اس سے روگردانی کرتا ہے خداوند تعالیٰ اسے جامۂ ذلت و رسوائی پہناتا ہے، معصیت میں مبتلا و پریشان کرتا ہے اور بدنامی و رسوائی میں گرفتار کر دیتا ہے اس کے دل پر غفلت اور بدہوشی کے بادل چھا جاتے ہیں اور وہ جہاد

ایک انقلابی شخص کی پہچان یہ ہے کہ وہ فرمانبردار رہتے ہوئے اپنے ملک اور قوم کا حقیقی محافظ ثابت ہو۔ استاد برہان الدین ربانی

نہ کرنے کے باعث راہِ حق سے دور ہو جاتا ہے۔ ذلت و بے چارگی اس کا مقدر بن جاتی ہے اور وہ عدل و انصاف سے محروم ہو جاتا ہے۔"

جہاد کا مطلب ہے اپنے اعلیٰ و ارفع مقصد اور نصب العین کے حصول کے لئے پوری خاطر جمعی، وفاشعاری اور یکسوئی کے ساتھ سعی و کوشش اور جد و جہد کرنا، اس راہ میں پیش آنے والے خطرات، مصائب، رکاوٹیں اور دشواریوں کو پورے صبر و شکیبائی سے برداشت کرنا اور غاصب، مزاحم اور مخالف دشمن قوتوں اور طاقتوں کا پوری دلیری سے مردانہ وار مقابلہ کرنا اپنے بلند مقصد اور اعلیٰ نصب العین کے تحفظ کی خاطر کسی ایثار اور قربانی سے دریغ نہ کرنا، یہاں تک کہ جان کا نذرانہ بھی پیش کرنے کی نوبت آئے۔ تو وہ پوری خوشدلی اور خندہ پیشانی سے اپنے یہ عزیز ترین متاع کو بھی داؤ پر لگانے کے لئے آمادہ ہو جائے۔

اگر یہ تمام سعی کوشش، ایثار اور قربانیاں اللہ تعالےٰ کی رضا اسلام کی سربلندی، مظلوم اور محکوم قوموں کی آزادی اور باطل کی محاذ کی خاطر ہو، تو پھر یہ جہاد فی سبیل اللہ ہے اور یہی ہر مرد مومن و مسلم کا مقصود ہے اور یہی جہاد اس کی سرخروئی، کامیابی اور کامرانی کا وسیلہ اور اس کی فلاح و نجات کا ذریعہ بن جاتا ہے۔

لیکن سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ یہ مقدس اور اعلیٰ فریضہ کونسے انسان اور کون سے لوگ انجام دے سکتے ہیں۔ ہم نہایت جرأت سے یہ کہتے ہیں کہ جہاد یہ مقدس اور اہم ترین فریضہ صرف اور صرف وہی اولوالعزم انسان انجام دے سکتے ہیں جن کی نظریں اپنے خالق حقیقی کے فضل و کرم اور رحمت و نصرت پر ہوں۔ وہ جو خود اعتمادی کے اوصاف سے متصف ہوتے ہیں وہ لوگ یہ فریضہ انجام دے سکتے ہیں جن کے بانیچہ اخلاق صبر و تحمل، جرأت و بے باکی، حوصلہ مندی، بلند ہمتی اور وفاداری و استواری کے گلہائے رنگا رنگ سے مزین و مضطر ہوتا ہے۔

اس کے برعکس بزدل، ڈرپوک، کم حوصلہ دون ہمت اور مفاد پرست عناصر اس بازار امتحان میں ناکام اور کھوٹے اور جعلی سکے ثابت ہوتے ہیں۔

میدان جہاد ہی وہ کسوٹی ہے جس کے ذریعہ اخلاص اور ریاکاری ایمان اور نفاق، ایثار اور مفاد پرستی، خدا پرستی اور خود پرستی کھل کر سامنے آ جاتی ہے۔

درج بالا اوصاف کی کسوٹی سے اگر اس دور کے مجاہد کو پرکھا جائے تو دور حاضرہ میں فلسطین اور دیگر ممالک کے مسلمان مجاہدوں کے مقابلے میں افغانستان کے مجاہدین کئی وجوہات کی بنا پر افغانستان کی آزادی کے لئے ایک نہایت اہم اور فعال کردار ادا کر رہے ہیں۔ کیونکہ افغانستان کے مجاہدین بے سروسامانی کے باوجود جس بے جگری سے جہاد کا فریضہ ادا کر رہا ہے وہ انہی کا حصہ ہے۔

روسیوں نے بغیر کسی اشتعال انگیزی کے افغان اسلامی سرزمین پر اپنی فوجیں چڑھا دی ہیں اور اپنی طاغوتی و شیطانی طاقت کا مظاہرہ کرتے ہوئے افغان مسلمان عوام کا حق آزادی تک چھین لیا۔ افغان مجاہد عوام کو جہاد کے بغیر کوئی اور راستہ دکھایا نہیں دیا۔ اس لئے انہوں نے اپنی ایمانی طاقت کے بل بوتے پر اپنی اسلامی سرزمین کی آزادی، دشمن کو نکالنے اور وہاں عدل و انصاف کی بنیاد پر ایک اسلامی حکومت قائم کرنے کی خاطر مقدس جہاد شروع کیا ہے یہ جہاد اس وقت تک جاری رہے گا جب تک افغانستان آزاد نہ ہو جائے اور جارح دشمن مکمل شکست سے دوچار نہ ہو جائے۔ اگرچہ اس سلسلے میں روس ڈپلومیٹک طریقہ سے گذشتہ کئی سالوں سے قلابازیاں دکھا رہا ہے۔ لیکن مجاہدین روسیوں کی ان چالوں سے بخوبی واقف ہیں روس جو کچھ میدان جنگ میں حاصل نہ کر سکا۔ وہ افہام و تفہیم کے ذریعے حاصل کرنے کی لاحاصل سعی کر رہا ہے۔ لیکن مجاہدین نے بھی مصمم ارادہ کیا ہے۔ کہ وہ تلوار ہی کے ذریعے دشمن سے اپنے وطن کو آزاد کرکے ہی دم لیں گے۔

بشکریہ جمعہ میگزین، نوائے وقت، ۱۷ جولائی ۱۹۸۷ء

اسلام کے خلاف تازہ روسی ہتکنڈے

سرخ انقلاب کی کامیابی کے بعد روس میں مسلمانوں پر بڑے ظلم و ستم ڈھائے گئے اور ان کی نسلوں تک کو ختم کرنے کی کوشش کی گئی۔ اسلامی رسومات کا منانا ممنوع قرار دے دیا گیا اور ہر قسم کی عبادات پر پابندی لگا دی گئی۔ مگر خوف و ہراس کی اس فضا کے باوجود مسلمان چوری چھپے اپنے عقائد پر عمل کرتے رہے۔ اور انہوں نے اپنی ثابت قدمی سے اس مفروضے کو غلط ثابت کر دیا کہ روس میں اسلام کو ہمیشہ کے لئے ختم کر دیا گیا ہے اور جو مسلمان موجود ہیں وہ دہریئے ہو چکے ہیں۔

وسطی ایشیائی روس میں مسلمانوں کی موجودگی کا اندازہ رمضان کے مبارک مہینے اور عید کے دن کو منانے سے لگایا جا سکتا ہے۔ ۱۹۷۰ء تک حالت یہ تھی کہ عید کا دن مسلمانوں کو یہ یاد دلاتا تھا کہ رمضان گزر چکا ہے مگر آج ہر مسلمان اور ہر لادین روسی کو رمضان کا پتہ چل جاتا ہے ۱۹۷۰ء سے قبل مسلم کیلنڈر کی اشاعت پر پابندی تھی مگر آج روس میں موجود چار مسلم بورڈز علیحدہ علیحدہ اسی کیلنڈر کی اشاعت کرتے ہیں۔ جس سے رمضان کا مہینہ اب ایک راز نہیں رہا مگر مسلمان ابھی تک ان کیلنڈروں کی مستند حیثیت کو تسلیم کرنے میں ہچکچاتے چلے آ رہے ہیں

جب اسٹالن نے مسلمانوں پر ظلم و ستم کا بازار گرم کیا تو اس کے دوران اور بعد مسلمانوں کا مقصد رمضان اور محرم کے مہینے کو منانا نہیں ہوتا تھا بلکہ وہ ان مہینوں میں خداوند تعالیٰ کی عبادت کرنے اور حضور اکرمؐ کو یاد کرتے تھے یا پھر ان کا مقصد عید منانا ہوتا۔ ان مہینوں کے بڑے میں جاننے کا ایک مقصد یہ بھی ہوتا تھا کہ اس عرصے میں شادیاں نہ کی جائیں اس کے علاوہ سنت اور عقیقہ کرنے سے بھی پرہیز کیا جاتا پھر ان مہینوں میں مزاروں پر حاضری بڑھ جاتی یہ تمام باتیں ماضی سے ہی چلی آ رہی ہیں مگر موجودہ حالات میں ان سرگرمیوں میں کافی اضافہ ہوا ہے آج حالت یہ ہے کہ سکول کا ہر بچہ رمضان کے بارے میں جانتا ہے اور یہ معلومات یا تو وہ اپنی دادی یا دادا سے حاصل کرتا ہے یا پھر سکولوں میں کئے جانے والے روزہ کے خلاف اس پروپیگنڈے سے جس میں بتایا جاتا ہے کہ انقلاب سے قبل بہت سے مسلمان بھوکے رہنے سے مختلف بیماریوں کا شکار ہو کر ہلاک ہو گئے تھے اس قسم کا پروپیگنڈا مسلمان بچوں کے ذہن میں انتشار کی کیفیت پیدا کر دیتا ہے کیونکہ یہ حقیقت ان کے سامنے ہوتی ہے کہ ان کے بزرگوں کی عمریں ۷۰ سے ۸۰ سال تک ہوتی ہیں اور غیر مسلم جو ناؤ نوش کے عادی ہوتے ہیں مختلف بیماریوں کا شکار ہو کر جلدی ہی ہلاک ہو جاتے ہیں اس طرح بچوں کے لئے اس پروپیگنڈے پر یقین کرنا مشکل ہو جاتا ہے۔ پھر روس میں یہ روایت عام ہے کہ سکول کے بچوں کو تاریخی عجائب گھروں میں لے جایا جاتا ہے یہ پروپیگنڈے کی حالت یہ ہے کہ تاجکستان کے عجائب گھر میں ایک کمزور مجسمہ نصب ہے اور اس کے منہ پر رسیاں باندھی گئی ہیں اور اوپر لکھا ہے

روزہ اس طرح رمضان اور دیگر اسلامی عقائد کی توہین کی جاتی ہے تاکہ نئی نسل کو باغی بنا کر ان کا اسلام سے تعلق آہستہ آہستہ ختم کر دیا جائے۔ اس قسم کا پروپیگنڈہ نہ صرف بچوں کے ذہنوں پر اثرات مرتب کرتا ہے بلکہ بڑے بوڑھے بھی کبھی کبھی اس سے متاثر نظر آتے ہیں۔ روس میں یہ تاثر عام پایا جاتا ہے کہ روزے ہمیشہ وہی رکھتا ہے جو پنشن لینا شروع کر دیتا ہے۔ مگر روس کے مسلمانوں کی ایک خصوصیت ضرور ہے کہ وہ رمضان کو خدا اور قرآن کا بنیادی حکم تصور کرتے ہیں اور پھر خدا کے وجود پر بحث کرنا پسند نہیں کرتے ایسے مسلمان جن کا مذہب پر اعتقاد اٹھ چکا ہو کا خیال ہے کہ روزہ صرف غریبوں کے لئے ہے۔ کیونکہ ان کے پاس خوراک کی پہلے ہی کمی ہوتی ہے۔ اس طرح انہیں اس سے مدد ملتی ہے اور پھر ان کو غریبوں کی حالت کا بھی پتہ چلتا رہتا ہے جو اکثر بھوکے

رہتے ہیں۔ ان کے یہ تاثرات اس چیز کی عکاسی نہیں کرتے کہ ان کا قرآن اور اللہ پر یقین ختم ہو چکا ہے۔ بلکہ وہ ایک سوشلسٹ معاشرے کے اندر رہتے ہوئے ان عقائد کی پابندی کرنا ناممکن خیال کرتے ہیں۔

حالیہ برسوں میں ہونے والی طبی تحقیق نے بھی کمیونسٹ پراپیگنڈہ کے لئے مسائل کھڑے کر دیئے ہیں۔ جس میں زیادہ کھانے اور شراب پینے کو ہی تمام بیماریوں اور جرائم کی جڑ قرار دیا گیا ہے، شراب نوشی کے خلاف بنائے گئے قوانین اور جذبوں نے کمیونسٹ طرز زندگی کے متعلق ہونے کے بارے میں شکوک و شبہات پیدا کر دیئے ہیں۔

روسی مسلمان رمضان کے علاوہ غیر ضروری کھانے پینے (یعنی شراب) کو حرام سمجھتے ہیں ابھی تک یہ صرف محدود لوگوں کی رائے ہے مگر وقت کے ساتھ یہ نقطہ نظر زور پکڑ جائے گا اور مسلمانوں کی کافی تعداد اس کی حامی ہو جائیگی مگر روزے کے متعلق پایا جانے والے یہ تاثر ابھی تک قائم ہے کہ روزہ رکھنا پنشنرز کا کام ہے یا پھر گھر میں کام کرنے والی بیوی کا اب یہ عادت عام ہوتی جا رہی ہے کہ لوگ پہلا اور آخری روزہ رکھتے ہیں یا پھر کام کرنے کے دنوں میں اس کی برکات حاصل کرتے ہیں۔

روزہ رکھنے والے مسلمانوں کا تناسب روس میں بہت کم ہے۔ اور خصوصاً مردوں میں تو یہ تناسب بہت ہی کم مگر خواتین میں یہ تناسب زیادہ ہے۔ شہری علاقوں میں یہ تناسب ۱ سے ۲ پرتک ہے مگر دیہی علاقوں میں یہ تناسب عورتوں میں ۵ - ۱۰ پرتک ہے مگر اس تناسب کا زیادہ تر تعلق اس حقیقت سے بھی ہوتا ہے کہ رمضان کس موسم میں آتا ہے۔ کیونکہ کٹائی کے موسم میں روزہ رکھنا بہت مشکل ہو جاتا ہے۔ جو مرد حضرات روزہ رکھتے ہیں وہ نماز تراویح کی بڑی پابندی کرتے ہیں حالانکہ حافظوں کی تعداد بہت کم ہے مگر جو بھی موجود ہو وہ تین بار قرآن کو مختلف مساجد میں ختم کرواتا ہے اور پھر ان مساجد میں سامع کی تعداد بھی بہت تھوڑی ہوتی ہے رمضان شروع ہونے اور روزہ رکھنے سے پہلے علاقہ کے تمام بزرگ ایک تہوار مناتے ہیں جس میں سے تیس ہمسایہ گھرانے ایک دوسرے کے گھر آنے جانے کے لئے ایک وقت اور تاریخ کا تعین کرتے ہیں آج سے بیس سال قبل اس تہوار میں صرف مسلمان ہی شریک ہوتے تھے مگر آج کل اس میں دیہی علاقے کے تمام لوگ شامل ہوتے ہیں۔ خواتین کے گھروں میں آنے جانے کی تاریخ مردوں کے جانے کی تاریخ سے مختلف ہوتی ہے اور اگر مہمان عورتیں ہوں تو میزبان گھر کے مرد بھی اپنے گھروں میں نہیں رہتے اور نہ ہی میزبان گھر کسی اور مرد مہمان کو قبول کرتا ہے شہری علاقے میں یہ رسم ذرا مختلف طریقے سے منائی جاتی ہے۔ مسلم اکثریت کے علاقے میں ہر گھر کی خواہش ہوتی ہے کہ اسے افطار پارٹی کے لئے میزبانی کا شرف حاصل ہو۔ مگر میزبان گھر کے لئے ضروری ہے کہ ان سے ایک دو روزہ رکھے ورنہ مہمان اس کی دعوت قبول کرنے سے انکار کر دیتے ہیں۔ اور یہ خیال کیا جاتا ہے کہ اس نے روزہ اور مہمانوں کا احترام نہیں کیا ایسے مسلمان جن کا مذہب سے اعتقاد اٹھ چکا ہوتا ہے اور جو دہریئے ہو چکے ہوتے ہیں وہ اپنے ہمسایوں کے گھروں میں افطار کے لئے پھل وغیرہ بھیجتے ہیں۔ مگر ان کا دن اور وقت افطار پارٹیوں سے مختلف ہوتا ہے اور وہ خود ان پارٹیوں میں شریک نہیں ہوتے۔ ایک دوسرے کے گھر کھانے وغیرہ بھیجنے کی روایت اتنی مستحکم ہو چکی ہے کہ رمضان کے دنوں میں ہر شام کو بچوں کو پلیٹیں اٹھائے ایک دوسرے کے گھروں کی طرف آتے جاتے دیکھا جا سکتا ہے ان کھانوں کی خاص بات یہ ہے کہ ان کے اجزاء کو حکومت کی مارکیٹوں سے نہیں بلکہ پرائیویٹ مارکیٹوں سے خریدا جاتا ہے تین چار گنا زیادہ قیمت ادا کی جاتی ہے صرف اس مقصد کے لئے کہ کھانے والے ان چیزوں کے اندر کسی حرام چیز کی ملاوٹ نہ ہو پائے کھانا پکانے کے دوران مسلمان خاتون اپنا روایتی لباس پہنتی ہے اور سر پہ سکارف باندھتی ہے اور ساتھ ساتھ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کا ورد بھی کرتی رہتی ہے اس طرح روزہ رکھنے اور افطار کرنے کا آغاز اللہ کے پاک نام سے ہی ہوتا ہے۔ اس کے علاوہ بچے بھی رمضان کے مہینے میں بڑی دلچسپی لیتے ہیں۔

باقی صفحہ (۴۱) پر

اگر آج شہید صفی اللہ افضلی ہمارے درمیان نہیں تو کیا ہوا۔ ان کی یاد اور ان کے جہادی کارنامے قیامت تک ہمارے دلوں میں زندہ رہیں گے اور اسلامی تاریخ اسے نہ بھلا سکے گی۔

صوبے ہرات کے گرم اور خونین مورچوں میں شہید افضلی جیسے نڈر، بے باک اور بے لوث مجاہدین کمیسٹن محمد اسمٰعیل، کمیسٹن عزیز اللہ افضلی اور کمیسٹن علاؤ الدین اور دوسرے بے شمار مجاہدین سینہ تانے ڈٹے بیٹھے ہیں

جناب پروفیسر برہان الدین ربانی

روس اور بھارت کے لئے ولی خان کا نرم گوشہ

تحریر: یاسین رضوی

بھارت کے حوالے سے جو خبریں پاکستانی ذہن کی توجہ کا مرکز بن رہی ہیں ان میں سے ایک تو یہ ہے کہ ہندو دھرم نے ایک نہیں اقلیت "سکھ" کے آگے گھٹنے ٹیک کر اس اقلیت کی توجہ ہٹانے کی کوشش میں مسلمانوں کے خون سے ہاتھ رنگنے کا چالیس سالہ بھائی کھیل پھر شروع کر دیا ہے اور یوں نشۂ اقتدار کے لیاقت نہرو معاہدے کی ایک بار پھر تمسخر انگیز طریقے سے پامالی کی جا رہی ہے۔

دوسری اہم خبر یہ ہے کہ سرحدی گاندھی خان عبدالغفار خان اپنے علاج کے لئے بمبئی کے ایک ہسپتال میں ہندو ڈاکٹروں کی زیر نگرانی داخل ہیں اور وہاں ان کے بیٹے عبدالولی خان بھی پہنچ گئے ہیں۔

تیسری اہم خبر یہ ہے کہ تین ہزار کے لگ بھگ روسی ماہرین جنگ بھارت میں پیشہ ورانہ تربیت کے لئے موجود ہیں۔

بھارت اور روس کا یہ باہمی گٹھ جوڑ باقی دو خبروں سے علیحدہ نہیں ہے اس سلسلہ میں سب سے اہم بات یہ ہے کہ بھارت اور روس کی مسلم اقلیت تقریباً نصف صدی سے کسمپرسی اور نابودی و ظلم کے آستانے پر کھڑی ہے۔ ان دونوں ملکوں میں اس بے نوا اقلیت پر سرکاری نوازشوں کے دروازے بند ہیں۔ اس کو خطرہ سمجھ کر اس کی ہر طرح کی بے رحمانہ نگرانی کی جاتی ہے اور ہر جائز یا ناجائز موقعہ سے فائدہ اٹھا کر اس کی زندگی کو بدتر سے بدترین میں تبدیل کرنے کی عملی تدابیر کی جاتی رہتی ہیں۔ سویت یونین میں تاریک آہنی پردے کے باعث بعض اوقات ظلم کی داستان کی ہلکی سی بازگشت سنائی دے جاتی ہے۔ اور بعض صورتوں میں "سب اچھا" کا تاثر مل جاتا ہے۔ تاہم بھارتی ذرائع ابلاغ کی نسبتاً آزادانہ روش اور دہلی میں مقیم تین پاکستانی خبر نگاروں کے طفیل ہندو دیش کی خبریں پوشیدہ نہیں رہتیں۔ فرق صرف اتنا ہے کہ روس کی مسلم اقلیت صرف سرکاری ظلم وستم اور جور وجفا کی شکار ہے لیکن بھارت میں ظلم کی چکی کے دو پاٹ ہیں۔ ایک سرکار اور دوسرا ہندو اکثریت۔

روس کی نظر میں اسلام ایک "دھمکی" کی حیثیت رکھتا ہے، عملی طور سے تو سرخ فلسفے میں مذہب ہر برے سے جرم شجر ممنوعہ اور فعل مکروہ سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ مگر جب مذہب اسلام ہو تو روسیوں کے بھنویں فوراً تن جاتی ہیں اور وہ شدت عمل کا مظاہرہ کرنے پر اتر آتے ہیں۔ ازبک ریاستوں اور تاجک سوویت میں مسلمان جس طرح تیسرے درجے کے شہریوں کی زندگی گزار رہے ہیں اور جس طرح بعض قصبوں کو قرون وسطیٰ کے ماحول میں رکھا جا رہا ہے اس سے روس کے سپر پاور ہونے کی نفی ہوتی ہے۔ ظاہر ہے کہ اس پس منظر میں اگر افغانستان، ایران، پاکستان اور بنگلہ دیش میں گذشتہ دو عشروں کے دوران روسی سرگرمیوں کا جائزہ لیا جائے تو محتاط ترین الفاظ میں یہ نتیجہ اخذ کرنا مشکل نہ ہوگا۔ کہ بھارت میں خون مسلم کی ارزانی پر روس خوش ہے۔

پاکستان کے سرخپوش اور سرخ فسکر سرحدی گاندھی اکثر مسلم کش بھارت سے اپنی محبت وعقیدت کا اظہار کرتے رہتے ہیں۔ وہ ایک بار تو زر و جواہر میں بھی تولے جا چکے ہیں اور یہ بھارتی دولت علی الاعلان کسی بھی قسم کی بازپرس ٹیکس اور ڈیوٹی وغیرہ کے بغیر اب بھی گاندھی نما سرحدی لیڈر کے استعمال میں ہے۔ ان کے بوڑھے صاحبزادے اکثر اوقات اپنی بصارت کے علاج اور بصیرت کے لئے روس جاتے رہتے ہیں۔ وہاں انہیں "متبادل قیادت" تسلیم کر کے سرکاری نوازشوں سے لاد جاتا ہے ایک ایسے ملک میں جہاں "اسلام" کی حیثیت ایک واضح دھمکی ہو۔ ولی خان کو یقیناً ایک اسلامی یا مسلمان راہنما کے ناتے سے خوش آمدید نہیں کہا جا سکتا۔ بلکہ انہیں

مشتاق بھٹی ایم اے

یہ ناداں گر گئے سجدے میں جب وقتِ قیام آیا

خوفِ جان و مال سے اوسان ہیں اس کے خطا
جس کے مذہب میں مقدر حصّہ ایمان ہے

اپنے دل سے کاش پوچھے یہ حریصِ عافیت
کیا اِسے اسلام پیارا ہے کہ پیاری جان ہے

عارضی سی منفعت پر توڑتا ہے جو اُصول
کس قدر بے حوصلہ ہے، کس قدر ناداں ہے

چھوڑتا ہے جو اصولوں کو بموں کے خوف سے
کوئی پوچھے اس سے کیا وہ بھی کوئی انسان ہے

جس کو دعویٰ تھا اصولوں پر نہیں سودا کوئی
اس کا دعویٰ آج مال و جان پہ قربان ہے

نام آزادی نہ لے، اسلام کا دعویٰ نہ کر
پھر بظاہر زندگی آسان ہی آسان ہے

اس حقیقت سے کوئی انکار کر سکتا نہیں
حفظِ پاکستان کی خاطر سر بکف افغان ہے

اپنی اسلامی روایت سے ہو بیزاری تو کیوں
اپنے گھر سے کیوں نکالوں جو مرا مہمان ہے

عافیت کوشوں کو اب معلوم ہونا چاہیئے
قلعہ اسلام اپنا جنگ کا میدان ہے

زندگی کا ہر آسائش کوئی سودا نہ کر
جنگ آزادی ہے یہ گو جنگِ بے اعلان ہے

یہ شہادت گاہ ہے حق سے شہادت کر طلب
اے مسلماں یہ شہادت ہی تری پہچان ہے

یہ بموں کی ہولناکی، مال و جان کا یہ زیاں
یہ ترے اعصاب کی تخریب کا سامان ہے

وقت ہے یہ امتحاں کا، حوصلے سے کام لے
ملک ہے آزاد تو آزاد اپنی جان ہے

خنجرِ قاتل سے کچھ کم نامۂ بزدل نہیں
دشمنِ جاں وہ ہے اور یہ دشمنِ ایمان ہے

زندگی آزادی و اسلام ہی کا نام ہے
یہ شہیدوں کے لہو کا دائمی پیغام ہے

مسلم دشمن روسی سیاست کے ایک اہم ستون کا درجہ دیا جاتا ہے۔

اس وقت بھارت میں تین ہزار روسی مشیر اور ماہرین موجود ہیں۔ افغانستان میں بھی تین ہزار کے لگ بھگ روسی اعلیٰ مناصب پر کاروبار میں مصروف حکومت کو دھکا دے رہے ہیں۔ اس کے علاوہ ایک لاکھ بیس ہزار سرخ سوویت فوجی جدید ترین روسی ہتھیاروں سے مسلح ہو کر صبح و شام افغانستان کے مسلمانوں کا قتل عام کر رہے ہیں۔ مگر علاقے میں اتنے سارے روسی فوج آج تک عبدالولی خان کو نظر نہیں آتے انہیں بلوچستان میں خیالی امریکی اڈے اور فوجی جلدی نظر آ جاتے ہیں اور ان سے امن کو خطرہ لاحق ہوتا نظر آنے لگتا ہے۔ آج تک ولی خان ایک بار بھی دنیا کے کسی بھی حصے میں روسی فوج کی موجودگی کو امن اور اصول کے لئے خطرہ نہیں کہا۔ بھارت میں موجود تین ہزار روسی مشیر بھی اسی ترجیحی طرز فکر کی وجہ سے ولی خان کی نگاہ میں نہیں کھٹکتے۔ بصیرت اور بصارت میں یہی تضاد تو علاج کے لئے ولی خان کو گاہے گاہے ماسکو کا سفر کرواتا رہتا ہے۔

بھارت "سارک" کا بڑا بھائی ہے اس کی خواہش ہے کہ "متحدہ اور حکومت کمرو" کی جدید حکمت عملی کے طریقے پر چل کر علاقے میں روس کا ایس۔ ایچ۔ او بن جائے۔ تاہم سارک کے باقی چھ ارکان میں سے کسی سے بھی اس کے تعلقات قابل فخر نہیں ہیں۔ بھارت کے مشرق اور مغرب میں دو عظیم اسلامی ملک پاکستان اور بنگلہ دیش ہیں، سری لنکا سمیت ان ملکوں سے بھی بھارت کی ٹھنی ہوئی ہے شمال میں چین ہے، جس سے بھارت نفسیاتی طور پر مرعوب اور خائف ہے بھارت کا چین سے تنازعہ ہو۔ تو فوراً بھارت کا اعلیٰ وفد مسٹر یقیوا ڑی کی سربراہی میں پیکنگ پہنچ کر تنازعات کے پُرامن حل کی خواہش کا بینڈ بجانا شروع کر دیتا ہے۔ پاکستان یا بنگلہ دیش اور سری لنکا سے اختلاف کی بات ہو۔ تو وہی بھارت اپنے بینڈ کی دھن بدل کر "سخت اقدام" اور "پراس ٹریک" کے لہجے میں بات کرتا ہے۔ ظاہر ہے۔ کہ چین سے پُرامن اور مسلمان ہمسایوں سے "سخت اقدام" کے تعلقات کے پس منظر میں تین ہزار روسی فوجی صرف اور صرف مسلمان خون سے ہولی کھیلنے کی بھارتی خواہش کی تکمیل کے لئے وہاں موجود ہیں اور جہاں مسلم خون سے ہولی کھیلی جا رہی ہو اور اس ہولی کو پڑوسی ملکوں تک وسعت دینے کی کوشش کی جا رہی ہو۔ وہاں ماسکو سے علاج بصیرت و بصارت کروانے والے ولی خان کی زبان سے خطرے کی دہائی کس طرح سنائی دے سکتی ہے۔

پاکستان بن رہا تھا۔ تو غفار خان نے شدت سے اس کی مخالفت کی۔ پاکستان بن گیا تو سہروردی جی نے مخالفتوں کو جاری رکھنے کا عزم کیا۔ ۱۹۴۷ء سے ۱۹۸۷ء تک پاکستان میں جتنی بھی حکومتیں بنیں۔ ولی خان نے اُن کی بھرپور مخالفت کی۔ ان مخالفتوں کے لئے اُنہوں نے اپنے اُصول بھی بدلے، نعرے بھی تبدیل کئے اور سیاسی حکمت عملی بھی ایڈجسٹ منٹ کرتے رہے۔ ۱۹۷۶ء تک وہ جمہوریت اور سیکولرزم کے حامی تھے مگر ۱۹۷۷ء کی تحریک میں بھٹو کے خلاف وہ پی۔ این۔ اے کے پلیٹ فارم سے نظام مصطفیٰ اور جولائی ۱۹۷۷ء کے بعد مارشل لا کے حامی ہو گئے۔ ان کا فروری ۱۹۷۸ء کا وہ انٹرویو ابھی تک سب کو یاد ہے۔ جو انہوں نے روزنامہ "گارجین" لندن کو دیا تھا۔ جس میں انہوں نے نہ صرف مارشل لا کی بھرپور حمایت کی تھی۔ بلکہ فوجی عدالتوں پر اعتماد کے کامل اظہار کے لئے یہ مطالبہ بھی کیا تھا۔ کہ ذوالفقار علی بھٹو پر قتل کا مقدمہ فوجی عدالت میں چلایا جائے۔

روسی بربریت وہ حقیقت کا منہ بولتا ثبوت

بھارت میں مسلمانوں کا قتل عام ہو رہا ہے۔ عید کے روز میرٹھ کے مسلمانوں کو ان کے پیاروں کی لاشیں "عید کے تحفہ" کے طور پر بھیجی گئیں۔ اس موقعہ پر سرحدی گاندھی بمبئی کے ہسپتال میں تھے انہوں نے یا ان کے کسی لاڈلے یا فرزند نے اس خون مسلم پر احتجاج کا ایک لفظ تک نہیں کہا۔ ظاہر ہے کہ جو زبان افغانستان میں کمیونسٹ فوجیوں کے ہاتھوں لاکھوں جیلے مسلمانوں کے قتل عام پر خاموش رہی وہ ہندوؤں کے ہاتھوں میرٹھ میں شہید یا غائب ہونے والے چند سو مسلمانوں کے حق میں کس طرح ہل سکتی تھی؟

ولی خان کو پاکستان میں جمہوریت نظر نہیں آتی۔ کابل میں اور روس میں نظر آتی ہے۔ کابل کے کسی اخبار میں کسی بھی مخالف لیڈر کا بیان گذشتہ آٹھ سال میں شائع نہیں ہوا ملکی خبریں وہی ہوتی ہیں۔ جو روسی ماہرین کی زیر نگرانی کام کرنے والا ادارہ اطلاعات جاری کرتا ہے۔ غیر ملکی خبریں صرف اور صرف "ازدستا"، "نووستی" اور "تاس" سے لی جاتی ہیں ولی خان صاحب پورے ملک میں جس جگہ چاہتے ہیں حکومت کے خلاف بیان داغ دیتے ہیں اور وہ شائع بھی ہو جاتا ہے۔ پھر وہ جب چاہتے ماسکو اور بھارت یاترا کو چلے جاتے ہیں۔ کیا کوئی افغان لیڈر بھی ایسا ہے۔ جس کے حکومت کے مخالفانہ بیان وہاں کے اخبارات میں بھی شائع ہوتے ہیں یا وہ آزادی میں مست پورے ملک میں بھی گھومتا ہو اور جب دل چاہتا ہو کابل کی مخالف حکومتوں کی میزبانی سے بھی لطف اندوز ہوتا ہو۔ اگر ایسا کوئی لیڈر ہے۔ تو ولی خان اس کی مثال پیش کریں

کالا باغ بند کی بات چلی۔ تو ولی خان نے بیان دیا کہ ہم اس بند کی تعمیر کی مخالفت کریں گے۔ یہ بیان کئی زاویوں سے توجہ طلب ہے۔ سب سے پہلے تو کیا یہ ممکن ہے کہ جس ملک میں اظہار و تقریر کی آزادی اور حقیقی جمہوریت نہ ہو وہاں ایسا بیان دیا جا سکتا ہے؟ کیا روس اور افغانستان میں اس قسم کا اعلانیہ دھمکی کے بعد کوئی تعزیر سے اور حتیٰ پھانسی کے پھندے یا فائرنگ سکواڈ سے بچ سکتا ہے۔ دوسرا یہ کہ کالا باغ ڈیم کو بم سے اڑانا صرف اس صورت میں ممکن ہے کہ زبردست طاقت کا ایک بم تیار کرایا جائے یا بیرون ملک سے سمگل کیا جائے ظاہر ہے کہ ایسا بم امریکہ یا برطانیہ سے تو ولی خان کو نہیں مل سکتا ایسا بم تو صرف کابل کے راستے روس یا بھارت سے ہی فراہم کر سکتے ہیں۔ کیا بھارت اور روس سے پاکستانی منصوبے کی تباہی کے لئے بم منگوانا "جمہوریت" ہے؟ اور کیا ولی خان گذشتہ چالیس سال سے ایسی ہی جمہوریت کے لئے کام کرتے رہے ہیں؟ تیسرے یہ کہ حال ہی میں بھارت نے کشمیر میں دریائے جہلم پر سلال بند تعمیر کر کے پورے شمالی پنجاب کو بنجر کرنے کا منصوبہ مکمل کیا ہے۔ کیا ایسا ممکن نہ تھا کہ ولی خان سلال بند کو بھی بم سے اڑانے کی دھمکی دے کر بھارت کو ایک انتہائی خوفناک اور انسانیت دشمن منصوبے پر عمل درآمد سے روکنے کی کوشش کرتے؟ اس میں ولی خان کا بھی نقصان تو ہوتا۔ کہ آئندہ بھارت یاترا کے راستے اور ماسکو کے سفر کی سہولیات بند ہو جاتی۔

کیا ولی خان کے لئے واقعی بھارت کا سفر اور وہاں کا ہے بھارتی لیڈروں سے ندا کرات و دعوتیں اتنی ہی ضروری ہیں کہ ان کی خاطر پاکستان کے ترقی یافتہ منصوبوں پر روس اور بھارت کے تیار کردہ بم مار دیئے جائیں اس تمام پس منظر میں ایک جملہ بہر حال برملا کہا جا سکتا ہے اور وہ یہ کہ جب بھارتی حکام اور منصوبہ ساز یا "را" کے کارندے ولی خان دیا اس مضمون کی اشاعت تک جی۔ ایم سید، سرحدی گاندھی کی مزاج پرسی کے بہانے بمبئی جا رہے ہیں سے بات کرتے ہونگے تو یہ بات ان کے ذہن میں ضرور ہوتی ہوگی کہ ہم ایک ایسے شخص سے گفتگو کر رہے ہیں جو اپنے وطن کا وفادار نہیں ہے آخر یہ کس طرح ممکن ہے کہ جی ایم سید یا ولی خان بھارت کی "را" سے بات کرتے ہوں۔ تو وہ اُن کو محب وطن کہہ کر مخاطب کرتے ہوں۔ عزت کرتے ہوں اور احترام کے قابل سمجھتے ہوں۔

بقیہ: عید الضحیٰ

ہمارے شہید پرور قوم نے عزم صمیم کے ساتھ یہ بھی ارادہ کیا ہے کہ وہ قربانی کی اس عظیم اسلامی روایات کو جاندار دل کی بجائے اپنی جانوں۔ اولاد اور دیگر مال و متاع سے اللہ کی راہ میں قربان کریں گے فی الحال ہمارا یہ مقدس جہاد اور قربانی دنیا اس وقت تک جاری رہے گا۔ جب تک ایک روسی فوجی بھی افغانستان میں موجود ہو اور ان کے پالتو ہرکتے افغانستان میں برسر اقتدار ہوں۔

التجاء

جمعیت اسلامی افغانستان کی کلچرل کمیٹی کی جانب سے شائع ہونے والا اُردو رسالہ ماہنامہ مشعل جو اپنی ابتدائی نشریات کا ایک سال پورا کر چکا ہے۔ اور اب اپنی نوخیز عمر کے دوسرے سال میں قدم رکھ رہا ہے۔

گذشتہ سال کے ابتدائی ایام میں ہمیں بے پناہ مشکلات کا سامنا کرنا پڑا۔ مگر ہمارے نہایت عزیز اور معزز قارئین کرام اور دیگر کرم فرماؤں نے ہمارے اس رسالے کو جو واقعاً افغان سرکیف مجاہد عوام کی امنگوں اور ارمانوں کا منظر و داعد ترجمان اور جہاد افغانستان کے گرم مورچوں میں روسیوں اور ان کے حلقہ بگوش پٹھوؤں کے بے شرمانہ حرکات اور افغان دلیر مجاہدین کی کامیابی کی عکاسی اور ترجمانی کرتا ہے۔ اس رسالے کو مزید بہتر اور معیاری بنانے کے لئے ہمیں بیشمار خطوط کے ذریعے اپنے قیمتی مشوروں سے سرفراز فرمایا۔ اور اکثر انصار بھائیوں نے تو فوراً ہمارے ساتھ قلمی رابطہ قائم کر کے افغان جہاد۔ بقاء اسلام کے بارے میں مقالے، مضامین اور اشعار لکھ کر ہمارے لئے بھیجنا شروع کر دیئے۔ آج بھی اُنے کرم فرماؤں کا قلمی تعاون ہمارے ساتھ برقرار ہے۔

میرے عزیز اور معزز قارئین کرام۔ جیسا کہ ہم عرض کر چکے ہیں کہ ہماری مادری زبان اُردو نہیں۔ تھوڑی بہت اردو ہم نے اپنے دارالہجرت میں سیکھی ہے۔

اُسی ٹوٹی پھوٹی اردو الفاظ کی مدد سے اور خاص طور پر آپ کے بھرپور قلمی تعاون جس نے ہماری ڈھارس باندھ رکھی ہے۔ ہم اس رسالے کو چلانے میں کامیاب رہے ہیں۔ اور ہماری کامیابی کا راز آپ کی ہمدردی کا نتیجہ ہے۔

لہٰذا ہماری آپ حضرات سے ایک مخلصانہ اور عاجزانہ التجا ہے کہ آپ اپنے اسلامی عقیدے اور ایمانی جذبہ جہاد کے تحت جو آپ کے سینوں میں ہمیشہ موجزن رہتا ہے آپ ہمیشہ اپنے قیمتی مقالے، مضامین اور اشعار جو بقاء اور سربلندی اسلام، آزادی افغانستان، فلسطین اور دوسرے مسلمان بھائی جو آج تک غیروں کی زنجیروں میں جکڑے ہیں اُسی کی آزادی کے بارے میں لکھ کر ہمیں بھیجیں اور اس طرح ہمارے قلمی جہاد میں برابر کے شریک رہیں

خداوند تبارک و تعالےٰ آپ کو اس کارِ خیر کے بدلے اجر عظیم عطا فرمائے۔ شکریہ

ادارہ ماہنامہ "مشعل"

اسلامی معاشرے کا تصور

ایک مضمون "اسلامی نظامِ حکومت کا بنیادی عنصر، صالح معاشرہ" کے عنوان سے نوائے وقت کے ۲۵ مئی ۱۹۸۷ء کے شمارے میں شائع ہوا تھا لیکن بعض حلقوں نے یہ تاثر لیا۔ کہ صالح معاشرہ اسلامی نظامِ حکومت سے کوئی علیحدہ چیز ہے۔ اس لئے جب اسلامی نظامِ حکومت قائم ہوگا۔ تو معاشرہ خود بخود صالح ہو جائے گا۔ حالانکہ نفسِ مضمون کا بنیادی مطلب ہی یہ تھا کہ اسلامی نظامِ حکومت کا بنیادی عنصر صالح معاشرہ ہے اور اس کے قیام و اجرا کی طرف پوری توجہ ہی ہمیں اسلامی نظامِ حکومت کی بنیاد مہیا کرتا ہے۔ اس لئے آیئے اب دیکھیں کہ اسلام میں معاشرہ کا تصور کیا ہے۔ اور یہ کوئی ایسی چیز ہے۔ جس کو اسلامی نظامِ حکومت سے علیحدہ دیکھا یا قائم کیا جا سکتا ہے۔ کیونکہ حضور اکرمؐ کی چالیس سالہ زندگی اور پھر نبوت کے بعد کا دور معاشرہ کی اصلاح و تطہیر کا درخشاں نمونہ ہے اور ان کی تمام حیات کی تگ و دو اور جد و جہد، شرافتِ انسانیت کو بلند اور احترامِ آدمیت کو درخشاں کرنے کے لئے وقف رہی۔ یہ بات کسی دلیل کی محتاج نہیں کہ دینِ اسلام نے دنیا کو جو ضابطہ حیات دیا اور قرآن حکیم نے حضرت محمد رسول اللہ کو ختم المرسلین کے لقب سے نوازا۔ تو اس کا صاف اور واضح مطلب یہی تھا۔ کہ انسانیت کے شرف کو بلند کرنے اور معاشرہ کو صالح و پاکیزہ رکھنے کے جو لوازمات و ضوابط کی ضرورت ہے وہ اس کتابِ عظیم کے ہر لفظ اور نبی کریمؐ کی زندگی کے ہر گوشہ میں پرو دیئے گئے ہیں۔ یہ شرف اب دینِ اسلام کو ہی حاصل ہے کہ اس نے دنیا کی اقتصادی، سیاسی، اخلاقی اور معاشرتی زندگی کے ہر ڈھانچہ میں وہ انقلاب آفرین تبدیلیاں ہیں کہ روم، مصر، یونان اور چین کے ہزار سالہ قدیم تہذیب و ثقافت، تمدن و فراست کے بت پاش پاش ہو گئے انسانیت کو افراط و تفریط کی بھول بھلیوں سے نکال کر اعتدال و توازن کی ایسی شاہراہ پر ڈال دیا۔ کہ برکت و سکون رحمت و راحت ترقی و معراج کی منزلیں چشم زدن میں طے پا گئیں

اسلام نے معاشرہ کی عظمت و بزرگی، شرف و پاکیزگی اور صالح عمل پر رکھی ہے اور آخر کیوں ایسے افراد کا مجموعہ ہی ایسی تہذیب و زندگی، ایسی ثقافت و کلچر اور ایسی سوسائٹی کو جنم دیتا ہے۔ کہ دنیا فلاح و بہتری اور سکون و راحت کا گہوارہ بن جاتی ہے۔ اس منزل و طلب کو حاصل کرنے کے لئے حضرت محمد رسول اللہ کی حیاتِ مطہرہ کا مطالعہ نہایت ضروری ہو جاتا ہے اور اسی وقت یا خلافتِ راشدہ کے زرین عہد میں جو معاشرہ معرضِ وجود میں آیا اس کو اپنی تحقیق و جستجو اور اپنے نقطہ کی تشریح کے لئے بنیاد سمجھنا چاہیئے۔ کیونکہ اسلام کے عوامل و عناصر کو ان اکابرین کی زندگیوں میں جس خوبی و حسن کے ساتھ سمویا ہے اس نے دنیا کے مؤرخین کو ورطۂ حیرت میں ڈال دیا ہے۔ انسانی زندگی کے ہر گوشہ پر نظر ڈالی جائے تو ایسا ضابطہ و قاعدہ نظر آئیگا جس پر عمل کرنے سے انسانی شرف بلند اور معاشرہ ترقی و ارتقاء کے گہوارہ میں بڑھتا اور پھولتا نظر آئے گا۔

انسان فطرتاً اقتدار پسند و مغرور ہوتا ہے اور اپنے اغراض و مقاصد اور اپنی شخصیت کی بڑھائی و نمود کے لئے ہر جائز و ناجائز قدم اُٹھانے پر آمادہ ہوتا ہے۔ چنانچہ نفس پرستی کے شیطانوں نے کہاں اور کس کس جگہ ہلاکت و بربادی کے سامان پیدا نہیں کئے۔ چنانچہ ایسے حالات و بدعات کو قابو میں رکھنے کے لئے اسلام نے سب سے پہلے خدائے بزرگ و برتر کی وحدانیت کا اصول زرین بنایا اور اس پر مستحکم و مضبوط اعتقاد کو ہی صلاحیت کی بنیاد قرار دے دیا اگرچہ خدا کا تصور کسی نہ کسی صورت میں ہمیشہ رہا۔ لیکن جس جامعیت و مانعیت کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی حاکمیت

و اولیت، مالکیت و رزاقیت کا حکم قرآن نے دے دیا وہ کسی اور جگہ یا کسی اور مذہب میں نہیں ملتا۔ اور غور سے دیکھا جائے۔ تو اس اعتقاد و یقین محکم کے ساتھ انسان اپنی خودی و نفس پرستی کے بت کو پاش پاش کرتے ہوئے مساوات برابری باہمی بھائی چارہ کی مضبوط کڑی میں منسلک ہو جاتا ہے اور پھر دنیا کا ہر فرد اس کو اس قدر عظیم و عزیز نظر آتا ہے۔ جس طرح اس کو اپنے خاندان کا کوئی فرد۔ اور یہی احساس اس کو اس عمل کے لئے مجبور کر دیتا ہے کہ انسانیت کی عظمت و حرمت خود داری وغیرت پر کوئی آنچ نہ آئے کہ پیدائش میں سب یکساں و برابر ہیں نتیجتاً دنیا سے استحصال، ظلم اور کسی کا حق مارنے کا جذبہ مفقود ہو جاتا ہے، رعایا اور بادشاہ کے فاصلے کم۔ دولت مند اور غریب کے درجات مٹ جاتے ہیں۔ اس لئے یہ بات ہمیشہ ہمیشہ کے لئے سمجھ لینی چاہیئے کہ اسلامی معاشرہ کی تشکیل و تخلیق کے لئے سب سے پہلے خدائے بزرگ و برتر کی وحدانیت پر یقین کامل ہونا چاہیئے دنیا میں حرص و جاہ اور دولت و زر کی کشش نے کیا کیا مصائب پیدا نہیں کئے اور معاشرہ میں کن کن برائیوں کو جنم نہیں دیا اور امیر و غریب کے فاصلوں نے دنیا کو کس حد تک جہنم کدہ نہیں بنا دیا۔ دین اسلام ان بدعات سے معاشرہ کو پاک و صاف رکھنے کے لئے جن اصول و ضوابط پر عمل کرنے کی تعلیم دیتا ہے۔ وہ اپنی جامعیت و افادیت کے لحاظ سے بے مثال ہیں چنانچہ ارتکاز زر اور دولت کی فراوانی کو محدود ہاتھوں میں رکھنے کے لئے دین اسلام نے وراثت، زکوٰۃ، صدقہ اور اللہ کی راہ میں بے دریغ خرچ کرنے کے احکام پر سختی سے عمل کرنے کا حکم دیا ہے۔

حضور اکرمؐ نے اپنی زندگی میں ان اصولوں پر ہی عمل کیا۔ جب دنیا سے رخصت سفر باندھا تو کسی جائیداد کے مالک نہ تھے اور اپنے ماننے والوں کو یہ درس دیا کہ دولت اور سیم و زر کو اکٹھا کر کے شرف انسانیت کی گراوٹ کا سبب نہ بنیئے اور عملی زندگی میں کسی محنت و مشقت سے گریز نہیں کیا۔ مختصر معروں میں دست مبارک سے خندقیں کھود کر یہ ثابت کرنے کی کوشش کی۔ کہ جہاد زندگی اور معاشرہ کی فلاح و برکت میں رزق حلال و محنت کا درجہ بلند ہے۔ چنانچہ یہ اسی فکر و عمل کی برکت تھی کہ ان کے پیرو کار حضرت ابوبکرؓ، حضرت عمرؓ، حضرت عثمانؓ، حضرت علیؓ، حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ اور حضرت ابوذر غفاریؓ جیسے جید و بلند فکر انسان ابھرے جو ہر معاشرے و تہذیب کے لئے باعث فخر و عزت ہو سکتے ہیں

تابعین اسلام نے اس پرہیزگاری کی تبلیغ و اشاعت کے لئے مختلف معروں کا آغاز کیا۔ اب نظر ڈالی جائے۔ تو جنگ و صلح کے لئے جن ضابطوں پر عمل کیا گیا وہ بے مثال اور دور حاضر کے لئے بھی ہدایت و سلامتی کا درجہ رکھتے ہیں۔ چنانچہ لشکر اسلام کو روانہ کرتے وقت جو ہدایات دی جاتیں انہیں انسانی شرف کو ملحوظ رکھنے کا لاجواب چارٹر کہا جا سکتا ہے۔ عورتوں، بچوں اور بوڑھوں پر ہاتھ اٹھانے کے خلاف واضح حکم ہوتا۔ پھلدار درخت کو کاٹنے کی ممانعت اور جو کوئی مقابلہ کے لئے نہ آئے اس پر ہاتھ اٹھانے سے بھی سختی سے منع کیا۔ اپنے آپ کو ہمیشہ قوم کے احتساب کے لئے پیش کیا۔

حضرت ابوبکرؓ کا یہ واضح اعلان تھا کہ اگر میرا کوئی حکم دین اسلام کے خلاف ہو۔ تو اس کی اطاعت لازم نہیں،

ازدواجی زندگی معاشرہ کا ایک اہم حصہ ہے طلاق خلع کا قانون اگر غور سے دیکھا جائے تو انسانی شرف کو قائم رکھنے کا بہترین ذریعہ ہے۔ سب سے پہلے تو ازدواجی زندگی کی ابتدا ایک معاہدہ سے بعد ہوتی ہے اور معاہدہ وہ ہوشمند اور سمجھدار فریقوں کے مابین طے پایا کرتا ہے اور ہم زندگی کے روزمرہ کے معاملات میں دیکھتے ہیں کہ جب معاہدہ کی شرط سے انحراف کیا جاتا ہے۔ تو دوسرے فریق کو شرائط کی رو سے یہ حق ہوتا ہے۔ کہ وہ معاہدہ کو منسوخ سمجھتے ہوئے اپنا قانونی حق حاصل کرے۔ چنانچہ طلاق خلع کا حق یقیناً فریقین کے معاملات کو حدود میں رکھنے اور معاشرہ میں زیادہ بدمزگیاں پیدا ہونے سے روکنے کے لئے ہے۔

یہ علیحدہ بات ہے کہ ہم جس طرح دین اسلام کے دوسرے ضابطوں کو بھی اپنے اغراض و مقاصد کے لئے استعمال کرتے ہیں۔ اس طرح ازدواجی زندگی کو شرافت و سنجیدگی سے ختم کرنے کے اصول کو بھی اپنی عزت نفس کا سوال بنا کر فتنہ و فساد پیدا کرتے ہیں۔ حالانکہ حقیقت میں یہ ضابطہ اٹھنے والے فتنوں اور قائم رہنے والوں جھگڑوں کو نپٹانے کا بہترین حل ہے۔

زخمیوں کی آہ و بکا عرشِ معلیٰ کو چھو رہی تھی

جولائی کا مہینہ تھا۔ اس دن موسلا دھار بارش ہونے کے بعد موسم نہایت خوشگوار اور شام سہانی تھی۔ کالے بادل اپنے دل کا بوجھ ہلکا کر کے فضا سے چھٹ چکے تھے اور اب ان کی جگہ گہرے سُرمئی اور سفید بادلوں کے ٹکڑے پورے اطمینان کے ساتھ خرامان خرامان آسمان پر گھوم رہے تھے

ٹھنڈی ہواؤں کے ملائم جھونکوں سے افسردہ روح کو طراوت اور سکون مل رہا تھا۔ ہوا کے جھونکوں سے آس پاس کے درختوں کے پتے نیم بسمل مرغابیوں کی طرح پھڑ پھڑا رہے تھے۔ پتوں سے بارش کا پانی موٹی موٹی بوندوں کی شکل میں ٹپا ٹپ زمین پر ٹپک رہا تھا۔ ٹہنیوں پر پرندے چہچہا رہے تھے۔ سامنے والی پہاڑی سے بارش کا پانی سیلاب کی شکل میں اپنا پیچ و خم راستہ کاٹتا ہوا ندی نالوں کی طرف خروشاں خروشاں بہہ رہا تھا آسمان پر قوس و قزح نے بھی اپنی دلکش ادا رنگین رعنائیاں بکھیر دی تھیں اور اس سہانے موسم کو چار چاند لگا دیئے تھے ہر طرف قدرت کا جلوہ ہی جلوہ دکھائی دے رہا تھا۔ گاؤں والے جو گرمی کی شدت سے اکتا چکے تھے۔ اپنے گھروں سے نکل پڑے اور جوق در جوق اس سہانے موسم سے لطف اندوز ہونے کے لئے میدانی علاقوں میں آ پہنچے۔ یقیناً یہ حسین اور قدرتی مناظر فرحہ دلوں کو ایک نئی جان بخش رہا تھا۔ مگر کسے معلوم تھا کہ اس حسین روئے زمین کے جنت کے ملکیوں پر کیا قیامت ٹوٹنے والی ہے اور چند ہی لمحوں میں بے شمار انسانی زندگیوں کے چراغ گل ہونے والے ہیں اور یوں یہ دل فریب مناظر، خون چکاں مناظر کی شکل میں بدل جائیں گے اور یہ سبھی خوشیاں علاقے کے لوگوں سے چین لی جائیں گی۔

ابھی شام کے اندھیروں نے فضا پر اپنا راج جمانا شروع ہی کیا تھا۔ گاؤں والے اپنے اپنے گھروں کی طرف لوٹ بھی رہے تھے کہ اس پر کیف موسم کی پرسکون اور جھلمی فضا کو توڑتی ہوئی ہوائی جہازوں کی آواز سنائی دی اور پلک جھپکتے ہی اُن شقی القلب وحشیوں نے علاقے پر اندھا دھند بمباری شروع کر دی اور اس سرسبز علاقے کے ہلہلاتے کھیتوں اور باغوں کو چشم زدن میں راکھ کے ڈھیر بنا ڈالا۔ ہر سو آگ دھواں اور خون ہی خون نظر آ رہا تھا۔ دور دور تک انسانی نعشوں کے اعضا بکھرے پڑے تھے۔ گاؤں کی عورتوں اور بچوں کی گریہ و زاری اور زخمیوں کی آہ و بکا عرشِ معلیٰ کو چھو رہی تھی۔ میدانی علاقے میں بارش کا پانی خون کی ندی کی شکل میں بہنے لگا۔ جگہ جگہ شہیدوں کا خون بکھرا تھا۔ یوں لگ رہا تھا جیسے صحرا میں گل لالہ کے پھول کھلے ہوں۔

دشمن اپنی وحشیانہ کاروائی انجام دے کر لوٹ گئے تھے گاؤں والے جو دشمن کے نشانے سے بچ نکلے تھے۔ انہوں نے اپنے شہیدوں اور زخمیوں کو اٹھانا شروع کر دیا۔ لوگوں پر دہشت طاری تھی اُن کے چہرے آنسوؤں سے تر تھے۔ یہ سانحہ نہایت کربناک تھا۔ یکایک ایک سمت سے ایک چیخ بلند ہوئی۔ "ہائے..... خدایا.. .... معصوم جمیلہ بھی شہید ہو گئی۔" جمیلہ کے ہاتھ میں سوکھی روٹی کا ایک ٹکڑا تھا جسے اس نے اس دنیا سے رخصت ہونے کے بعد بھی نہ چھوڑا۔ جب لوگوں نے شہید جمیلہ کو اس حالت میں دیکھا تو وہ بے اختیار چیخ پڑے اور کہنے لگے "اے ظالمو! اس معصوم بچی نے تمہارا کیا بگاڑا تھا کہ تم نے اس کی بھی جان لے لی۔ دریں اثنا دشمن کا ایک زمینی فوجی دستہ گاؤں کی طرف بڑھتا چلا آیا فوراً گاؤں کو محاصرے میں لے لیا اور فوجیوں نے گھر گھر کی تلاشی لینی شروع کر دی تلاشی کے دوران مار پیٹ اور لوٹ کھسوٹ کا سلسلہ جاری تھا۔ جو چیز ان کے ہاتھ لگتی اٹھا لیتے۔

اگر کوئی ممانعت کی جرأت کرتا تو بے غرتی سے مار کھا لیتا۔ حتیٰ ایک گولی اس بیچارے کی قسمت کا فیصلہ کر دیتی۔ خیر ظالم ایک بار پھر ہمارے مظلوم عوام کے خون سے ہولی کھیل کر واپس لوٹنے لگے انہوں نے تلاشی کے دوران ایک مجاہد جو پہلے ہی زخمی تھا گرفتار کر لیا اور ایک نرس کے گیارہ سالہ بیٹے عثمان کو بھی گرفتار کر لیا۔ جب اس کی ماں نے اپنے بیٹے کو چھڑانے کی ہمت کی تو روسی فوجیوں نے اسے مارا پیٹا اور اسی اثنا اس کے گردن میں پڑا ہوا موتیوں کا ہار

ٹوٹ گیا۔ جب وہ اپنے سہاگ کے ہار کے موتی جمع کرنے لگی تو اُن وحشی درندوں نے اوپر سے ایسی لات ماری کہ بیچاری فرش زمین ہو کر بے ہوش ہو گئی گاؤں والوں نے ان کی بہت منت سماجت کی کہ وہ زخمی مجاہد اور عثمان کو چھوڑ دے مگر وہ نہ مانے وہ گرفتار شدہ گان کو اپنے ساتھ لے گئے۔ گاؤں والوں کا پیمانۂ صبر لبریز ہوا اور انہوں نے بہ آواز بلند تکبیر د اللہ اکبر کا نعرہ لگایا اور اس طرح اپنے جذبات اور احساسات سے اپنے مظلوم بھائیوں کو آگاہ کیا اور کہا کہ وہ تنہا نہیں ہیں۔ اس طرح روسی درندہ صفت فوجیوں نے منہ پھیرا اور گاؤں والوں کو منتشر کرنے کے لئے مجمع پر گولی چلا دی۔ گاؤں والوں نے ایک بار پھر اپنے سینوں کو دشمن کی گولی کے لئے کھول دیئے۔ اس طرح تیسری بار ایک چھوٹا سا گاؤں روسی جابر اور ظالم فوجیوں کا نشانہ بنا۔

دو تین دن بعد اطلاع ملی کہ عثمان کو دوسرے افغان طلبہ کے ساتھ زبردستی ماسکو بھیج دیا گیا ہے اور زخمی مجاہد کو ایک ہسپتال میں علاج معالجے کے لئے داخل کیا گیا۔ ہسپتال کے عملے کو مطلع کیا گیا کہ اس زخمی مجاہد پر کڑی نظر رکھی جائے۔ زخمی ہونے کے باوجود اس مجاہد کو شکنجہ دیتے تاکہ وہ اپنے دیگر ساتھیوں کے نام اور ٹھکانہ بتائے مگر وہ کامیاب نہ ہو سکے اسی ہسپتال میں عثمان کا باپ میل نرس تھا اس نے اپنا تعارف مجاہد سے کروایا اور اطمینان دلوایا کہ وہ اس کی ہر نوع مدد کرنے کو تیار ہے۔ چاہے اسے جان کی بازی بھی لگانی پڑے۔ آخر کار اس مردِ حق میل نرس نے اپنے دینی فریضے کی ادائیگی میں کوئی کوتاہی نہ برتی اور راتوں رات مجاہد کو اس بلا سے نجات دلانے میں اس کی مدد کی اور اس کے فرار کا راستہ

ایک زخمی مجاہد

فراہم کیا۔ نتیجہ یہ نکلا کہ اسے نوکری سے ہاتھ دھونا پڑے اور اس کی ملازمت کے کلیہ حقوق اس سے چھین لئے گئے اور جیل کی تنگ و تاریک کوٹھڑی اس کا مقدر بنا۔ چھ ماہ کی سزا بھگتنے کے بعد وہ رہائی پا کر گاؤں آیا۔ جہاں اس کے بال بچے مقیم تھے۔ گھر میں جو کچھ پونجی تھی ختم ہو چکی تھی اور اب تو بہت گھر کے قیمتی سامان بیچنے تک آ پہنچی تھی۔

والدین کے لئے بیٹے کی جدائی سوہانِ روح بن چکی تھی۔ وہ جدائی کی آگ میں جل رہے تھے۔ مگر کیا کرتے آسمان دور اور زمین سخت تھی لاچار تھے اور بے بس۔

ایک دن عثمان کی والدہ نے اپنے شوہر سے کہا کہ ذرا شہر تو جاؤ اور عثمان کا پتہ کرو۔ شوہر نے جواب دیا کہ مجھے کیمپ نشین کی نیت اچھی طرح معلوم ہے۔ میں نے اپنے بیٹے کو اللہ کے حوالے کیا ہے وہی جو پیدا کرنے والا ہے اس کی حفاظت بھی کرے گا

اسلام کی بقا اور وطن کو روسی سامراج کے پنجوں سے آزاد کرانے کے لئے قربانیاں دینی ایک ضروری امر ہے۔ اس نے اپنی بیوی کو تسلی دیتے ہوئے کہا۔ میں ایک چھوٹا موٹا ڈاکٹر تھا۔ ایک محسن مجاہد سے ہمدردی اور اس کا علاج کرنا میرے لئے ایک فطرتی بات تھی۔ میں نے اپنے مقدس وظیفے کی تمام تر ذمہ داری کو مدِ نظر رکھتے ہوئے اس کا علاج کیا اور اسے موت کے منہ سے نجات دلائی۔ اگر مجھے نوکری سے سبکدوش کر دیا گیا تو کیا ہوا۔ رزاقی تو وہ ہے۔ جس نے ہمیں پیدا کیا ہے یہی افغان مجاہدین جو آج اس ایٹمی دوسری روس جیسی سپر طاقت کے مقابلے میں کھڑے ہیں اور شہادت کا نذرانہ پیش کر رہے ہیں۔ یہی افغان مجاہدین اپنے ملک کی بقا اور سلامتی کے ضامن ہیں انہوں نے ایک بار پھر ہمارے اسلاف کی تاریخی یادگار کو زندہ کر دیا ہے فدا کاری کا جذبہ ہماری رگ رگ میں رچا بسا ہے۔

ابھی اسے نوکری سے علیحدہ ہوئے ایک سال کا عرصہ ہی گذرا تھا۔ یہ عرصہ ہی گذرا تھا۔ یہ عرصہ اس کے لئے ایک صدی بن گئی۔ بیٹے کی جدائی، بے روزگاری کا المیہ بیوی، بچوں کا غم اور خاص طور پر بیوی کی بگڑتی ہوئی صحت نے تو اسے اور بھی پریشان کر رکھا تھا۔ اس کا یہ خوشحال گھرانہ اب ویرانہ بن چکا تھا۔ ہر طرف غم و وحشت کے

باقی صفحہ (۴۱) پر

بشکریہ....

کیا روس میں کشادگی واقعی آگئی ہے

روس کے موجودہ سربراہ گورباچوف نے جولائی ۸۶ء میں ولادی واسٹک کے مقام پر تقریر کرتے ہوئے پہلی مرتبہ ایک روسی لفظ گلاس نوسٹ GLASNOST کا استعمال کیا تھا اس کا مفہوم کشادگی ہے اس لفظ کے ذریعے انہوں نے اپنی حکومتی پالیسی کی وضاحت کی۔ انہوں نے کہا۔ حکومت روسی معاشرے میں گھٹن کی فضا دور کر کے کشادگی پیدا کرنا چاہتی ہے لیکن اس پالیسی کا صحیح فہم دنیا کو اس وقت حاصل ہوا۔ جب روس کے عظیم سائنسدان کی سات سالہ داخلی جلا وطنی ختم کی گئی۔ سخاروف کے علاوہ حکومت روس کی پالیسی سے اختلاف کرنے والے بعض دیگر یہودی دانشوروں کو بھی رہا کر دیا گیا۔ جو برسوں سے نظر بند تھے

ان کی رہائی پر دنیا سراپا سوال بن گئی کہ کیا حکومت روس کی پالیسی میں کوئی واقعی تبدیلی آگئی ہے اور اس نے اختلاف کو برداشت کرنے کا فیصلہ کر لیا ہے؟

جب روس کے یہ اختلاف کرنے والے دانشور رہا ہوئے۔ تو ایک چھوٹا سا بیان مغرب میں رہنے والی ایک تاتار خاتون کی طرف سے آیا کہ اگر گورباچوف نے کشادگی کی پالیسی واقعتاً اختیار کی ہے تو برسوں سے نظر بند ایک تاتار رہنما مصطفےٰ جمیلوف کو کیوں رہا نہیں کیا گیا؟ اس نے کہا۔ گورباچوف کی کشادگی کی پالیسی حقیقت میں مغرب کو مطمئن کرنے کے لئے ہے۔ روس کے ان مظلوم مسلمانوں کو مطمئن کرنے کے لئے نہیں۔ جن کا صرف یہ قصور ہے کہ وہ آئین روس کے مطابق اپنی ثقافت کی آزادی مانگتے اور اپنے لئے حق زیست طلب کرتے ہیں۔

اس تاتار خاتون کے بیان کی حقیقت سمجھنے کے لئے ہمیں ایک المناک کہانی سننا پڑے گی۔

وسطی ایشیا کی تاتار قوم وہ ہے جس کو اسٹالن کے حکم سے اپنے وطن سے اکھاڑ کر بے وطن کیا گیا تھا اس لئے کہ جنگ عظیم دوم کے دوران میں ان کے بارے میں یہ خبر ملی تھی کہ جب جرمن فوجیں ان کے علاقے میں داخل ہوئیں تو انہوں نے ان کی کماحقہٗ مزاحمت نہ کی تھی۔ اس کے جواب میں تاتاروں نے کہا کہ روس کے ایسے متعدد علاقے ہیں۔ جن میں خالص روسی آبادی تھی۔ جب جرمن فوجیں ان علاقوں میں داخل ہوئیں۔ تو انہوں نے نہ صرف یہ کہ نازی فوج کی مزاحمت نہ کی۔ بلکہ بعض نے ان سے تعاون بھی کیا۔ اگر عدم مزاحمت پر تاتار مستوجب سزا ہیں۔ تو ان روسیوں کو کیوں سزا نہ دی گئیں۔

لیکن ظالم کے لئے عقل و دلیل بے معنی ہوتی ہے۔ لاکھوں تاتار بیک جنبش قلم اپنے وطن سے بے وطن کر دیئے گئے اور ان کو اب تک اپنے وطن واپس آنے کی اجازت نہیں ایک جائزے کے مطابق اس اکھاڑ پچھاڑ میں کم از کم ۴۶ فیصد تاتار جاں بحق ہوئے۔

- ایک لاکھ تاتار بچوں میں سے ۴۶ ہزار بچے اس نقل مکانی میں مر گئے۔
- ۱۶ سے ۱۸ سال کی عمر کے ۱۶ ہزار لڑکوں میں سے سوا چھ ہزار راہی ملک عدم ہو گئے۔
- ۹۵ ہزار عورتوں میں سے ۴۴ ہزار عورتیں موت کے گھاٹ اتر گئیں اور
- ۳۳ ہزار مردوں میں سے ۱۶ ہزار مرد اسی عمل میں ہلاک ہو گئے۔

تاتاروں کو اپنے وطن سے نکلنے کا حکم مئی ۱۹۴۴ء میں دیا گیا تھا مصطفےٰ جمیلوف اس وقت ۶ ماہ کا

علیم ناصری

افغان تیغ زن

آج طوفانوں کی زد میں ہیں ہمارے کوہسار
ماسکو کے ریچھ غزنی کی زمیں پر چھا گئے
شہر ویران ہوگئے ہیں گھر کے گھر برباد ہیں
گولیاں، بم، ٹینک، توپیں ان پہ آتش بار ہیں
ہو چکا ہے پرچم توحید یکسر تار تار
کون جانے کتنے بچے ہو چکے اب تک یتیم
عصمتیں کتنی لٹیں کتنے ہوئے گھر بے چراغ
آج لاکھوں بے سر و سامان مہاجر ہیں یہاں
ملتِ افغان ہے روسی جارحیت کا شکار
کچھ مجاہد سر بکف دشمن سے محو جنگ ہیں
بے سر و سامان یہ غازی بر سر پیکار ہیں
لڑ رہے ہیں موت کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر
گونجتے ہیں نعرۂ تکبیر سے کوہ و دمن
کاٹتے ٹینکوں کو توپوں کے دہانے توڑتے
سنسناتی گولیوں پر مسکرا دیتے ہیں یہ
یہ جھپٹتے ہیں ممولوں پر عقابوں کی طرح
جب نکلتے ہیں کچھاروں سے مجاہد شیر مرد

ارضِ کابل ہے مسلمان کے لہو سے لالہ زار
اشتراکی خوک افغانوں کی کھیتی کھا گئے
مرد و زن، پیر و جواں سب مائل فریاد ہیں
قتل و غارت کے سبب خون سے بھرے بازار ہیں
مسجدوں پر کفر اور الحاد کا چھایا غبار
کتنی بیوائیں ہیں کتنے ہیں فقیر بے گلیم
جسم کتنے زخم زخم اور کتنے سینے داغ داغ
اور لاکھوں جو شہادت سے ہوئے ہیں کامران
سرزمین اسلام کی ہے سرزمینِ کارزار
جن کی جانبازی پہ اکثر اہلِ عالم دنگ ہیں
سامنے جن کے عدو کے لشکرِ جرار ہیں
ان کے دل میں غم ہے کوئی اور نہ کچھ خوف و خطر
چیرتے پھرتے ہیں دشمن کی صفوں کو تیغ زن
ایک اک گولی سے بمباروں کی آنکھیں پھوڑتے
دندناتے راکٹوں پر کھلکھلا دیتے ہیں یہ
ٹوٹ پڑتے ہیں شیاطین پر شہابوں کی طرح
گیدڑوں کی فوج کہساروں میں ہو جاتی ہے گرد

روسیہ روسی اب اِن کے عزم کے نخچیر ہیں
یہ مجاہد انتم الاعلون کی تفسیر ہیں

مجاہدینِ افغانستان کے نذر

آغا شیدا کاشمیری

نغمے سرود و کیف کے گاتے چلے چلو
تاریکیوں میں شمع جلاتے چلے چلو
بھٹکے ہوؤں کو راہ دکھاتے چلے چلو
اٹھو قدم بڑھاؤ بڑھاتے چلے چلو
گاتے چلے چلو

یہ باغ یہ بہار کے سامان تمہیں سے ہیں
شاداب زندگی کے خیابان تمہیں سے ہیں
آباد یہ وطن کے گلستان تمہیں سے ہیں
اٹھو قدم بڑھاؤ بڑھاتے چلے چلو
گاتے چلے چلو

چھایا ہوا ہے ہر طرف انبوہ درد و غم
مانا کہ پُر خطر ہیں یہ رستے کے پیچ و خم
جھجکو نہ خوف کھاؤ بڑھائے چلو قدم
اٹھو قدم بڑھاؤ بڑھاتے چلے چلو
گاتے چلے چلو

بسم اللہ الرحمن الرحیم

يُرِيدُونَ لِيُطْفِئُوا نُورَ اللَّهِ بِأَفْوَاهِهِمْ وَاللَّهُ مُتِمُّ نُورِهِ وَلَوْ كَرِهَ الْكَافِرُونَ

ماہنامہ

مشعل

صاحب امتیاز
کلچرل کمیٹی جمعیت اسلامی افغانستان

مدیر: سید عبداللہ — معاون: عبدالحبیب (ہمدرد)

جلد نمبر ۲ - شمارہ ۱-۲ - مسلسل نمبر ۱۳-۱۴ - جولائی، اگست ۱۹۸۷ء ذیقعدہ، ذوالحجہ ۱۴۰۷ھ ق - سرطان، اسد ۱۳۶۶ھ ش

اس شمارے میں

۱- اداریہ
۲- فرمان الٰہی ج
۳- ارشاد نبوی ص
۴- موجودہ دور اور جہاد
۵- عید الاضحیٰ
۶- علمائے کرام سے اپیل
۷- شہید صفی اللہ، افضلی
۸- آفرینش مخلوق اور...
۹- روس کی ابلیسی سیاست
۱۰- خون چکاں عید
۱۱- افغان جہاد کو جو لوگ جہاد نہیں کہتے...
۱۲- مجاہدین اور ضرورت جہاد
۱۳- اسلام کے خلاف روسی ہتھکنڈے
۱۴- روس کے لیے ولی خان نرم گوشہ
۱۵- اتحاد
۱۶- معاشرے کا تصور
۱۷- زمینوں کی آباد بکا
۱۸- کیا روس میں کشادگی واقعی آگئی ہے
۱۹- شہید
۲۰- حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ
۲۱- انٹرویو
۲۲- اخبار جہاد
۲۳- قافلۂ شہداء

پتہ

دفتر: ماہنامہ مشعل کلچرل کمیٹی جمعیت اسلامی افغانستان

P.O. BOX NO: 345

پوسٹ بکس نمبر ۳۴۵ پشاور، پاکستان PESHAWAR PAKISTAN

بدل اشتراک

سالانہ — ۶۰ روپے
ششماہی — ۳۰
فی پرچہ — ۵ //

بیرونی ممالک
سالانہ — ۲۰ ڈالر

بچہ تھا۔ اس نے جب شعور کی آنکھ کھولی تو اپنے آپ کو دیارِ غیر میں پایا اور اس کی ماں اس کی پرورش کے لئے سخت مشقت کی زندگی بسر کر رہی تھی۔ مصطفیٰ کی ماں بیان کرتی ہے کہ

جب ان کی وطن بدری کا حکم آیا تو اس وقت رات کے ۲ بجے تھے۔ روس کی درندہ صفت خفیہ پولیس کے ٹرک ان کی بستی میں آن کھڑے ہوئے اور پولیس نے عورتوں مردوں اور بچوں کو زبردستی بسوں سے کھینچ کھینچ کر ٹرکوں میں پھینکنا شروع کر دیا۔ تیاری کے لئے صرف دس منٹ دئے گئے۔ ٹرک تاتار آبادی کو ریلوے اسٹیشن پہنچے گئے اور یہاں انہیں مال گاڑی میں مال و اسباب کی طرح ٹھونسا گیا جو بچہ زیادہ چیختا چلاتا پولیس کے سپاہی اسے ماں کی چھاتی سے فوج کر گاڑی سے باہر پھینک دیتے۔

مصطفیٰ جمیلوف بڑا ہوا تو اسے اپنی ماں اور قوم کے حالات سے واقفیت ہوئی کہ وہ کون ہیں اور ان پر کیا بیت رہی ہے۔ وہ بڑا ہوا تو زرعی کالج میں داخل ہو گیا۔ ۱۹۶۳ء میں اس کا نام فوجی خدمت کے لئے بھیجا گیا تو اس نے

(مہندرہ) کے بڑکما نڈر بختیار اپنے جیالے مجاہدوں کے ساتھ

فوج میں جانے سے انکار کر دیا۔ اس سے پوچھا گیا کہ وہ فوجی خدمت سے کیوں انکار کر رہا ہے؟ جواب میں اس نے کہا۔

میں تاتار ہوں اگر تاتاروں پر اپنے وطن میں رہنے پر بھی اعتبار نہیں کیا گیا تو ان کی فوج میں شمولیت پر کیوں اعتبار کیا جا سکتا ہے؟

حکام کے پاس اس کا کوئی جواب نہیں تھا۔ مصطفیٰ کے ان جملوں کی رپورٹ اوپر گئی تو اوپر سے حکم آیا کہ اس کو مشتبہ افراد کی فہرست میں شامل کر لیا جائے۔

۱۹۶۶ء میں اسے اپنی قوم سے انتہائی ہمدردی و محبت کی بنا پر ۱۱ برس کے لئے نظر بند کر دیا گیا یہ مصطفیٰ جمیلوف کی پہلی نظر بندی تھی۔ اس نے اپنے بیان میں کہا۔

ہمیں ایک سزا ۱۹۴۴ء میں دی گئی تھی۔ ہمارا کیا قصور تھا میں آج تک نہیں سمجھ سکا لیکن اس سزا میں میرے ہزاروں بھائی بند مارے گئے۔ اگر نازی حکومت کے ہاتھوں ہلاک ہونے والے یہودیوں سے اظہار ہمدردی ہو سکتا ہے۔ تو ہماری مظلومیت پر ہمیں کیوں مستحق ہمدردی نہیں گردانا جاتا؟

۱۹۶۸ء میں مصطفیٰ رہا ہوا تو ایک برس کے بعد وہ پھر گرفتار کر لیا گیا۔ اب کے اسے تین برس سزائے قید دی گئی۔ یہ سزا ۱۹۷۲ء میں ختم ہوئی لیکن ابھی وہ چند ماہ ہی باہر کی ہوا میں سانس لے سکا تھا کہ اسے پھر گرفتار کر لیا گیا۔ اور ایک سال کے لئے پھر جیل بھیج دیا گیا۔ ایک سال کی یہ سزائے قید ختم ہوا چاہتی تھی کہ جیل میں حکم پہنچ گیا کہ مصطفیٰ جمیلوف کو ایک سال مزید جیل میں رہنا ہوگا۔

گرفتاری و رہائی کا یہ سلسلہ اب تک چل رہا ہے۔ مصطفیٰ جمیلوف جیل

سے رہا ہوتا ہے اور اسے پھر کسی جرم میں پکڑ کر اندر کر دیا جاتا ہے نومبر ۱۹۸۳ء میں اسے گرفتار کیا گیا تو اب کے اس پر یہ جرم عائد کیا گیا کہ اس نے حکومت کے خلاف لٹریچر تقسیم کیا ہے۔ اور وہ تین سال کے لئے پھر نیند کر دیا گیا۔

۱۹۸۵ء میں مصطفیٰ جمیلوف نے جیل میں بھوک ہڑتال کر دی جو چھ ماہ تک جاری رہی اس کو زبردستی خوراک دی جاتی تھی لیکن وہ خود نہیں کھاتا تھا۔

اس کا مطالبہ تھا کہ جیل کے قواعد کی رو سے مجھے حق ہے کہ میں اپنے رشتہ داروں سے مراسلت کروں اور ان سے ملوں۔ مجھے یہ حق کیوں نہیں دیا جاتا۔؟

چھ ماہ کی بھوک ہڑتال کے بعد اس کا مطالبہ منظور ہوا تو اس نے از خود کھانا پینا شروع کیا ۱۹۸۶ء میں اس کی رہائی عمل میں آئی، تو اس نے جیل سے نکلتے ہوئے کہا۔ مجھے رہا کرنے کا فائدہ چند دن بعد پھر جیل بھیج دیا جاؤں گا۔؟

مصطفیٰ کی بات سچی نکلی اور چند ہی ہفتے بعد وہ پھر جیل پہنچ گیا۔ اور اب تک جیل میں ہے۔ وہ کب تک جیل میں رہے گا۔ کچھ نہیں کہا جا سکتا۔

مصطفیٰ جمیلوف کے حالات سے واقف تبصرہ نگاروں کا سوال ہے کہ کیا گورباچوف کی کشادگی صرف سخاروف، بیگن اور شارانسکی تک ہی محدود تھی یا مصطفیٰ جمیلوف کے لئے بھی ہے۔؟

لقمہ: تازہ ٹھکنڈے

کچھ عرصہ قبل تک عید کو ایک مذہبی تہوار کی حیثیت حاصل نہیں تھی اور یہ ایک عوامی تہوار سمجھ کر ہی منایا جاتا مگر یکم مئی میں آنے والے انقلاب اور ۸ مارچ کو ہونے والی آئین سازی کی یاد نے تمام دوسرے تہواروں پر سبقت حاصل کر لی تھی اور کسی بھی دوسرے تہوار کی اہمیت کم ہو کر رہ گئی تھی مگر رجعت پسندانہ سوشلسٹ پروگراموں کی ناکامی کے بعد دوسرے تہواروں کو بھی مقبولیت میسر آ گئی اور عید کا تہوار بھی مذہبی شکل اختیار کر گیا۔ حالت یہ ہے کہ عید آنے سے قبل مسلمان اپنے علاقوں کی صفائی شروع کر دیتے ہیں۔ کسان اپنے مویشیوں کو نہلاتے ہیں اور آخری روزے کے بعد بہت ہی کم مسلمان رات کو سوتے ہیں خواتین مختلف کھانے پکانے میں مصروف رہتی ہیں اور بچے اپنے گھروں کو صاف کرتے اور ملحقہ راستوں کو پانی سے دھوتے ہیں۔ کسی عید گاہ یا مسجد کا رقبہ اتنا نہیں ہے کہ وہاں تمام مسلمان اکٹھے نماز پڑھ سکیں ہوتا یوں ہے کہ سورج نکلنے سے قبل ہی مسلمان مسجد کا رخ کرتے ہیں صبح کی نماز وہاں پڑھتے اور پھر عید کی نماز کا انتظار کرتے رہتے ہیں۔ مسجد کے ساتھ ساتھ تمام گھروں کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں تاکہ لوگ وہاں عید کی نماز پڑھ سکیں

اور اس طرح سلسلہ جاری رہتا ہے۔ گھروں کو واپس آتے وقت لوگ گھروں سے ہاتھوں کی بنائی روٹی بھی خرید لیتے جس کو ایک جرم سمجھا جاتا ہے۔ عید کے بعد سڑکوں پر رش بڑھ جاتا ہے اور یہ بلاک ہو جاتی ہیں حتیٰ کہ یہی صورت حال چھ مسلمان ریاستوں کے بڑے بڑے دارالخلافوں کی بھی ہوتی ہے۔ جہاں عید کے بعد انسانوں کے ٹھٹھ لگ جاتے ہیں۔ ۱۹۷۰ء تک پولیس بھی مسلمانوں کو عیدگاہ تک پہنچنے میں رکاوٹ ڈالتی رہی مگر اب روسیوں نے اپنے رویئے کو تبدیل کر لیا ہے اب عید پڑھنے جانے میں پولیس کسی قسم کا خلل نہیں ڈالتی لیکن نماز عید کے خطبوں کے اندر سوشلسٹ نظام کی تبلیغ ضروری قرار دے دی گئی ہے۔ ابھی ابھی ماسکو میں موجود سب سے بڑی مسجد میں جس میں مسلمان سفارت کار نماز ادا کرتے ہیں روسی مسلمانوں کو نماز ادا کرنے کی اجازت نہیں ہے

لقمہ: زخمیوں کی آہ و بکاء

سائے اپنی کمند ڈالے ہوئے تھے یہاں تک کہ ان کے معصوم بچوں کی پیاری اور میٹھی باتیں جو کبھی اس کے دل کی کدورت اور روزمرہ کاموں کی تھکن اتارنے کی باعث بنتی تھیں۔

آج اس کے مغموم دل کو بجائے تسکین اور خوشی پہنچانے کے زخم پر نمک چھڑکنے کا کام کر رہی تھیں۔ بچے اپنے ابو کے مزاج میں تبدیلی دیکھ کر ادا سی رہتے۔

ایک دن عثمان کی والدہ کی صحت خراب تھی۔ اس کا شوہر دوائی لانے کے لئے شہر گیا۔ ابھی وہ گھر واپس لوٹا ہی نہ تھا کہ اس کے پیچھے گاؤں کے لوگ بھاگے بھاگے گئے اور اسے یہ افسوسناک خبر سنائی کہ تمہاری بیوی اس دنیا سے چل بسی۔ وہ روتا پیٹتا گھر لوٹا اور اپنے بچوں کو بین میں لئے دعا کرنے لگا۔ کہ

"اے خدا تیری رضا مجھے قبول ہے۔"

تحریر: پروفیسر مرتضیٰ منظہری

شہید

اسلامی معانی اور مفاہیم میں لفظ "شہید" ایک ایسے خاص تقدس کا حامل ہے جو اس لفظ کے لئے اسلام قائل ہے۔ اور اگر کوئی شخص لفظ "شہید" کو اسلامی نقطۂ نگاہ سے دیکھے تو وہ دیکھتا ہے کہ اس لفظ کو روشنی کے ایک ہالے نے اپنی آغوش میں لے رکھا ہے

وہ شخص جو شہید ہو جاتا ہے اور اسلام اس کو "شہید" پکارتا ہے تو وہ ایک ایسے اعلیٰ ترین درجے پر پہنچتا ہے۔ جو اسلام نے انسان کے لئے مقرر کیا ہے۔

قرآن مجید "شہداء" کے بارے میں ایک خاص مفہوم کے ساتھ بحث کرتا ہے اور انہیں واضح طور پر "زندہ" پکارتا ہے اور فرماتا ہے۔

"جو لوگ اللہ کی راہ میں قتل "شہید" ہوئے ہیں۔ انہیں مردہ نہ سمجھو۔ وہ تو حقیقت میں زندہ ہیں اور اپنے رب کے پاس رزق پا رہے ہیں۔

(آل عمران آیت نمبر ۱۶۹)

اسلام میں جب چاہتے ہیں کہ کسی کے درجے کو بہت اونچا کریں تو کہتے ہیں۔ اس کا درجہ شہید کا درجہ ہے مثال کے طور پر "حصول علم" کے بارے میں، جب علم کے جستجو سے طالبعلم کا مقصد حقیقت کا پتہ لگانا ہو اور وہ علم کو منافع اور شہوانی مفادات کا ذریعہ نہ بنائے تو کہتے ہیں۔ اگر کوئی طالب علم ہو۔ اور ایسی حالت میں کہ علم کی جستجو میں ہو، دُنیا سے چلا جائے۔ تو وہ اس دنیا سے ایک شہید کی مانند گیا یا جب یہ کہنا چاہتے ہیں کہ کام کرنا اور روزی کمانا زندگی کی گزارنے کے لئے ایک مقدس چیز ہے اور اس خاطر کہ لوگ بیکار رہنے کو ترک کر دیں۔ کہتے ہیں۔

الکادُّ لِعیالِہ کالمجاھِدِ فی سبیلِ اللہِ

یعنی ہر وہ شخص جو تکلیف اُٹھائے اور روزی کمانے کے لئے جائے۔ لیکن اس کام سے اس کا مقصد جمع کرنا نہ ہو بلکہ اس کا مقصد اپنے بال بچوں اور اہل خاندان کے سلسلے میں احساس ذمہ داری ہو۔ تو خدا کی راہ میں جہاد کرنے والے کی مانند ہے۔

لہٰذا اسلامی نکتہ نگاہ سے اور مسلمانوں کی ثقافت میں جو اسلامی طرز فکر کے مطابق سوچتے ہیں۔ لفظ "شہید" ایک نہایت نورانی اور مقدس لفظ ہے۔ جس سے دوسرے اعلیٰ اسلامی اور انسانی مفاہیم کو سمجھا جاتا ہے۔

شہادت کی بنیاد جہاد ہے

جہاد کے بارے میں اسلام کی منطق واضح ہے اور اس سلسلے میں قرآنی آیات بہت زیادہ ہیں۔ لیکن ہم چاہتے ہیں کہ جہاد کے بارے میں نہج البلاغہ میں آنے والی صرف ایک مختصر عبارت کو قارئین کے لئے نقل کریں۔

حضرت علیؑ اپنے ایک خطبے میں فرماتے ہیں۔

اِنَّ الجِھادَ بابٌ مِنْ اَبْوابِ الجَنَّۃِ فَتَحَہُ اللہُ لِخاصَّۃِ اَوْلِیائِہٖ وَھُوَ لِباسُ التَّقْوٰی وَدِرعُ اللہِ الحَصینَۃُ وَجُنَّتُہُ الوَثیقَۃُ فَمَنْ تَرَکَہُ رَغْبَۃً عَنْہُ اَلْبَسَہُ اللہُ لِباسَ الذُّلِّ

"جہاد جنت کے دروازوں میں سے ایک دروازہ ہے۔ جس کو خدا ہر ایک کے لئے نہیں کھولتا۔ یعنی ہر فرد میں خدا کی راہ کا مجاہد ہونے اور شہادت کے اعلیٰ درجے پر فائز ہونے کی لیاقت نہیں ہوتی۔ صرف خاص افراد میں یہ لیاقت ہوتی ہے کہ خدا کی راہ کے مجاہد ہوں اور یہ جنتی دروازہ اُن کے لئے کھلتا ہے۔ وہ کون لوگ ہیں؟ وہ خدا کے خاص دوست ہیں۔"

کیا آپ کو معلوم ہے کہ جنت کے آٹھ دروازے کیوں ہیں؟ کیا اس لئے ہیں کہ ازدحام نہ ہو؟ وہاں تو ان ازدحام کی کوئی خبر نہیں۔ بلکہ یہ دروازے اس لئے ہیں کہ جنت میں بھی مختلف طبقات ہیں، اور ہر دروازہ عوام کے طبقات کے لئے ایک طبقے سے مناسبت رکھتا ہے۔ یہ ٹھیک ہے کہ جنت میں بہت سے افراد جائیں گے۔ لیکن ایک جنتی انسان اور دوسرے جنتی انسان کے درمیان

زمین و آسمان کا فرق ہے۔ اللہ وہاں ان ظالمانہ طبقاتی اختلافات کا نام و نشان نہیں۔ بلکہ وہاں کے فرق خدا کی بندگی کے نظاموں کی بنیاد پر ہیں۔ کیونکہ لوگ بندگی کے نظاموں کے اعتبار سے ایک درجے کے نہیں ہوتے اور بے معنی بات ہے کہ سب ایک دروازے سے داخل ہوں اور ایک طبقے میں جگہ پائیں لہٰذا جنت میں بھی مختلف درجے اور متعدد دروازے ہیں۔

اعلیٰ ترین دروازوں میں سے ایک مجاہدوں کا دروازہ "باب الجہاد" ہے۔ خدا اس دروازے کو اپنے اولیاء (دوستوں) کے لئے کھولتا ہے اس وقت فرماتا ہے وھو الباس التقویٰ۔ اگر آپ نے لباس تقویٰ کے بارے میں سنا ہے۔ تو لباس تقویٰ یہ ہے۔ تقوے کی روح راستی اور پاکبازی کی جانب لوٹتی ہے۔ تقوے کا اعلیٰ ترین درجہ مجاہدین کا تقویٰ ہے۔ مجاہدین کا تقویٰ پاکبازی کا تقویٰ ہے

مجاہد وہ پاکوں کے پاک اور وہ پاکباز ہیں۔ جو اپنی ہر چیز کو خدا کی راہ میں خدا کر چکے ہیں اور خلوص کے ساتھ خدا کو پیش کر چکے ہیں وَدَعَ اللّٰہَ الْحَصِیْنَۃَ۔ آپ نے خدا کی زرہ کے بارے میں سنا ہے؟ خدا کی زرہ مجاہد ہے۔ مجاہدت کا جذبہ ہے۔ اگر ملت مسلمان میں ایسا جذبہ ہو۔ ان کی روح مجاہدت کی روح ہو۔ تو وہ خدا کی زرہ پہنے ہوئے ہیں

وَجُنَّۃَ الْوَثِیْقَۃ..... جہاد خدا کی مضبوط سپر ہے دشمن کی جارحیت کو روکنے اور ہر قسم کی جارحیتوں اور حملوں سے اسلامی سرزمینوں کے تحفظ کی سپر۔ وَمَنْ تَرَکَہٗ رَغْبَۃً عَنْہُ۔ اَلْبَسَہُ اللّٰہُ لِبَاسَ الذُّلِّ..... جب بھی کوئی قوم جہاد سے پرہیز کرے۔ خدا بھی اُن کو لباس ذلت پہنا دیتا ہے۔

اسلامی عزت۔ جہاد سے مقرون ہے اگر جہاد نہ ہو۔ تو بس ذلت ہوگی،

مجاہدین دشمن کو اپنی گولیوں کا نشانہ بنا رہے ہیں

پیغمبر اسلام ایک پر معنی حدیث میں فرماتے ہیں۔

مَنْ لَمْ یَغْزُ وَلَمْ یُحَدِّثْ نَفْسَہٗ بِالْغَزْوِ مَاتَ عَلٰی شُعْبَۃٍ مِنَ النِّفَاقِ۔

یعنی جس شخص نے جنگ نہ لڑی ہو اور کم از کم خدا کی راہ میں جنگ لڑنے اور جہاد کرنے کے بارے میں نہ سوچا ہو تو ایسا آدمی ایک قسم کے نفاق کے ساتھ مرجاتا ہے۔ یعنی ایسا آدمی ایک خاص مومن نہیں ہوسکتا اگر آپ اس کے دل کو کھول کر اس کی تہہ میں جھانکیں تو اس کی روح میں ایک قسم کا نفاق پائیں گے۔

پیغمبر اکرمؐ نے فرمایا اَلْخَیْرُ کُلُّہٗ فِی السَّیْفِ وَتَحْتَ ظِلِّ السَّیْفِ

اسلام قوت و طاقت کا دین ہے

اسلام وہ واحد دین ہے جو اپنے پیروکاروں کو طاقت حاصل کرنے اور قدرت پیدا کرنے کی دعوت دیتا ہے پیغمبرؐ اکرم واضح طور پر فرماتے ہیں کہ تمام خوبیاں اور تمام عزتیں تلوار کے سائے میں ہیں۔ اگر کسی قوم سے اُس کے جہاد اور جنگجوئی کے جذبے کو چھین لیا جائے۔ تو اس کی تمام خوبیوں اور عزتوں کو چھین لیا جائے گا۔

یعنی یہ آرزو کرتے تھے کہ خدا انہیں شہادت نصیب کرے ایسی حالت میں کہ وہ دشمن سے لڑتے تھے اور سو فیصد اپنا دفاع

شہادت اور آرزوئے شہادت سے الگ نہیں ہے۔ وہ لوگ جنہوں نے اسلامی تربیت پائی تھی ان کی ایک خواہش شہادت کی آرزو تھی۔ وہ ہمیشہ یہ آرزو کرتے تھے کہ خدا انہیں شہادت نصیب کرے

کرتے تھے۔ خدا سے درخواست کرتے تھے کہ انہیں شہادت نصیب ہو پیغمبر اکرمؐ سے درخواست کرتے تھے کہ ان کے لئے دعا کریں کہ انہیں شہادت نصیب ہو۔

باپ اور بیٹا آپس میں بحث کرتے ہیں۔ باپ کہتا ہے کہ میں جہاد کے لئے جاؤں گا اور بیٹا کہتا ہے کہ میں جاؤنگا قرعہ اندازی کرتے ہیں۔ بیٹے کا نام نکلتا ہے وہ جاتا ہے اور جنگ بدر میں شہید ہو جاتا ہے۔ بوڑھا باپ رسول اکرمؐ کی خدمت میں حاضر ہوتا ہے اور کہتا ہے یا رسول اللہ! میں بوڑھا ہو چکا ہوں۔ لیکن شہادت کی آرزو رکھتا ہوں میرے لئے دعا کیجئے۔ رسول اکرمؐ دعا کرتے ہیں۔ جنگ اُحد ہوتی ہے اور یہ آدمی شہید ہو جاتا ہے۔

ایک اور بوڑھا آدمی جو اتفاق سے لنگڑا بھی تھا۔ اسلحے سے لیس ہوتا ہے اور میدانِ جنگ کے لئے روانہ ہونا چاہتا ہے۔ رشتے دار جمع ہو جاتے ہیں اور اُسے روکتے ہیں وہ پیغمبر اکرمؐ کے پاس شکایت لے کر جاتا ہے پیغمبر اکرمؐ فرماتے ہیں اُسے مت روکو یہ شخص شہادت کا آرزو مند ہے۔ ٹھیک ہے کہ اس پہ جہاد فرض نہیں ہے۔ لیکن حرام بھی نہیں ہے وہ خوش ہو جاتا ہے اور جا کر لشکر میں شامل ہو جاتا ہے اور آخر کار اپنی آرزو میں کامیاب ہو جاتا ہے۔

مجاہدوں کے پیشوا حضرت علیؑ فرماتے ہیں "لالفُ ضربةٍ بالسّیف اَحَبُّ اِلَیَّ مِن میتةٍ عَلیٰ فِراشی" اگر میرے سر پہ ہزار وار ہوں کہ میں اس حالت میں مارا جاؤں۔ اس سے بہتر ہے کہ میں بیماری کے بستر پہ مروں ان کی تمام آرزو یہ تھی کہ خدا نہ کرے وہ قدرتی موت مریں۔ مرنا تو حق ہے پھر اس قدر فخر کے ساتھ خدا کی راہ میں کیوں نہ شہید ہوں۔

سالارِ شہیدان امام حسینؑ کربلا کے راستے میں کچھ شعر پڑھ رہے تھے۔ جن کا مضمون یہ ہے۔

"اگرچہ دنیا حسین اور پیار کے لائق ہے اور انسان کو اپنی طرف کھینچتی ہے۔ لیکن خدائی انعام دنیا سے زیادہ حسین ہے اور آخر کار مال و دنیا کو چھوڑ کر چلے جانا ہے۔ تو پھر خدا کی راہ میں کیوں نہ بخشا جائے؟

اور ہمارے جسم کو بنایا گیا ہے کہ آخر کار مر جائے۔ تو پھر خدا کی راہ میں تلواروں سے ٹکڑے ٹکڑے کیوں نہ ہوں؟

منطق شہید:

شہید کی منطق، منطق عشق سے آمیختہ منطق ہے۔ اور وہ بھی ایک طرف سے عشق الٰہی کی منطق اور دوسری طرف سے اصلاح اور مصلح کی منطق ہے یعنی یہ کہ اگر ان دو منطقوں کو ایک دوسرے سے ملائیں تو منطق شہید پیدا ہوتی ہے ایک اپنے معاشرے کے لئے ہمدردی کرنے والے شخص کی منطق ہوتی ہے اور ایک پروردگار کے عاشق عارف کی اور ان دو منطقوں کی آمیزش سے منطق شہید وجود میں آتی ہے۔ شہید کی منطق کا معمولی لوگوں کی منطق سے موازنہ نہیں کیا جا سکتا اور بالفاظِ دیگر شہید کی منطق کو چھوٹا کر کے معمولی افراد کی منطق میں نہیں داخل کیا جا سکتا۔ یہ بات کہ لفظ شہید کو ایک مقدس ہالے نے اپنی آغوش میں لے رکھا ہے۔ اسی وجہ سے ہے۔

اگر میں یہ کہوں کہ "سورما" تو وہ سورما سے بالاتر ہے۔ اگر یہ کہوں کہ "مصلح" تو وہ مصلح سے بالاتر ہے میں جو کچھ بھی کہوں وہ اس سے بالاتر ہے کوئی لفظ بھی اس لفظ کی جگہ نہیں آسکتا۔ شہید شہید ہے۔

خون شہید

شہادت خون کا انجکشن ہے معاشرے کے بدن میں خون کا انجکشن اس معاشرے کے بدن میں خون پہنچاتا ہے۔ جو خون کی کمی کا شکار ہو گیا ہو۔ شہید کا خون ضائع نہیں ہوتا۔ بلکہ اس کا ہر جزو سینکڑوں ٹن خون میں تبدیل ہو جاتا ہے اور اپنے معاشرے کے جسم میں داخل ہوتا ہے۔ اور اس کو خون کی کمی سے نجات دلاتا ہے۔ یہ شہید لوگ ہیں، جو معاشرے کے جسم میں اور سماج کی رگوں میں نیا خون داخل کرتے ہیں۔ شہید بہادرانہ کارنامے وجود میں لاتے ہیں ان اقوام میں جہاں شجاعت اور بہادری کا جذبہ ختم ہو جاتا ہے شہید بہادری اور شجاعت کو وجود میں لاتا ہے۔ اور وہ بھی خدائی شجاعت کو۔

یہی وجہ ہے کہ یہ شجاعتیں مردہ اقوام کو پھر سے زندہ کرتی

باقی صفحہ (۵۰) پر

حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ

حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ بنی اُمیہ میں سے تھے۔ آپؓ کے والد کا نام عفان اور دادا کا نام ابی العاص تھا جو اُمیہ کے بیٹے تھے۔ حضرت عثمانؓ "ذوالنورین" (دو نوروں والا) اور "غنی" مشہور تھے۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ آپؓ کا گھر حضور نبی کریمؐ کی دو صاحبزادیوں کے نور سے روشن ہوا تھا۔ حضور نبی کریمؐ کی صاحبزادی حضرت رقیہؓ کی شادی آپؓ سے ہوئی تھی۔ غزوہ بدر کے موقع پر جب حضرت رقیہ کی وفات ہو گئی۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی دوسری صاحبزادی ام کلثومؓ حضرت عثمانؓ کے نکاح میں دے دی تھیں۔ اس لئے وہ "ذوالنورین" مشہور ہو گئے تھے۔

غنی کہلانے کی وجہ آپؓ کی سخاوت تھی۔ آپؓ دل کے بہت سخی تھے۔ کسی سائل کو کبھی خالی ہاتھ نہ لوٹاتے تھے انتہائی مہمان نواز تھے اپنے مہمانوں کو پُرتکلف کھانا پیش کرتے۔ لیکن خود سادہ اور معمولی غذا کھاتے تھے آپؓ کو سخاوت کی وجہ سے غنی کے لقب سے پکارا جاتا تھا۔

حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کے پہلے سال ہی حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سمجھانے پر اسلام قبول کر لیا تھا۔ آپؓ مسلمان ہوئے تو آپؓ کے چچا نے سخت تکلیفیں دیں۔ مگر آپ صبر سے کام لے کر سب کچھ برداشت کر گئے۔ آخر کار آپؓ کے چچا کو ہار ماننی پڑی: جب مکہ کے کافروں مسلمانوں کو ستانے پر کمر باندھ لی اور ان کی زیادتیوں میں اضافہ ہوتا چلا گیا تو آپؓ اپنی بیوی حضرت رقیہؓ کے ساتھ ۷ھ میں ہجرت کر کے حبش چلے گئے کچھ دن کے بعد وہاں سے لوٹے تو مسلمانوں نے مکہ کی سکونت ترک کر کے مدینہ جانے کا پروگرام بنا رکھا تھا۔ چنانچہ مسلمان ہجرت کر کے مدینہ پہنچے۔ تو حضرت عثمانؓ بن عفان بھی مدینہ آ گئے اور یہاں تجارت سے کافی دولت کمانے میں کامیاب ہو گئے۔

حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ غزوۂ بدر کے سوا سارے غزوات میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ رہے آپ کی غزوۂ بدر میں عدم شرکت کی وجہ یہ تھی کہ اس جنگ کے زمانے میں حضرت رقیہؓ سخت بیمار تھیں۔ آپؓ انہیں چھوڑ کر مدینہ سے نہیں نکل سکتے تھے۔ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم قریش کو شکست دیکر واپس تشریف لائے تو حضرت رقیہؓ کی وفات ہو گئی۔ اس پر حضور نبی کریمؐ نے اپنی دوسری صاحبزادی حضرت ام کلثومؓ سے آپؓ کا نکاح کر دیا۔

ذیقعد ۶ھ میں حضور نبی کریمؐ عمرہ کے ارادے سے روانہ ہوئے تو چودہ سو صحابی آپؐ کے ہمراہ تھے۔ عرب کے پرانے دستور کے مطابق اس زمانے میں ساری لڑائیاں بند ہو جایا کرتی تھیں۔ لیکن قریش کو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی آمد کی اطلاع ملی تو وہ جنگ پر آمادہ ہو گئے حالانکہ حضور نبی کریمؐ جنگ کا ارادہ نہیں رکھتے تھے۔ حرم کی حد پر پہنچنے کے بعد حضور نبی کریمؐ معہ صحابہؓ رُک گئے اور قریش سے بات چیت کے لئے حضرت عثمانؓ کو اپنا نمائندہ بنا کر بھیجا۔ کسی نے یہ افواہ پھیلا دی کہ قریش نے حضرت عثمان غنیؓ کو شہید کر ڈالا ہے۔ یہ سُن کر حضور نبی کریمؐ نے سارے مسلمانوں سے عہد لیا کہ ہم عثمانؓ کا بدلہ لینے کے لئے اپنی جانیں دے دیں گے۔ حضور نبی کریمؐ نے اس موقع پر صحابہ سے جو بیعت لی تھی۔ اسے "بیعت رضوان" سے موسوم کیا جاتا ہے یعنی ایسی بیعت جو خدا کی خوشنودی کا باعث ہوئی۔ گو جلد ہی پتہ چل گیا تھا کہ حضرت عثمانؓ کے شہید ہونے کی خبر غلط تھی۔ لیکن اس موقع پر بیعت رضوان کے

تحت قریش دس سال کے لئے صلح پر مجبور ہو گئے تھے اور عالمِ امن میں مسلمانوں کو اسلام پھیلانے کا موقع مل گیا تھا اس واقعہ کے دو تین سال بعد مکہ فتح ہو گیا تھا۔ اور پورے عرب نے اسلام قبول کر لیا تھا۔

حضور نبی کریمؐ اور مسلمان مکے سے ہجرت کر کے مدینہ آ گئے تو اس زمانہ میں مسلمانوں کی مالی حالت بہت کمزور تھی اور وہ بڑی مشکل سے زندگی بسر کر رہے تھے۔ ان دنوں مدینہ کے قریب ایک کنواں تھا۔ جس کا پانی میٹھا تھا۔ اس کا مالک ایک سنگدل اور لالچی یہودی تھا۔ جو اس کنویں کا پانی مسلمانوں کے ہاتھ بہت مہنگے داموں فروخت کرتا تھا۔ مدینہ کے سارے مسلمان اس سنگدل یہودی کے اس رویہ سے بہت تنگ تھے حضور نبی کریمؐ نے مسلمانوں کی اس تکلیف کو دیکھا تو ایک روز مسجد میں اس شخص کو جنت کی بشارت دی۔ جو یہودی سے یہ کنواں خرید کر وقف کر دے۔ حضرت عثمان غنیؓ یہ سن کر چپ چاپ اٹھے اور یہودی سے چار ہزار درہم میں کنویں کا آدھا حصہ خرید کر مسلمانوں کے لئے وقف کر دیا۔ بعد میں یہودی نے مجبوراً بقیہ حصہ بھی چار ہزار درہم میں حضرت عثمانؓ کے ہاتھ بیچ دیا۔ اس طرح مدینہ کے مسلمانوں کی ایک بہت بڑی تکلیف دور ہو گئی

ایک بار مدینے میں قحط پڑا تو حضرت عثمانؓ نے غلہ کے لدے ہوئے ایک ہزار اونٹ تاجروں کے اس پیش کش کے باوجود کہ وہ دوگنا نفع دے رہے تھے مدینہ کے محتاجوں میں مفت تقسیم کر دیئے اور قحط ختم ہو گیا۔

غزوہ تبوک کے موقع پر سارے صحابہ کرام نے اپنی اپنی حیثیت کے مطابق جہاد کے لئے مال جمع کرایا تھا اس موقع پر حضرت عثمان غنیؓ نے نصف فوج کے سارے اخراجات خود ادا کئے تھے اور اس کے ساتھ ساتھ نو سو پچاس گھوڑوں اور اونٹوں کا بھی انتظام کیا تھا۔

حضرت عثمان غنیؓ کے زمانہ میں ایران کی فتح مکمل ہوتی تھی اور جو علاقے مسلمانوں کے ہاتھوں فتح ہونے سے باقی رہ گئے تھے وہ بھی مسلمانوں کے قبضے میں آ گئے۔ آپؓ کے عہد خلافت میں آذربائیجان، آرمینیا، فارس اور خراسان میں بغاوتیں ہوئیں۔ جنہیں بڑی بہادری سے دبا دیا گیا، طبرستان کو کئی جنگوں کے بعد شکست فاش دی گئی۔ آپؓ ہی کے زمانہ میں مسلمانوں نے کابل تک فتح حاصل کر لی تھی اور ہندوستان کی مغربی سرحد پر پہنچ گئے تھے۔ مغربی جانب طرابلس (موجودہ لیبیا) فتح ہوا تھا اور پیش قدمی جاری رہی تھی۔

حضرت عثمان غنیؓ کے عہد خلافت میں مسلمانوں نے بحری جنگی جہاز اور کشتیاں بنائیں۔ اور قبرص و رودس کے جزیروں کو بھی فتح کر لیا۔ رومیوں کے کئی جنگی بیڑوں کو شکست فاش دی اور مصر کے ساحل تک ان کا تعاقب کر کے ہرا دیا۔ بحیرۂ خزر کے آس پاس کے علاقے فتح کئے۔ بلخ کو فتح کیا۔

حضرت عثمان غنیؓ کی خلافت کے پہلے چھ سال تو بڑے آرام و سکون سے گزرے تھے۔ اس کے بعد فتنے سر اٹھانے لگے۔ در اصل جو قومیں نئی نئی مسلمان ہوئی تھیں۔ ان میں بعض منافقوں نے پھوٹ ڈال کر مسلمانوں کو کمزور کرنا چاہا۔ ان نو مسلموں میں ایک یہودی عبداللہ بن سبا اور بعض نو مسلم ایرانیوں نے جو مسلمانوں کی ترقی دیکھ کر جلتے تھے، غلط افواہوں کے تحت لوگوں کو بھڑکا دیا تھا۔

اسلام کے ان دشمنوں کے جوڑ توڑ کی بدولت حضرت عثمان غنیؓ ۱۸ ذوالحجہ ۳۵ھ کو شہید کر دیئے گئے آپؓ چاہتے تو باغیوں کو فوج قوت سے کچل سکتے تھے۔ مگر آپؓ اس پر راضی نہ تھے اور آپؓ نے فرمایا تھا کہ "میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حرم میں خون نہ بہنے دوں گا" شہادت کے وقت آپؓ کی عمر ۸۲ سال تھی۔

حضرت عثمانؓ ایک نہایت بردبار، نرم دل، نیک اور معاف کر دینے والے صحابیؓ تھے۔ آپؓ کے دورِ حکومت میں مسلمانوں نے بہت سے ممالک فتح کئے آپؓ نے قرآن کی نقلیں کرا کے مختلف صوبوں میں روانہ کیں۔ تاکہ مسلمان قرآن پڑھتے وقت زیر زبر کی غلطیاں نہ کریں۔ آپؓ کے اس کام نے مسلمانوں کو بہت فائدہ پہنچایا۔ خلیفہ منتخب ہونے کے بعد بیت المال سے ایک کوڑی تک نہ لی، آپؓ کی دیانداری کا یہ عالم تھا کہ خود نبی کریمؐ نے فرمایا ہے کہ "عثمان کی حیا سے فرشتے بھی شرماتے ہیں"۔ آپؓ نے مسجد نبوی پتھر سے بنوائی اور سارے اخراجات خود برداشت کئے عوام کی بہتری کے لئے آپؓ نے زرعی ترقی پر خصوصی توجہ دی۔ جا بجا بند بنوائے۔ بحری بیڑہ سب سے پہلے آپؓ ہی کے زمانہ میں تیار ہوا تھا۔ آپؓ حافظِ قرآن تھے۔ اور رات رات بھر تلاوت کرتے رہتے تھے۔

حضرت عمر فاروق اعظمؓ نے اپنی

(باقی صفحہ (۵۰) پر)

صوبے فاریاب کے نامور مجاہد
کمانڈر مولوی اسد اللہ کا انٹرویو

سوال: جناب مولوی صاحب اس سے پہلے کہ ہم اپنی تفصیلی گفتگو کا سلسلہ شروع کریں۔ بہتر ہوگا کہ آپ کا تعارف ہمارے قارئین کرام سے ہو جائے؟

جواب: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم، میرا نام مولوی اسد اللہ اور عرف جہادی ہے۔ میرا تعلق صوبہ فاریاب کے مرکز 'میرشادی' نامی گاؤں سے ہے۔ آج کل میں اپنے ہی صوبے کے 'قیصار' نامی سب ڈویژن میں اپنی مجاہد ٹیم کا کمانڈر ہوں

سوال: ذرا آپ یہ بتائیے کہ آپ نے جہاد کا یہ نیک سفر کب شروع کیا؟

جواب: بھائی جان! جونہی افغانستان میں نام نہاد انقلاب ثور کے کالے بادل امنڈ آئے اور افغان عوام غلامی کی زنجیروں میں جکڑے گئے۔ تو اسی ہی دن سے آزادی اور اسلام پر مر مٹنے والے افغانوں کے دل و دماغ میں دشمن کے خلاف ایک انقلاب کے قیام کی چنگاری چمکنے لگی اور آج وہی چنگاری ایک بھڑکتے ہوئے شعلے کی شکل اختیار کر چکی ہے۔ ہمارے صوبے کے علمائے کرام روشن ضمیر اور خیر اندیش افغان عوام نے جن میں مجھے شمولیت کا شرف حاصل ہے۔ کمیونسٹوں کے خلاف علم جہاد بلند کیا۔

سوال: کمانڈر صاحب! آپ یہ فرمائیے کہ آپ کے علاقے میں جہاد کی کیا پوزیشن ہے؟

جواب: ۱۹۷۸ء سے لے کر آج تک ہمارے سرکیف مجاہدین اپنی اس مذہبی ذمہ داری کو بہ طریق احسن نبھاتے چلے آ رہے ہیں۔ آئے دن جذبۂ جہاد اور شہادت کا شوق ہمارے مجاہدوں میں بڑھتا چلا آ رہا ہے۔ ہر محاذ پر شاندار کامیابیاں ہمارے قدم چوم رہی ہیں۔ صرف وہی علاقے دشمن کے کنٹرول میں ہیں، جہاں اُن کے سرکاری دفاتر ہیں باقی سبھی علاقے ہمارے قبضے میں ہیں شہر کے گرد و نواح میں دشمن نے جو حفاظتی چوکیاں وغیرہ قائم کر رکھی تھیں اُن سب کو ہم نے مٹی کا ڈھیر بنا دیئے ہیں۔ دشمن اب ایک قلعہ میں محصور ہے۔ انشاء اللہ جلد ہی اُس کا بھی حساب چکا دیا جائیگا

سوال: صوبہ فاریاب کو روسی سرحد کے بالکل قریب واقع ہے۔ کیا دوسرے صوبوں کی نسبت وہاں تمہارے جہاد کی مشن میں کوئی قابل ذکر فرق دکھائی دیتا ہے؟

جواب: ہاں، فاریاب ایک سرحدی صوبہ ہے۔ مگر سب ڈویژن "قیصار تو" بالکل باؤنڈری لائن پر واقع ہے۔ جب کبھی بھی ہم دشمن سے نبرد آزما ہوتے ہیں۔ اور دشمن شکست کھا کر پسپا ہو جاتا ہے تو فوراً سرحد پار سے لڑا کا روسی جہاز ہمارے علاقے کی فضائی حدود میں داخل ہو کر ہمارے بے دفاع اور نہتے عوام کے خانہ و کاشانہ پر وحشیانہ بمباری کر کے ملیا میٹ کر دیتے ہیں۔ حتیٰ کئی بار دیکھا گیا ہے کہ سرحد پار سے زمینی فوج بھی جدید ترین اسلحہ سے لیس مجاہدین کو کچلنے کے لئے بھیجی جاتی ہے۔ اور یہ فوجی دستے اُن روسی فوجیوں کے علاوہ ہوتے ہیں۔ جو آج کل افغانستان میں مقیم ہیں۔

سوال: سرحد پار روسی مسلمانوں کے ساتھ کیا آپ کا کوئی رابطہ موجود ہے؟

جواب: جی ہاں! جب ہمارا دشمن شکست

کھا کر اپنے ٹھکانوں کی طرف یعنی سرحد پار کر نے کی کوشش کرتا ہے۔ تو ہم سرحد تک اُن کا تعاقب کرتے ہیں اور موقع پا کر سرحد بھی پار کر جاتے ہیں۔ اور وہاں یعنی روسی علاقوں میں روسی مسلمان چرواہوں سے جو اپنی بھیڑ بکریاں چرایا کرتے ہیں۔ اُن سے ملاقات ہو جاتی ہے۔ وہ مسلمان ہیں اور ہمارے ہمزبان۔ وہ ہماری بولی اچھی طرح سمجھتے ہیں۔ ہم افغانستان میں روسیوں کی براہ راست فوجی مداخلت سے پیدا ہونے والے سبھی حالات سے انہیں مطلع کر دیتے ہیں اور کبھی کبھی ہمارے مجاہدین تو چرواہوں کے بھیس میں سرحد پار کر کے وہاں روسی مسلمانوں سے مل کر اُن میں بزبان روسی چھپے گئے دینی اور اسلامی کتب و رسائل وغیرہ تقسیم کر کے واپس چلے آتے ہیں۔ آج کل سرحد پار روسی زبان میں دینی اور مذہبی کتب و رسائل کی مانگ بہت بڑھ گئی ہے مگر ہم مالی مشکلات کی بنا پر یہ اُن کی اس خواہش کو پورا نہ کر سکے۔ لیکن ہماری کوشش ہے کہ ہم اُن کو وقتاً فوقتاً دینی کتب پہنچاتے رہیں۔

سوال: سال رواں کے دوران آپ نے دشمن کے خلاف کتنی جنگیں لڑی ہیں؟

جواب: ہمارے مجاہد ہر وقت اپنے اپنے مورچوں میں چوکس بیٹھے رہتے ہیں آئے دن دشمن کے فوجی ٹھکانوں اور اُن کے فوجی کاروان پر ہمارے حملے جاری رہتے ہیں۔ ہفتے میں ایک دو دفعہ تو ضرور ہماری جھڑپیں ہوتی رہتی ہیں۔ سال رواں کے دوران ہم نے دشمن کے سات اہم فوجی ٹھکانوں کو اپنے تصرف میں لا چکے ہیں۔ جس کے نتیجے میں (۳۰۰) سے زائد کابل سودیت فوجی پکڑے گئے اور کئی دیگر فوجی مجاہدین کی صفوں میں شامل ہو گئے اور آج مردانہ وار دشمن کے مقابلے میں برسرپیکار ہیں۔

سوال: آپ کسی ایک اہم جنگی کارائی کے بارے میں ذرا تفصیل سے ہمیں بتائیے؟

جواب: اگست ۱۹۸۶ء کی بات ہے جب ہمارے سرکیف مجاہدوں نے دشمن کے ایک مستحکم اڈے پر حملہ کر کے اسے مسمار کر دیا۔ اس حملے کے دوران ۱۵۰ ہلکی اور بھاری رائفلیں، بھاری مقدار میں ایمونیشن اور کافی مقدار میں کھانے پینے کی آشیاء وغیرہ مجاہدین کے ہاتھ لگے۔ اس جنگ کے دوران دو بلند مرتبہ فوجی روسی افسر موت کے گھاٹ اتارے گئے اور بے شمار زخمی ہوئے ۲۰۰ سے زائد فوجی مجاہدین سے آملے اسی مہینے قیصار نامی علاقے میں ہمارے مجاہدوں نے دشمن پر حملہ کر کے اُن کے قبضے سے ساتھ ملکی اور بھاری رائفلیں اور مشین گنیں ۲ عدد دوبار توپیں ۴۰۰ توپ کے گولے اور ۲ ٹیل ٹینکر ہمارے ہاتھ آئے۔ اس جنگ کے دوران ۶۵ کابل انتظامیہ فوجیوں کو زندہ گرفتار کر لیا گیا۔ چند دنوں بعد دشمن نے اپنی شکست کا بدلہ لینے کے لئے ہمارے علاقے کی شہری آبادی پر گولے برسائے اور اس طرح ہمارے خانہ اور کاشانہ کو تباہ و برباد کیا۔

سوال: مجاہد بھائیوں کا موراں دشمن کے مقابلے میں کیسا ہے؟

جواب: ان کا موراں تو نہایت بلند اور حوصلہ افزا ہے۔ ان کے عزم جواں اور حوصلے بلند ہیں۔ وہ آخری رمق حیات تک جنگ جاری رکھنے کی پوری پوری صلاحیت رکھتے ہیں

سوال: آج کل آپ کے پاس کس قسم کا اسلحہ موجود ہے۔ آپ یہ اسلحہ کہاں سے اور کیسے حاصل کرتے ہیں؟

جواب: جو اسلحہ آج کل ہمارے پاس موجود ہے۔ ان میں اکثر وہ اسلحہ ہے جو بہت پرانا اور قدیمی ہے اس کے ساتھ ہم نے جنگ کے دوران دشمن سے بھاری مقدار میں کلاشنکوف، کرہ بین، دوبار توپیں وغیرہ وغیرہ جدید اسلحہ چھینا ہے۔ اسلحہ حاصل کرنے کا عمدہ ذریعہ تو ہمارے لئے ہمارا ہی دشمن ہے اور بس۔ آج کل دشمن لڑاکا جہازوں سے ہم پر حملے کر رہا ہے۔ ہمیں اپنی دفاع کے لئے جہازوں کے مقابلے میں کوئی اسلحہ میسر نہیں۔ ہمارے لئے انٹی ایئر کرافٹ اسلحہ کی عدم موجودیت سب سے بڑی مشکل ہے۔

سوال: کیا روسیوں نے اپنی جنگی حکمت عملی میں کوئی تبدیلی لائی ہے؟

جواب: ہاں! یہ تو دنیا والوں کو معلوم ہے کہ روس ایک سوپر پاور ہے دشمن نے گذشتہ آٹھ سالوں کے دوران ہم پر اپنے جدید ہتھیار استعمال کئے اور جو ظلم وہ کر سکتا تھا۔ اُس نے کیا۔ لیکن ہر محاذ پر دشمن کو شکست کا سامنا کرنا پڑا اور وہ ذلیل اور خوار رہا۔ دشمن اپنی شکست کا بدلہ لینے کے لئے طرح طرح کے

ایک ٹینک جو روسیوں سے شدید لڑائی کے بعد مجاہدین کے ہاتھ آگیا

ہتھکنڈے اور حربے ہمارے خلاف استعمال کرتا چلا آرہا ہے۔ پہلے تو اُس نے ہمیں اپنے ٹینکوں اور توپوں سے ڈرانا چاہا۔ جب وہ اپنے ان مقصدوں میں ناکام ہوا۔ تو پھر ہمیں پیسوں کی لالچ دینی شروع کر دی لیکن ہمارے فقیر مگر باضمیر مجاہدین دشمن کے ان پھندوں میں بھی نہ آئے۔ تو آخر کار اُس نے ایک اور راستہ اختیار کیا۔ یعنی مٹھی بھر اوباش اور بے ضمیر لوگوں کو ہمارے درمیان اختلاف اور پھوٹ ڈالنے کے لئے تربیت دے کر ہماری صفوں میں داخل کر دیا۔ لیکن ہم ایسے افراد سے نمٹنے کے لئے شب و روز کوشاں ہیں

سوال: آپ کے علاقے میں عوام کی مالی اور معاشی حالت کیسی ہے؟

جواب: جیسا کہ آپ کو معلوم ہے کہ خاص صوبہ ایک دور افتادہ اور کوہستانی علاقہ ہے۔ وہاں کی اکثر اراضی بارانی ہے۔ تین سال لگاتار مناسب وقت پر کافی بارش نہ ہونے کے باعث وہاں کی زرعی حاصلات کو کافی نقصان پہنچا ہے۔ یہاں کے افغان عوام ہر وقت اپنے مجاہد بھائیوں کے ساتھ مالی امداد کیا کرتے ہیں۔ جس سے ہمارے مجاہد اپنے لئے اسلحہ اور گولہ بارود خریدا کرتے ہیں۔ اگر کسی جگہ زرعی حاصلات اچھی بھی ہو گئی۔ تو ہمارے دشمن اسے فوراً جلا دیتے ہیں۔ یہی ایک اہم مسئلہ ہمارے سامنے ہے۔ ہماری امت مسلمہ اور دنیا کے تمام باضمیر انسانوں سے یہی خواہش ہے کہ وہ ہمارے ساتھ اخلاقی اور مالی امداد کریں

سوال: روس، کابل انتظامیہ کے حکمرانوں کو یکے بعد دیگر شطرنج کے مہروں کی طرح بدل رہا ہے۔ کیا ان تبدیلیوں سے تمہارے جہادی مشن پر کوئی اثر پڑا ہے؟

جواب: کابل کٹھ پتلی انتظامیہ میں آئے دن جو تبدیلیاں رونما ہو رہی ہیں۔ اُن سے ہمارے جہاد پر بہت بُرا اثر پڑ رہا ہے۔ جب ایک حکمران کو ہٹا کر یا اسے قتل کر کے اس کی جگہ دوسرے کو مسند اقتدار پر بٹھایا جاتا ہے۔ تو یہ دشمن کی ایک بہت بڑی کمزوری کا دلیل ہوتی ہے۔ اس سے مجاہدوں کے حوصلے بلند سے بلند تر ہو جاتے ہیں۔ اور وہ نہایت ذوق و شوق کے ساتھ اپنے جہادی مشن کو مزید کامیاب بنانے میں مگن رہتے ہیں۔

سوال: تحریک انقلاب اسلامی افغانستان کے بعض زعماء نے گزشتہ سال جو یورپی ملکوں کا سفر کیا تھا۔ اس سفر کے بارے میں آپ کی رائے کیا ہے؟

جواب: ہمارے جہادی رہبر جو مجاہدین اور مہاجرین کے واقعی اور حقیقی نمائندہ اور ترجمان ہیں۔ انہیں یہ حق حاصل ہے کہ وہ افغان عوام پر ڈھائے گئے مظالم اور اُن کے دکھ و درد کی فریاد دنیا کے کونے کونے تک دُنیا والوں کو پہنچائیں اور افغان عوام کو اس فلاکت بار زندگی سے چھٹکارا دلانے اور ان کے جہادی مشن کے بارے میں نیز ان کی مشکلات سے اہل دنیا کو روشناس کرائیں۔ تاکہ دنیا والوں کو انسانیت دوستی کا احساس ہو اور وہ ہماری امداد کے لئے کوئی مؤثر قدم اٹھائیں یہ عمل اور کردار ہمارے رہبروں کا ایک عظیم اور اہم فریضہ ہے جو وہ وقتاً فوقتاً انجام دیتے رہے ہیں

سوال: کیا آپ اپنے مجاہد اور مہاجر بھائیوں کو کوئی پیغام دینگے؟

جواب: میری یہی خواہش ہے۔ کہ

اداریہ

مجاہدین کا مورال دن بہ دن بلند ہوتا جا رہا ہے

روسی خوار و ذلیل ہو کر سرزمین افغانستان سے بھاگ نکلیں گے

اللہ تعالیٰ کا لاکھ لاکھ شکر اور اس کا احسان ہے کہ وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ افغان مجاہدین جو پہلے خالی ہاتھ ایک سپر طاقت کے مقابلے میں برسرپیکار تھے۔ اور ان کے پاس محدود تعداد میں پرانے زمانے کی بارودی بندوقیں اور فرسودہ ہتھیار تھے۔ اب روز بروز دشمن ہم سے جنگ میں اسلحہ چھین کر اس سے استحال کر رہے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ وہ روز بروز طاقت ور اور مسلح ہوتے جاتے ہیں۔ ہمارے اس ادعا کی دلیل یہ ہے کہ پورے نو سال گذر چکے اور اب نسبتاً جہاد کے سلسلے میں مومن اور غیور مجاہدین پہلے سے کہیں زیادہ اچھی پوزیشن میں ہیں اور نہایت بے جگری سے اسلام اور وطن عزیز کی محبت کے جذبے سے دشمن کے کمبوتر مزاج فوجوں پر شاہین کی طرح جھپٹتے ہیں اور انہیں تر نوالہ سمجھ کر ناکہ بندی کر دیتے ہیں۔

جہاد افغانستان نے دنیا والوں کی نظروں سے ڈھکی چھپی نہیں رہی۔ عالم بشریت کے قطعی اکثریت نے ہمارے جہاد کو جہاد واقعی اور حقیقی قرار دیا اور ہمارے حق بجانب ہونے کی وجہ سے ہماری امداد کے لیے انسان دوستی کے اصولوں کو مدنظر رکھتے ہوئے ہماری مکمل امداد کر رہے ہیں۔ چنانچہ ان کی امداد کا یہ سلسلہ پہلے کی طرح آج بھی جوں کا توں جاری ہے۔

روس اور کابل کٹھ پتلی انتظامیہ جو پہلے ہمارے مجاہد عوام کو اشرار کے نام سے یاد کرتی تھی اب تو وہ بھی مجاہدین اسلام کو مجاہدوں کے نام سے یاد کرنے پر مجبور ہو گئے ہیں اور بالآخر انہیں اس حقیقت کا احساس ہو ہی گیا ہے۔ ہمارے مومن مجاہد پہلے بہتے ہونے کی وجہ سے دشمن پر شب خون کیا کرتے تھے یا پہاڑوں کی چوٹیوں سے دشمن پر حملہ کیا کرتے تھے، لیکن اب آزاد فطرت اور ایمان سے سرشار مجاہدین باقاعدہ میدان جنگ میں اپنی بہادری کے جوہر دکھا رہے ہیں

ہم اپنے درمیان وحدت، اتحاد اور یکجہتی کی فضا پیدا کر کے دشمن کا مقابلہ کریں۔ ہمارے درمیان وحدت اور اتحاد کا نہ ہونا بہ ذاتِ خود ایک بہت بڑا خطرہ ہے۔ وطن دشمن اور اسلام دشمن عناصر پہ کڑی نظر رکھی جائے تاکہ وہ ہمارے درمیان پھوٹ نہ ڈال سکیں۔

ہمارے مہاجر بھائی کمیونسٹوں کے ظلم و ستم سے تنگ آ کر اپنا گھر بار چھوڑ کر برادر اور اسلامی ممالک میں آج کل ہجرت کی زندگی بسر کر رہے ہیں۔ ان سے بھی میری یہی خواہش ہے کہ وہ اپنے ہجرت کے دوران وطن کی آزادی اور کامیابی کے لئے جہاں تک اور جس طریقے سے بھی ہو سکے اپنی کوششوں کو جاری رکھیں اور ہر لحظہ اپنے مجاہد بھائیوں کی امداد و معاونت کے لئے تیار رہیں۔

تمام مسلمانوں سے بھی ایک عاجزانہ التماس ہے کہ وہ بھی مظلوم افغانوں کی حالت زار سے باخبر رہیں اور اپنے اسلامی فریضے کے جذبے سے جس طریقے سے بھی ممکن ہو۔ ان کی اعانت کریں۔ تاکہ ہمارے جہاد مقدس میں ہمارے ساتھ برابر کے شریک رہیں۔

آپ نے ہمیں اپنے علاقے کے مظلوم افغانوں اور جہادی مشن کے بارے میں ہمارے قارئین کرام کو جو مفید معلومات فراہم کی ہیں میں آپ کا شکریہ ادا کرتے ہوئے دعا کرتا ہوں کہ خداوند تبارک و تعالیٰ ہم سب کو اپنے اس مقدس مقصد میں کامیابی سے ہمکنار فرمائے۔

(آمین ثم آمین)

بقیہ: عثمان غنی رضؓ

وفات سے قبل وصیت کی تھی کہ ان کے بعد حضرت عثمانؓ، حضرت علیؓ، حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ، حضرت سعدؓ بن وقاص، حضرت زبیرؓ اور حضرت طلحہؓ میں سے کسی کو خلیفہ بنایا جائے۔ تین دن تین راتوں کے غور و فکر کے بعد حضرت عثمانؓ خلیفہ منتخب ہوئے تھے۔ تو سارے مسلمانوں نے ان کے ہاتھ پہ بیعت کر لی تھی۔

حضرت عثمان غنیؓ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی فضیلت کا اسی سے اندازہ ہو جاتا ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بدلہ لینے کے واسطے مکہ والوں سے جنگ کرنے کے لئے جو بیعتِ رضوان لی تھی، اسی بیعت کو اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں بیعت الرضوان کے نام سے موسوم فرمایا ہے اور بیعت کرنے والے مسلمانوں کی شان میں یہ آیت نازل فرمائی ہے۔

"ترجمہ: اللہ مومنوں سے راضی ہو گیا۔ جب انہوں نے درخت کے نیچے تجھ (حضور نبی کریمؐ) سے بیعت کی۔"

بقیہ: شہید

ہیں۔ اس لئے اسلام کو ہمیشہ شہید کی ضرورت ہے۔ کیونکہ ہمیشہ بہادرانہ کارناموں کا ضرورت مند ہے اور وہ بھی نئے کارناموں اور نئی تخلیقوں کا۔

شہید اپنا خون نثار کر کے اپنے آپ کو معاشرے میں لافانی بنا دیتا ہے اور معاشرے میں لافانی خون کو جنم دیتا ہے۔ لہٰذا اسلام میں شہیدوں کا درجہ بہت بلند ہے۔

حدیث میں آیا ہے۔ کہ خداوند تعالیٰ قیامت کے دن تین طبقے کے لوگوں کی شفاعت کو قبول کرے گا۔ ایک انبیاء کا طبقہ ہے۔ اس کے بعد علماء کا طبقہ ہے اور ان سب کے بعد شہداء کا طبقہ ہے۔

امیرالمومنین حضرت علیؓ فرماتے ہیں: خداوند تعالیٰ قیامت کے روز شہیدوں کو ایسی عظمت اور جلال کے ساتھ داخل کرے گا کہ اگر ان کے پاس سے انبیاءؑ کا گزر ہو اور اگر وہ سواری پہ ہوں۔ تو اُن کے احترام میں سواری سے اتر آئیں گے۔

اخبار جہاد

جنرل نجیب کے دورہ ہرات کے دوران مجاہدین کے حملے

کٹھ پتلی انتظامیہ کا سربراہ دن بھر روسی فوجی مرکز میں محصور رہا

افغان مجاہدین نے کٹھ پتلی انتظامیہ کے سربراہ جنرل نجیب کی موجودگی میں ہرات شہر پر چاروں طرف سے حملے کئے۔ جس کے دوران جنرل نجیب دن بھر روسی فوج کے مرکز میں محصور رہے

ایران کے شہر مشہد سے جمعیت اسلامی کے ذرائع نے ٹیلیفون پر ایجنسی افغان پریس پاکستان بیورو کو بتایا ہے کہ ۱۸ر اگست کو جنرل نجیب نے ہرات شہر کا خفیہ دورہ کیا جس کے بارے مجاہدین پہلے باخبر تھے۔ نجیب کی آمد کے فوراً بعد مجاہدین نے ہرات شہر کے جنوب مشرق میں واقع کٹھ پتلی فوج کے ۷۰ویں ڈویژن کے ہیڈ کوارٹر پر میزائلوں سے حملہ کیا جس سے ایک بکتر بند گاڑی اور ایک فوجی ٹرک تباہ ہوگیا۔ بکتر بند گاڑی پر سوار گیارہ کٹھ پتلی فوجی موقع پر ہلاک ہوگئے۔ ہرات شہر کے مغرب میں واقع ہے فروشان کے علاقے میں جمعیت اسلامی کے مجاہدین نے روسی فوج کے بٹالین ہیڈ کوارٹر پر راکٹ برسائے جس کے ایمونیشن ڈپو میں آگ لگ گئی۔ یہاں پر تین روسی ٹینک تباہ بتائے گئے ہیں۔ ایک اور حملہ شاہراہ ہزار بیدراغ روسی اور کٹھ پتلی حکام کی رہائش گاہ پر کیا گیا۔ جہاں مارٹروں کی گولہ باری سے کٹھ پتلی انتظامیہ کے تین افسر ہلاک ہوگئے۔

اطلاعات کے مطابق حملوں کے اس سلسلے میں صوبائی سیکرٹریٹ کو بھی نشانہ بنایا گیا تاہم اس کے نقصانات کا علم نہیں ہو سکا۔ جنرل نجیب چھاپہ مار کاروائیوں کے نتیجے میں ہرات ایئرپورٹ کے نزدیک روسی فوج کے مرکز میں مقیم رہے یہ امر قابل ذکر ہے کہ کابل ریڈیو نے ۲۰ر اگست کو جنرل نجیب کے دورہ قندہار کی خبر دی تھی۔ جب کہ ہرات میں جنرل نجیب کی آمد کا ذکر نہیں کیا گیا۔

ہرات شہر میں روسی دستے اور مجاہدین کے درمیان تصادم

ہرات شہر میں جمعیت اسلامی کے مجاہدین نے روسی دستے پر ہینڈ گرنیڈوں سے حملہ کیا۔ جس سے جیپ میں سوار ایک روسی فوجی افسر اپنے تین محافظوں سمیت ہلاک ہوگیا۔ دستی بموں کی بوچھاڑ سے فوجی جیپ نذر آتش ہوگئی۔ تیز رفتار حملے میں ایک بکتر بند گاڑی سے فائرنگ کی گئی جس کے نتیجے میں ایک مجاہد شہید اور چار زخمی ہوگئے۔ مجاہدین کا چھاپہ مار گروپ امدادی دستے کی آمد سے قبل اپنے ٹھکانوں کی طرف نکل گیا۔

کابل شہر میں مجاہدین کی چھاپہ مار کاروائیوں کے دوران اٹھارہ روسی کٹھ پتلی فوجی ہلاک، تین حفاظتی چوکیاں اور تیل کا ڈپو نذر آتش، بھاری اسلحے پر قبضہ کرلیا گیا

لندن ۲۴ر اگست۔ افغان مجاہدین نے دارالحکومت کابل اور گردونواح میں چھاپہ مار کاروائیوں کے دوران تین حفاظتی چوکیوں کا صفایا کرنے کے علاوہ پٹرول کا ذخیرہ نذر آتش کر دیا۔

ایجنسی افغان پریس کے ذرائع نے بتایا ہے کہ حرکت انقلاب اسلامی کے

مجاہدین نے کوہ صافی کے علاقے روسی دستوں کے مرکز پہ میزائلوں اور راکٹوں سے حملہ کیا جس سے ایک ٹینک اور چار بھاری گاڑیاں تباہ ہو گئیں۔ اسی معرکے میں روسی فوجیوں نے افراتفری کے عالم میں دو بکتر بند گاڑیاں فوجی تنصیبات پہ چڑھا دیں۔ بعد ازاں روسی طیاروں نے مجاہدین کے ٹھکانوں کو نشانہ بنایا۔ تاہم مجاہدین جانی نقصان سے محفوظ رہے۔ قبل ازیں ۸ راگست کی صبح حضرت امیر حمزہ فرنٹ کے مجاہدین نے بگرامی کے علاقے میں ایک حفاظتی چوکی تباہ کر دی۔ جہاں متعدد روسی کٹھ پتلی فوجی ہلاک اور زخمی ہو گئے اسی روز چار آسیاب قصبے کے نزدیک افغان حریت پسندوں نے فوجی کیمپ پر راکٹ برسائے جس سے پٹرول کے ڈپو میں آگ لگ گئی۔ ایک اور اطلاع کے مطابق مجاہدین نے کابل شہر کے نزدیک دو حفاظتی چوکیاں راکٹوں کی بوچھاڑ سے اڑا دیں۔ اسی کاروائی میں ۲۷ گرینوف گن، چودہ کلاشن کوف رائفلیں اور ایک وائرلیس سیٹ مجاہدین کے ہاتھ آیا۔ اسی علاقے میں مجاہدین نے خزوٹی کے مقام پہ دو حفاظتی چوکیوں پر یلغار کی تاہم یہاں کے نقصان کی تفصیل نہیں بتائی گئی۔

وادی کنڑ میں مجاہدین کی چھاپہ مار کاروائیاں

اسد آباد اور اسمار چھاؤنی پر حملوں کے

دوران متعدد روسی فوجی ہلاک ہو گئے

۵ر جولائی۔ افغانستان کی مشرقی وادی کنڑ میں مجاہدین نے چھاپہ مار کاروائیوں کے دوران صوبائی ہیڈ کوارٹر اسد آباد اور اسمار چھاؤنی کی فوجی تنصیبات تباہ کر دیں جہاں متعدد روسی فوجی ہلاک ہو گئے۔ ایجنسی افغان پریس کے ذرائع نے حزب اسلامی کے کمانڈر کشمیر خان کے حوالے سے اطلاع دی ہے کہ اسد آباد اور اسمار کی چھاؤنیوں پر مجاہدین کے حملوں کا آغاز ۱۱ر جون سے ہوا تھا۔ مجاہدین نے فوجی تنصیبات کو درمیانی فاصلے تک مار کرنے والے میزائلوں، بھاری توپوں اور راکٹوں سے نشانہ بنایا جس کے نتیجے میں دو ٹینک اور سات پکمنٹ مورچے تباہ ہو گئے۔

اطلاعات کے مطابق روسی طیاروں نے مجاہدین کے مراکز پہ بمباری کی جس سے تین گھروپ کمانڈر نظر جان، خانستہ گل اور محمد ابراہیم خان شہید ہو گئے جب کہ متعدد مجاہد زخمی بتائے گئے ہیں ادھر وادی پنجشیر میں مجاہدین اور روسی دستوں کے درمیان جھڑپوں کی اطلاعات ملی ہیں۔ معلوم ہوا ہے۔ کہ جمعیت اسلامی کے مجاہدین کی بھیجائی ہوئی بارودی سرنگ پھٹنے سے ۱۷ر جون کو خراب قصبے کے نزدیک اسلحے سے لدا ہوا ایک ٹرک تباہ ہو گیا۔

وادی پنجشیر کے علاقے بازارک میں چنگرام کے مقام مجاہدین نے بارودی سرنگیں نصب کر دیں۔ جن کی زد میں آ کر روسی گشتی دستے کا ایک ٹینک اور ایک گاڑی کا صفایا ہو گیا ایک اور اطلاع کے مطابق افغان حریت پسندوں نے ۱۹ر جون کو وادی کے صدر مقام پہ رات میں روسی فوجی کیمپ پر گولہ باری کی جس کے دوران بارہ روسی فوجی ہلاک اور زخمی ہو گئے۔

صوبہ پکتیا میں افغان فوجی سات

افسروں کو ٹھکانے لگا کر مجاہدین سے آملے

افغانستان کے صوبہ پکتیا میں جبری بھرتی کے شکار ایک افغان فوجی اپنے افسروں کو ٹھکانے لگا کر مجاہدین سے آملے اطلاعات کے مطابق افغان فوجیوں نے ۲۶ر جون کی صبح سات افسروں کو گولیوں کی باڑ مار دی اور ایمونیشن ڈپو سے اسلحے کی بھاری تعداد سمیٹ کر مجاہدین کے جہاد دوال مرکز پہنچ گئے۔ اسی مرکز کے مجاہدین کمانڈر انجینئر فیض محمد خان کی قیادت میں خوست، سکیکنے، مانی کنڈاؤ اور پشہ میں روسی دستوں کے ٹھکانوں کو نشانہ بناتے ہیں

کابل کے نزدیک روسی طیاروں کی

بمباری سے فرار ہونیوالے چار سو افغان

فوجی جان بحق، افغان فوجی روسی دستوں

سے بھاگ کر مجاہدین کے مرکز جا رہے تھے

۴ر جولائی۔ افغان دارالحکومت کابل کی نواحی وادی پغمان میں روسی طیاروں نے جبری بھرتی سے فرار ہو کر مجاہدین کے ساتھ شامل ہونے والے افغان فوجیوں پر اندھا دھند بمباری کی۔ جس کے دوران چار سو افغان فوجی جان بحق ہو گئے۔ باوثوق ذرائع نے اطلاع دی ہے

روسی جیپ پر قبضہ کرنے کے بعد ایک مجاہد پہرہ دے رہا ہے

قندہار چھاؤنی میں میزائل پھٹنے سے دس روسی کٹھ پتلی فوجی ہلاک

۲۰ جولائی۔ قندہار چھاؤنی میں میزائل پھٹنے سے کم از کم دس روسی کٹھ پتلی فوجی ہلاک ہوگئے۔ جن میں دو افسر بھی شامل ہیں۔ ایجنسی افغان پریس کے ذرائع کی اطلاعات کے مطابق ۲۴ جون کی صبح قندہار شہر کا محاصرہ توڑنے کے لئے مجاہدین کے مورچوں پر میزائل برسائے جارہے تھے کہ قندہار چھاؤنی میں بھاری فوجی گاڑی پر نصب درمیانی فاصلے تک مار کرنے والا روسی میزائل زبردست دھماکے سے پھٹ گیا۔ شدید دھماکے سے میزائل کے ٹکڑے دور دور جا گرے جس کی لپیٹ میں آکر فوجی گاڑی کا عملہ اور دو افسر موقع پر ہلاک ہو گئے۔ ہلاک ہونے والے افسروں کا تعلق فراہ اور مزار شریف کے فوجی گیریژن سے تھا۔ باور کیا جاتا ہے کہ میزائل کا دھماکہ طاقتور ٹائم بم کے پھٹنے سے ہوا۔ جو فوجی گاڑی میں رکھا گیا تھا۔ تاہم مجاہدین کی کسی تنظیم نے اس واقعے کی ذمہ داری قبول نہیں کی ہے۔

صوبہ وردک میں مجاہدین کی چھاپہ مار کاروائی

افغان دارالحکومت کابل کے مغرب کی طرف صوبہ وردک میں زمبورک کے مقام پر مجاہدین نے روسی فوجی کیمپ کا صفایا کردیا۔ قابض روسی حکام نے گذشتہ ماہ شمال اور شمال مغربی صوبوں تک رسائی والے مجاہدین کے ذرائع آمدورفت بند کرنے کے لئے فوجی کیمپ قائم کیا تھا۔ اطلاعات کے مطابق مشعل حق فرنٹ کے مجاہدین ۱۲ جون کی صبح

روسی فوجی کیمپ پر ٹوٹ پڑے اور راکٹوں کی بوچھاڑ کر کے کیمپ کی عمارت ملبے کا ڈھیر بنا دی۔ کیمپ میں مقیم روسی دستہ تین لاشیں اور متعدد زخمی لئے صوبائی صدر مقام کی طرف فرار ہو گیا۔ اسی روز مجاہدین نے میدان شہر کے نزدیک حفاظتی چوکی پر یلغار کی جہاں چوکی کا کمانڈر اور چار کٹھ پتلی فوجی ہلاک ہو گئے جن میں خاد کے دو اہلکار شامل ہیں۔ ان کاروائیوں میں مجاہدین جانی نقصان سے محفوظ رہے۔

صوبہ تخار میں روسی سرحد کے نزدیک مجاہدین کے مرکز پر حملہ، مزاحمت کے دوران اٹھارہ روسی فوجی ہلاک و زخمی، پانچ مجاہد شہید ہو گئے

یکم جولائی۔ روسی سرحد سے ملنے والے افغانستان کے شمالی صوبے تخار میں مجاہدین نے اپنے مرکز پر حملہ ناکام بنا دیا۔ جہاں روسی علاقوں میں مجاہدین کی چھاپہ مار کاروائیوں کے بعد دو ماہ تک فوجی کاروائی کی گئی۔

اطلاعاتی ذرائع نے اطلاع دی ہے کہ روسی بکتر بند دستے نے ۱۲ جون کو دریائے آمو کے نزدیک سرحدی قصبے رستاق میں حزب اسلامی کے مرکز پر حملہ کیا۔ کمانڈر صبور یار کی قیادت میں مجاہدین نے دن بھر کی مزاحمت کے بعد روسی دستے کو مار بھگایا۔ جو دس لاشیں اور آٹھ زخمی سیٹ کر صوبائی ہیڈ کوارٹر طالقان کی طرف فرار ہو گیا۔ اپنے مرکز کا دفاع کرتے ہوئے پانچ مجاہد شہید ہوئے جن میں گروپ کمانڈر امام محمد خان شامل ہیں۔

اطلاعات کے مطابق مجاہدین نے ۱۷ جون کو شہر کہنہ کے مقام پر روسی فوجی کیمپ پر جوابی یلغار کی۔ جہاں راکٹوں کے فائر سے دو پختہ مورچے اڑا دیئے گئے۔

اس کاروائی میں آٹھ روسی فوجی ہلاک اور زخمی ہو گئے۔ جب کہ چار مجاہد مضروب بتائے گئے ہیں۔

صوبہ پکتیا میں بریگیڈ ہیڈ کوارٹر پر مجاہدین کا حملہ، دو بھاری مشین گنوں اور دیگر اسلحے پر قبضہ کر لیا گیا

۱۹ جولائی۔ افغانستان کے صوبے پکتیا میں مجاہدین نے بریگیڈ ہیڈ کوارٹر پر حملہ کر کے بارہ پختہ مورچے اور ایک ٹینک تباہ کر دیا۔ پکتیا سے ملحق صوبے پکتیکا میں مجاہدین نے صوبائی ہیڈ کوارٹر شرنہ کے نواح میں ایک حفاظتی چوکی پر قبضہ کر لیا۔ جہاں سے دو بھاری مشین گنیں اور دیگر اسلحہ مجاہدین کے ہاتھ آیا۔

ایجنسی افغان پریس کے ذرائع نے بتایا ہے کہ حضرت عمر فاروق فرنٹ کے مجاہدین نے ۸ جولائی کو صوبہ پکتیا کی سرحدی چھاؤنی خوست کے نزدیک روسی فوج کے ۲۳ ویں بریگیڈ پر یلغار کر دی۔ اس معرکے میں گولہ باری اور راکٹوں کی بوچھاڑ سے فوجی تنصیبات کے علاوہ متعدد روسی فوجی ہلاک اور زخمی ہو گئے۔ اسی روز مجاہدین نے سیکیئے کے علاقے میں ایک حفاظتی چوکی کا صفایا کر دیا تاہم یہاں کے نقصانات کا علم نہیں ہو سکا۔ قبل ازیں ۷ جولائی کو جہاد وال مرکز کے مجاہدین نے مانی کنڈاؤ کے مقام راکٹ برسا کر ایک فوجی گاڑی تباہ کر دی۔

ادھر صوبہ پکتیکا میں حزب اسلامی کے مجاہدین نے صوبائی صدر مقام شرنہ کے نزدیک حفاظتی چوکی پر قبضہ کر لیا ہے جس میں متعین فوجی دستہ ایک ٹینک اور دو گاڑیاں تباہ ہونے کے بعد تیرہ لاشیں لئے بھاگ نکلا۔ حفاظتی چوکی میں موجود دو شیشن گنوں کے ساتھ اٹھارہ کلاشن کوف رائفلوں، ایک وائرلیس سیٹ اور گولہ بارود مجاہدین کے ہاتھ آیا۔

وادی کنر میں روسی طیاروں کی اندھا دھند بمباری

افغانستان کی وادی کنر میں جہاں گذشتہ تین ہفتوں سے مجاہدین اور فوجی دستوں میں شدید جھڑپیں جاری ہیں روسی طیاروں نے جولائی کے دوسرے ہفتے شیگل دالنگام، یگنگل اور مرورہ کے علاقوں پر اندھا دھند بمباری کی ہے۔ اطلاعات کے مطابق بمباری کے نتیجے میں متعدد شہری زخمی اور بائیس مکانات ملبے کا ڈھیر بن گئے ایک اور اطلاع کے مطابق مجاہدین نے کمانڈر فقیر اللہ خان کی قیادت میں امدادی دستے کو مار بھگایا جو وادی کے صدر مقام اسد آباد سے درہ پیچ کی طرف پیش قدمی کر رہا تھا امدادی دستے میں دو افغان فوجی مجاہدین سے آملے بتایا گیا ہے کہ ۱۰ جولائی کو حزب اسلامی کے مجاہدین نے نازنگ کے مقام پر فوجی دستے کا سامنا کیا جسے بھاری نقصان کے ساتھ پسپا ہونا پڑا۔

وادی کنر میں سات جماعتی اتحاد کے مجاہدین کی مشترکہ کارروائی، دو ہفتوں کے دوران اڑتیس کٹھ پتلی فوجی گرفتار چار ہلاک ہو گئے

افغانستان کی مشرقی وادی کنر میں سات جماعتی اتحاد کے مجاہدین اور روسی کٹھ پتلی دستوں میں خونریز جھڑپیں جاری ہیں۔ ایجنسی افغان پریس کے ذرائع کی اطلاع ہے کہ جون کے آخری ہفتے سب ڈویژن نارہ کے مقام نور میں تصادم کے دوران اڑتیس کٹھ پتلی فوجی اسلحے سمیت گرفتار کر لئے گئے۔ ۲۶ جون کے اس معرکے کی قیادت حزب اسلامی کے کمانڈر قاری عبداللہ کر رہے تھے۔

اطلاعات کے مطابق وادی کنر میں سات جماعتی اتحاد کے مجاہدین کمانڈر کشیم خان کی قیادت میں روسی دستوں سے نبرد آزما ہیں۔ بتایا گیا ہے کہ مجاہدین نے شیگل، کنر خاص اور اسمار چھاؤنی پر ۲۷ جون سے حملوں کا آغاز کیا جو ۵ جولائی کی تازہ اطلاعات ملنے تک جاری تھے۔ شیگل کے علاقے میں ایک جھڑپ کے دوران چار روسی کٹھ پتلی فوجی ہلاک اور دو مجاہدین نذیر خان اور شاہ شیگل کے شہید ہونے کی خبر دی گئی ہے۔ موسم گرما کے ساتھ وادی کنر میں مجاہدین نے چھاپہ مار کاروائیاں تیز کر دی ہیں اور ۱۱ جون کو مجاہدین کی گولہ باری سے اسد آباد اور اسمار چھاؤنی کی فوجی تنصیبات شدید متاثر ہوئی تھیں۔ جہاں دو ٹینک تباہ اور متعدد روسی فوجی ہلاک ہو گئے۔

صوبہ فراہ میں فوجی قافلے پر مجاہدین کا حملہ

چھاپہ مار کاروائی کے دوران ایک ٹینک، دو گاڑیاں تباہ ہو گئیں

ایرانی سرحد سے ملنے والے مغربی افغان صوبے فراہ میں مجاہدین نے صوبائی ہیڈ کوارٹر کے شمال مشرق کی طرف سب ڈویژنل قصبے فراہ رود کے نزدیک فوجی قافلے پر یلغار کی۔ ۲۷ جون کی اس کاروائی میں راکٹوں کے فائر سے ایک ٹینک اور دو گاڑیاں تباہ کر دی گئیں جن کا عملہ ہلاک ہو گیا۔ خونریز جھڑپ کے دوران ایک روسی فوجی گرفتار کر لیا گیا۔ جب کہ جوابی حملے سے تین مجاہد شہید اور نو زخمی ہو گئے۔

صوبہ پکتیکا میں روسی ٹرانسپورٹ طیارہ گرا لیا گیا۔ جلال آباد کے نزدیک مجاہدین اور روسی دستوں میں جھڑپیں

۱۲ جولائی افغانستان کے صوبے پکتیکا میں مجاہدین نے روسی ٹرانسپورٹ طیارہ مار گرایا۔ جس میں عملے کے علاوہ تیرہ روسی فوجی سوار تھے۔ ایک اور اطلاع کے مطابق صوبہ لغمان کی آزاد وادی نورستان میں جاسوس طیارہ تباہ کر دیا گیا جو مجاہدین کے ٹھکانوں کی تلاش میں تھا۔ مجاہدین کے ذرائع نے بتایا ہے کہ روسی ٹرانسپورٹ طیارہ صوبہ پکتیکا کے ہیڈ کوارٹر شہر کے نزدیک اترنے سے قبل اینٹی ایئر کرافٹ گن سے نشانہ بنایا گیا۔ ٹرانسپورٹ طیارہ زبردست دھماکے سے فضا میں پھٹ گیا اور ملبے کی شکل میں زمین پر آ گرا۔ طیارہ مار گرانے کی کاروائی عدالت فرنٹ کے مجاہدین کر رہے تھے۔ دریں اثنا افغانستان کے شمال مشرقی صوبے لغمان کی آزاد کردہ وادی نورستان میں مجاہدین نے جاسوس طیارہ تباہ کرنے کا دعویٰ کیا ہے۔ معلوم ہوا ہے کہ روسی جاسوس طیارہ ۲۸ جون کو میزائل سے گرا لیا گیا۔ جس کا ملبہ مجاہدین کے مرکز کے نزدیک بکھر گیا۔ اس کاروائی کے دوران جس کی قیادت حزب اسلامی کے کمانڈر انجینئر شیر محمد نے کی جاسوسی طیارے کا روسی پائلٹ ہلاک ہو گیا صوبہ ننگرہار سے ملنے والی اطلاعات کے مطابق سرحدی علاقے گمڑو میں مجاہدین اور روسی دستوں کے درمیان جھڑپیں جاری ہیں قابض روسی حکام نے اس علاقے میں مجاہدین کے ذرائع آمد و رفت مسدود کرنے کے لئے حفاظتی چوکیاں قائم کی ہیں۔ حزب اسلامی کے حضرت عباس فرنٹ سے تعلق رکھنے والے مجاہدین کمانڈر انجینئر عبدالغفار کی قیادت میں حفاظتی چوکیوں پر حملوں میں مصروف ہیں مجاہدین کے ذرائع کا کہنا ہے کہ انہوں نے روسی فوج کے اہم ٹھکانے پر قبضہ کر لیا جہاں اسلحے کا ذخیرہ اور ایک ٹینک کے علاوہ تین ٹرک اڑا دیئے گئے

بگرام ایئر بیس کے نزدیک روسی طیارہ تباہ کر دیا گیا، وادی پنجشیر میں دست بدست لڑائی کے دوران خاد کے پانچ عہدے دار ہلاک

افغانستان میں روسی فضائیہ کے سب سے بڑے اڈے بگرام کے نزدیک مجاہدین نے روسی ایس یو ۲۲ طیارہ مار گرایا جو ہوائی اڈے پر اترنے والا تھا۔ ایک اور اطلاع کے مطابق صوبہ کاپیسا کی وادی پنجشیر میں دست بدست لڑائی کے دوران خاد کے پانچ عہدے دار ہلاک اور ایک مجاہد شہید ہو گیا۔ ایجنسی افغان پریس کے ذرائع نے بتایا ہے کہ ۳۰ جولائی کو کابل سے آنے والا ایس یو ۲۲ روسی طیارہ زمین سے فضا میں مار کرنے والے میزائل سے نشانہ بنایا گیا۔ میزائل لگتے ہی طیارے کو آگ لگ گئی جو شعلوں کی لپیٹ میں بگرام ایئر بیس سے چار کلومیٹر دور خرد طی کے مقام پر گر کر تباہ ہو گیا طیارے کا پائلٹ پیراشوٹ کے ذریعے بگرام ہوائی اڈے کی حفاظتی چوکی پر اتر گیا تاہم دیگر عملے کے بارے علم نہیں ہو سکا

قندہار شہر کے نزدیک چھاپہ مار کارروائی میں بٹالین کمانڈر سمیت آٹھ کٹھ پتلی فوجی ہلاک

افغانستان کے دوسرے بڑے شہر قندہار میں جہاں گذشتہ ماہ آٹھ برسوں کے دوران سب سے بڑا معرکہ ہوا۔ مجاہدین نے فوجی علاقے پشتون باغ میں بٹالین ہیڈ کوارٹر کو نشانہ بنایا۔

ایجنسی افغان پریس کے ذرائع کی اطلاعات کے مطابق ۹ جولائی کی صبح اس کارروائی میں راکٹوں کی بوچھاڑ سے فوجی تنصیبات کے علاوہ ایک بیرک ملبے کا ڈھیر بن گئی۔ تیز رفتار حملے میں بٹالین کمانڈر عبدالواسع سمیت آٹھ کٹھ پتلی فوجی ہلاک ہو گئے۔ جن کا تعلق بٹالین نمبر ۳۰۳ سے تھا۔

بتایا گیا ہے کہ اگلے روز روسی طیاروں نے متاثرہ علاقے کی دیہی آبادیوں پر انتقامی بمباری کی۔ جس سے بیس نہتے شہری جان بحق اور پچاس سے زائد زخمی ہو گئے۔ جب کہ بارہ مکانات تباہ ہو گئے۔ ایک اور اطلاع کے مطابق جنوبی افغان صوبے ہلمند میں مجاہدین نے ۴ جولائی کو صوبائی ہیڈ کوارٹر لشکر گاہ میں اسلحے کا ڈپو میزائلوں سے اڑا دیا۔ اسی روز شام کے وقت مجاہدین نے ایک حفاظتی چوکی پر یلغار کر کے ایک ٹینک اور بکتر بند گاڑی تباہ کر دی۔ اس معرکے میں چودہ روسی کٹھ پتلی فوجی ہلاک و زخمی اور دو مجاہد شہید ہو گئے۔ چھاپہ مار کارروائی کے دوران اغارہ کلاشنکوف رائفلوں اور ایک جیپ پر مجاہدین نے قبضہ کر لیا۔

افغانستان کے اسی فیصد رقبے پر مجاہدین قابض ہیں، نجیب کا اعتراف

افغانستان کی کٹھ پتلی انتظامیہ کے سربراہ ڈاکٹر نجیب نے اعتراف کیا ہے کہ مجاہدین افغانستان کے اسی فیصد رقبے پر قابض ہیں۔ افغان دارالحکومت کابل میں غیر جانبدار تحریک کے بعض رکن ممالک کے صحافیوں کی کانفرنس کے موقع پر اخبار نویسوں سے خطاب کے دوران ڈاکٹر نجیب نے نائیجیریا کے ایک صحافی کے سوال کا جواب دیتے ہوئے کہا کہ افغانستان کا تین چوتھائی رقبہ پہاڑوں اور صحراؤں پر مشتمل ہے انہوں نے کہا کہ "ہمارے دشمن پہاڑوں صحراؤں اور غیر آباد علاقوں پر کنٹرول رکھتے ہیں۔ جو افغانستان کے رقبے کا اسی فیصد حصہ بنتا ہے۔

یہ امر قابل ذکر ہے کہ تحریک مزاحمت کے قائدین مسلسل دعویٰ کرتے ہیں کہ افغانستان کے اسی فیصد علاقے مجاہدین کے کنٹرول میں ہیں اور کٹھ پتلی کابل انتظامیہ کے سربراہ نے افغان رہنماؤں کے دعوے کی تصدیق کر دی ہے۔

صوبہ ہلمند میں روسی فوجی دستے پر مجاہدین کا حملہ، تیز رفتار کارروائی میں بارہ روسی کٹھ پتلی فوجی ہلاک و زخمی ہو گئے

افغانستان کے جنوبی صوبے ہلمند میں مجاہدین نے قندہار ہرات شاہراہ پر واقع قصبے گرشک کے نزدیک روسی کٹھ پتلی دستے کو گھیر لیا جو مجاہدین کے ٹھکانوں کی طرف پیش قدمی کر رہا تھا۔ بتایا گیا ہے کہ روسی کٹھ پتلی دستے کی آمد سے باخبر گھات لگائے مجاہدین نے راکٹوں کی

بوچھاڑ کر دی جس سے ایک ٹینک اور ایک ٹرک تباہ ہو گیا۔ حملے کے دوران فوجی دستے کی حفاظت کے لئے آنے والے روسی ہیلی کاپٹروں نے بمباری کی۔ جس کے نتیجے میں دو مجاہد شہید اور سات زخمی ہو گئے۔ شدید بمباری کے پیش نظر مجاہدین فوجی دستے کی چھوڑی ہوئی پندرہ کلاشنکوف رائفلیں سمیت کہ عقب نشینی اختیار کر گئے

صوبہ ننگرہار میں روسی طیارہ تباہ کر دیا گیا۔ چھاپہ مار کاروائی کے دوران پانچ مجاہد شہید

افغانستان کے مشرقی صوبے ننگرہار میں مجاہدین نے جلال آباد کے نزدیک چپر ہار کے علاقے میں ایک روسی طیارہ مار گرایا۔ اسی علاقے میں حفاظتی چوکی پر حملے کے دوران آٹھ روسی کٹھ پتلی فوجی ہلاک اور پانچ مجاہد شہید ہو گئے باخبر ذرائع نے بتایا ہے کہ ۹ر جولائی کو روسی مگ طیاروں نے چپر ہار قصبے کے نزدیک مجاہدین کے مرکز پر بمباری کی جن میں سے ایک طیارہ اینٹی ایر کرافٹ گن کا نشانہ بن گیا۔ روسی طیارہ ازغو کے مقام پر گر کر تباہ ہو گیا۔ جس کا پائلٹ اور دیگر عملہ مارا گیا۔ مجاہدین طیارے کے ملبے سے دو ہلکی مشین گنیں سمیت کہ اپنے مرکز کی طرف نکل گئے اگلے روز مجاہدین نے سلطان پور کی حفاظتی چوکی پر حملہ کیا۔ خونریز معرکے میں ہاوان توپ کے پھٹنے سے کمانڈر معلم احمد خان، ان کے نائب ہاشم خان اور تین دیگر مجاہدین شہید ہو گئے۔

صوبہ پکتیا میں فوجی سامان رسد کا ذخیرہ تباہ کر دیا گیا۔ جلال آباد کے نزدیک چھاپہ مار کاروائی میں حکمران جماعت کے آٹھ عہدے دار ہلاک

۱۸ر جولائی (آئرلینڈ افغان) افغانستان کے صوبے پکتیکا میں جہاں صوبائی ہیڈ کوارٹر شرنہ کے نزدیک گذشتہ دنوں روسی طیارہ تباہ کر دیا گیا تھا۔ مجاہدین نے سرحدی چھاؤنی اور گون میں فوجی سامانِ رسد کا ذخیرہ تباہ کر دیا ہے ایکمینی افغان پریس کے ذرائع نے اطلاع دی ہے کہ مجاہدین نے ۵ر جولائی کو اور گون چھاؤنی پر میزائلوں سے حملہ کیا۔ جس سے ایک پختہ مورچہ تباہ اور فوجی سامان رسد کا گودام نذرِ آتش ہو گیا۔ اسی روز مجاہدین نے اور گون کے نزدیک قلعہ نیک محمد خان کے مقام پر حفاظتی چوکی پر راکٹ برسائے۔ جہاں ایک آئل ٹینکر تباہ اور حفاظتی چوکی کی عمارت شدید متاثر ہوئی۔ اس کاروائی میں تین کٹھ پتلی فوجی ہلاک بتائے گئے ہیں دریں اثنا صوبہ ننگرہار میں جلال آباد کے نزدیک چپر ہار قصبے میں مجاہدین نے حکمران جماعت کے دفتر پر بمبار کر دی۔ ۱۱ر جولائی کو چھاپہ مار حملے کے دوران آٹھ عہدے دار ہلاک اور زخمی ہو گئے۔ یاد رہے کہ دو روز قبل مجاہدین نے چپر ہار قصبے کے نزدیک اپنے مرکز پر بمباری کرنے والے طیاروں میں سے ایک ہوائی جہاز مار گرایا تھا۔

صوبہ نیمروز میں فوجی قافلے پر مجاہدین کا حملہ

ایران اور پاکستان کی سرحد سے ملنے والے افغانستان کے بلوچ اکثریتی صوبے نیمروز میں مجاہدین نے صوبائی ہیڈ کوارٹر کے شمال مشرق کی طرف سب ڈویژنل قصبے فاشن رود آنے والے فوجی قافلے کو گھیر لیا۔ ۲۰ر جولائی کو تیز رفتار حملے میں راکٹوں کے فائر سے فوجی قافلے کا ایک ٹینک اور تین گاڑیاں تباہ اور ان کا عملہ ہلاک ہو گیا۔ ایک گھنٹے کی خونریز جھڑپ کے دوران جس میں چار مجاہد جوابی حملے سے شدید زخمی ہوئے روسی فوجی قافلہ صوبائی ہیڈ کوارٹر کی طرف واپس چلا گیا۔ فاشن رود قصبے میں مجاہدین نے ۲۵ر جون کو فوجی کیمپ پر حملہ کیا تھا۔ جس کے دوران چھ مجاہد شہید اور چودہ افغان فوجی اسلحے سمیت تحریک مزاحمت میں شامل ہو گئے۔

صوبہ ہلمند میں روسی ہیلی کاپٹر تباہ کر دیا گیا

افغانستان کے جنوبی صوبے ہلمند سے جمعیت اسلامی کے ذرائع نے اطلاع دی ہے کہ اس کے مجاہدین نے کمانڈر اخوندزادہ کی قیادت میں ۲۵ر جون کو قلعہ بست قصبے کے نزدیک ایک روسی ہیلی کاپٹر مار گرایا۔ مجاہدین نے اپنے مرکز پر بمباری کرنے والے ہیلی کاپٹر کو طیارہ شکن توپ سے نشانہ بنایا۔ جو عینک کے مقام پر

گر کر تباہ ہو گیا۔ روسی ہیلی کاپٹر کا پائلٹ اور دیگر عملہ ملبے کی زد میں آ کر ہلاک ہو گیا۔

بگرام ایربیس کے نزدیک مجاہدین کی چھاپہ مار کارروائی، صوبہ وردک میں راکٹوں کے فائر سے ایک ٹینک تباہ، دس روسی فوجی ہلاک ہو گئے

افغانستان کے صوبے پروان میں مجاہدین نے روسی فضائیہ کے سب سے بڑے اڈے بگرام کے نزدیک تین حفاظتی چوکیوں پر قبضہ کر لیا۔ ایک اور حملے کے دوران مجاہدین نے صوبہ وردک میں فوجی قافلے کو نشانہ بنایا۔ جس کا ایک ٹینک تباہ اور دس روسی فوجی ہلاک ہو گئے

ایکسٹی افغان پریس کے ذرائع کی اطلاعات کے مطابق مجاہدین نے بگرام ایربیس کے نزدیک رباط اور قول آسیاب کے مقام پر حفاظتی چوکیوں پر یلغار کی۔ ۲۸ جون کی اس کاروائی میں دن بھر کی جدوجہد کے بعد مجاہدین تین حفاظتی چوکیوں پر قبضہ کرنے میں کامیاب ہو گئے جہاں متعدد روسی کٹھ پتلی فوجی ہلاک اور دو مجاہد فضل الرحمان اور عیدی محمد خان شہید ہوئے۔ حفاظتی چوکیوں سے اسلحے اور گولہ بارود کی بھاری مقدار مجاہدین کے ہاتھ آئی جو فرار ہونے والے فوجی دستے وہاں چھوڑ گئے تھے۔ ادھر صوبہ وردک میں مجاہدین نے ۲۴ جون کی صبح قندھار جانے والے امدادی دستے کو سالدو کے مقام پر گھیر لیا۔ مجاہدین نے راکٹ برسا کر روسی دستے کے دو ٹینک تباہ کر دیئے۔ جن کا عملہ ہلاک ہو گیا۔ اس معرکے میں چار روسی فوجی گرفتار کر لئے گئے۔ تیز رفتار حملے کے بعد امدادی دستے کی حفاظت پر متعین روسی طیاروں نے سالدو اور ملی خیل کی دیہی آبادیوں پر انتقامی بمباری کی جس سے دو نہتے افغان شہری شہید اور دس زخمی ہو گئے۔

کابل شہر میں ہونے والے دھماکے

نجیب کارل کشمکش کا شاخسانہ ہیں

افغان مجاہدین شہری آبادیوں میں بزدلانہ دھماکوں پر یقین نہیں رکھتے افغان رہنما

۲۱ جولائی۔ کابل شہر میں ہونے والے دھماکے کٹھ پتلی عکمران ٹولے کے درمیان کش مکش اقتدار کا نتیجہ ہیں جو ان دنوں نجیب اور کارمل کے حامیوں کے درمیان زوروں پر ہے۔ مجاہدین کی تنظیموں کے اعلیٰ عہدے داروں نے خبر میں بتایا گیا ہے کہ مجاہدین شہری آبادیوں اور کاروباری مراکز کو نشانہ نہیں بناتے بلکہ شہروں کا ان کا ہدف فوجی تنصیبات کے علاوہ روسی اور کٹھ پتلی فوجی و سول حکام ہوتے ہیں۔ مجاہدین اس طرح کے بزدلانہ دھماکوں پر یقین نہیں رکھتے انہوں نے کہا کہ روسی قبضے کے خلاف تحریک مزاحمت میں پوری قوم ہمارے ساتھ ہے اور کابل کے باشندے نہ صرف شہری محاذ سنبھالے ہوئے ہیں بلکہ رسد اور اطلاعات کا کام رضاکارانہ طور انجام دیتے ہیں۔ مجاہد رہنماؤں کا کہنا ہے کہ کابل کے سرکاری رہائشی علاقے کارتہ پروان میں دھماکہ نجیب کارمل کشمکش کا شاخسانہ ہے جس کے باعث اقتدار سے محرومی کے بعد کارمل کو نظربند رکھا گیا اور بعد ازاں روسی حکام نے اسے "علاج" کی خاطر ماسکو بھیج دیا۔ افغانستان سے متعلق باخبر حلقوں نے یہ امکان بھی ظاہر کیا ہے۔ کہ ڈاکٹر نجیب نے گذشتہ دنوں حفیظ اللہ امین کے حامی جن خلقیوں کو رہا کر کے اپنے ساتھ ملانے کی کوشش کر رہے ہیں وہی ان دھماکوں کے ذمہ دار ہیں۔ کیونکہ نجیب کی سربراہی میں خفیہ محکمہ "خاد" سات برس تک ان پر بدترین مظالم ڈھاتا رہا ہے۔

صوبہ غور میں فوجی قافلے پر مجاہدین کا حملہ

وسطی افغانستان کے صوبے غور سے ملنے والی اطلاعات کے مطابق مجاہدین نے ۱۸ جولائی کو صوبائی ہیڈ کوارٹر چیچران کے جنوب کی سمت سب ڈویژنل قصبے نبوارہ کے نزدیک فوجی قافلے پر راکٹوں سے حملہ کیا۔ دو گھنٹے کی خونریز جھڑپ کے بعد فوجی قافلہ ایک ٹینک اور ایک گاڑی کا ملبہ چھوڑ کر تقریباً پندرہ لاشیں اور زخمی لئے فرار ہو گیا۔ جب کہ ایک جیپ میں سوار بارہ افغان فوجی اسلحے سمیت مجاہدین سے آملے۔ روسی ہیلی کاپٹروں کی بمباری سے چار مجاہد شہید اور اٹھارہ زخمی ہو گئے۔

صوبہ تخار میں روسی فوجی ہیڈ کوارٹر پر مجاہدین کا قبضہ، خونریز جھڑپ کے دوران چودہ روسی کٹھ پتلی فوجی ہلاک ایک سو دس گرفتار کر لئے گئے

روسی سرحد سے ملنے والے افغانستان کے شمالی صوبے تخار میں مجاہدین نے صوبائی صدر مقام طالقان سے پانچ کلومیٹر جنوب کی طرف کٹھ پتلی فوج کے بٹالین ہیڈ کوارٹر پر قبضہ کر لیا۔

جمعیت اسلامی کے ذرائع نے اطلاع دی ہے کہ اس کے مجاہدین نے ۷ جولائی کو کمانڈر محمد دوم عبداللہ کی سرکردگی میں طالقان اور چال کے درمیانی علاقے بٹالین ہیڈ کوارٹر پر دھاوا بول دیا۔ جو دریائے آمو کے پار مجاہدین کی کاروائیوں کے بعد قائم کیا گیا تھا۔ راکٹوں اور میزائلوں کی یلغار سے فوجی ہیڈ کوارٹر میں متعین روسی دستے زیادہ دیر مزاحمت نہ کر سکے اور دو گھنٹوں کی خونریز جھڑپ کے بعد طالقان کی طرف بھاگ نکلے۔

مجاہدین نے فرار ہونے والے ایک سو دس کٹھ پتلی فوجی گرفتار کر لئے جب کہ چودہ روسی کٹھ پتلی فوجی ہلاک اور تین مجاہد شہید بتائے گئے ہیں۔

فوجی ہیڈ کوارٹر پر قبضہ کرنے کے بعد وہ بھاری توپیں پانچ مشین گنیں اور ستر کلاشن کوف رائفلوں کے علاوہ بھاری مقدار میں گولہ بارود مجاہدین کے ہاتھ آیا۔

یاد رہے کہ ۱۲ جون کو روسی فوج سرحدی قصبے رستاق میں حزب اسلامی کے مرکز پر قبضہ کرنے میں ناکام رہی تھی۔ جہاں روسی مقبوضہ ریاست تاجکستان میں مجاہدین کی کاروائیوں کے بعد بھاری تعداد میں روسی دستے لائے گئے ہیں۔

صوبہ بدخشان میں روسی سرحد پر فوجی کیمپ کا صفایا، خونریز تصادم میں کیمپ کمانڈر سمیت آٹھ روسی فوجی ہلاک ہو گئے

پاکستان، چین اور روس سے ملنے والے افغانستان کے انتہائی شمال کی طرف صوبے بدخشان میں جمعیت اسلامی کے مجاہدین نے دریائے آمو پر واقع سرحدی قصبے دروازہ کے فوجی کیمپ کا صفایا کر دیا تاخیر سے ملنے والی اطلاعات کے مطابق کمانڈر عبدالقدیر کی قیادت میں مجاہدین نے ۱۴ جون کو سرحدی قصبے دروازہ میں فوجی کیمپ پر راکٹوں سے حملہ کیا اچانک حملے سے بوکھلا کر فوجی کیمپ میں متعین دستہ مزاحمت کئے بغیر بھاگ نکلا۔ تاہم کیمپ کا کمانڈر محمد سردار خان اور سات دیگر فوجی مارے گئے۔

کابل کے نزدیک چھاپہ مار کاروائی میں ایک کمانڈر سمیت بارہ کٹھ پتلی فوجی گرفتار

روسی طیاروں کی انتقامی بمباری سے تین مجاہد، سات شہری شہید ہو گئے

۶ جولائی۔ افغان دارالحکومت کابل کے علاقے شکردرہ میں چھاپہ مار کاروائی کے دوران ایک کمانڈر سمیت بارہ کٹھ پتلی فوجی گرفتار کر لئے گئے۔ انجمنی افغان پریس کے ذرائع نے بتایا ہے کہ جمعیت اسلامی کے مجاہدین نے کمانڈر ڈاکٹر خان آغا کی قیادت میں ۲۶ جون کو کابل سے پندرہ کلومیٹر شمال کی طرف قلعہ سفید کے مقام حفاظتی چوکی پر حملہ کیا۔ اس کاروائی میں دو کٹھ پتلی فوجیوں کی ہلاکت کے بعد دیگر فوجی بھاگ کھڑے ہوئے۔ تاہم حفاظتی چوکی کے کمانڈر عبدالوکیل سمیت بارہ کٹھ پتلی فوجی مجاہدین کے قابو آ گئے۔ مجاہدین حفاظتی چوکی سے چودہ کلاشن کوف رائفلیں، گولہ بارود کی بھاری مقدار اور سامان رسد سمیت کر گرفتار کٹھ پتلی فوجیوں کے ساتھ اپنے ٹھکانوں کی طرف نکل گئے۔

ادھر شاہراہ سالانگ پر سالانگ درے کے نزدیک جمعیت اسلامی کے مجاہدین نے اپنے مرکز پر روسی دستوں کا حملہ ناکام بنا دیا اطلاعات کے مطابق دن بھر کی مزاحمت کے بعد حملہ آور جو ایک ٹینک اور تین ٹرکوں کا ملبہ چھوڑ کر آٹھ لاشیں لئے چار یکار کی طرف بھاگ نکلے۔ فوجی دستوں کی پسپائی اختیار کرتے ہی روسی طیاروں نے بمباری کر دی۔ جس کے نتیجے میں تین مجاہد اور سات افغان شہری شہید ہو گئے۔ بمباری سے چودہ مکانات ملبے کا ڈھیر بن گئے۔

صوبہ غزنی میں مجاہدین کی چھاپہ مار کاروائیاں

صوبہ غزنی سے ملنے والی اطلاعات کے

اور بھاگتے ہوئے دشمن کو للکار کر ہرنوں کا شیروں کی طرح شکار کرتے ہیں۔ وہ ممالک جو پہلے افغان جہاد کے متعلق ناواقف اور بے علم تھے۔ اب انہوں نے بھی مان لیا ہے کہ واقعتاً افغان مسلمان عوام اپنی آزادی کی جنگ لڑ رہے ہیں۔ افغان مجاہدین کو اپنے جہاد کے ابتدائی دنوں میں جن خورد و نوش اور سامان حرب کی ضرورت تھی۔ لیکن اب وہ صورت حال باقی نہیں رہی ہے۔ بین الاقوامی سطح پر افغان جہاد کو دنیا کے مہذب اور صلح دوست اقوام نے تسلیم کر لیا ہے۔ لیکن روسیوں اور ان کے پٹھوؤں نے اپنے دونوں پاؤں ایک موزے میں ڈال دیتے ہیں اور عالمی رائے عامہ کی پرواہ کئے بغیر وہ اپنے مذموم عزائم کو کامیاب بنانے کے لیے طرح طرح کے ہتھکنڈے استعمال کر رہے ہیں۔ لیکن ہمارا ایمان ہے کہ ان کے یہ حربے ہرگز کارگر ثابت نہ ہوں گے اور ہمارا فیصلہ میدان جہاد ہی میں ہو کر رہے گا

یہاں یہ کہنا بے جا نہ ہوگا:

باکسے کہ اللہ باشد مقام او بالا باشد

افغان مجاہدین نے صرف اللہ کی رسی کو خلوص و صدق سے تھامے ہوئے جہاد فی سبیل اللہ کا راستہ اختیار کر رکھا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اللہ تبارک و تعالیٰ ہمیشہ ان کی امداد فرما رہا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے جس طرح غزوۂ بدر اور غزوۂ خندق میں مجاہدین کی امداد کی اور تیز و تند آندھی کے ذریعہ کفار کے خیموں کو اکھاڑ پھینکا اور ان کی زرد قوت کو تار تار کر دیا۔ ہمارا پختہ یقین ہے کہ اس طرح روسی وحشی درندوں کا بھی خاتمہ کر کے افغان مجاہد عوام کی امداد فرمائے گا۔

ہمارا اٹل فیصلہ ہے کہ اپنے اعلیٰ و ارفع مقصد کی خاطر، جو افغانستان کی آزادی اور وہاں اسلامی حکومت کا قیام ہے۔ اپنے خون کا آخری قطرہ تک غاصب اور جارح دشمن کے خلاف ڈٹ کر مقابلہ کریں گے اور اس اعلیٰ مشن میں اللہ تعالیٰ ہمارا یار و مددگار رہے گا۔

انشاء اللہ وہ دن دُور نہیں جب ہم اپنے مقاصد میں کامیاب اور کامران ہو کر اپنے آنے والی نسلوں کے لیے اپنی تاریخ کو تابناک اور ان کی زندگی کی تاریکیوں کو اپنے خون کے چراغوں سے روشن کر دیں گے اور جہاد افغانستان میں وہی کردار ادا کریں گے۔ جو ہمارے آباء اور اجداد نے افغانستان پر ہر بیرونی حملہ آور کے خلاف ادا کیا تھا۔

ہمارا مذہب، ہماری عزت اور ہماری روایات ہمیں قطعاً یہ اجازت نہیں دیتے کہ ہم کسی بھی جارح اور بیرونی حملہ آور کو اپنے خاک پاک پر نہ تو (باقی صفحہ ۱۸ پر)

مطابق مجاہدین نے ۱۱ جولائی کو سبز وزیرنل قصبے خواجہ عمری پر گولہ باری کی جس سے ایک سرکاری عمارت شدید متاثر ہوئی۔ اس کارروائی میں کم از کم تین کٹھ پتلی فوجی ہلاک ہو گئے۔ اگلے روز حزب اسلامی کے مجاہدین نے کابل قندھار شاہراہ پر واقع مقر قصبے کے نزدیک گشتی فوجی دستے پر راکٹ برسائے۔ راکٹوں کے فائر سے ایک ٹینک تباہ ہو گیا۔ اچانک حملے کے باعث فوجی دستہ مزاحمت کئے بغیر غزنی کی طرف بھاگ نکلا۔

قندھار شہر کے نواح میں روسی طیاروں کی نیپام بموں سے بمباری۔ آزاد علاقوں میں کھڑی فصلیں اور باغات تباہ ہو گئے

۲۵ جولائی۔ افغانستان کے شہر قندھار کے نواح میں آٹھ ہفتوں تک جاری رہنے والی ناکام فوجی کارروائی کے بعد قابض روسی حکام نے ڈنڈ اور پنجوائی کے علاقوں میں مجاہدین کے ٹھکانوں اور دیہی آبادیوں پر بم برسائے ہیں۔

ایجنسی افغان پریس کے ذرائع نے اطلاع دی ہے کہ روسی مگ طیاروں نے ۱۸ جولائی کو قندھار شہر کے مضافاتی علاقے ڈنڈ اور جنوب مغرب کی طرف واقع سبز ڈویژنل قصبے پنجوائی کے نزدیک نیپام بم گرائے۔ روسی بمباری سے کھڑی فصلیں اور پھلوں کے باغات جل کر راکھ ہو گئے۔ جب کہ درجنوں مکانات ملبے کا ڈھیر بن گئے۔

قندھار سے ملنے والی اطلاعات میں نیپام بموں کی بمباری سے جانی نقصان کا ذکر نہیں کیا گیا۔

قندھار شہر کے نواحی علاقوں ارغنداب اور ڈنڈ میں گذشتہ ۲۲ مئی سے بڑے پیمانے پر فوجی کارروائی کا آغاز ہوا تھا جس کے دوران روسی کٹھ پتلی دستوں کو بھاری جانی و مالی نقصان کے علاوہ تیرہ جنگی طیاروں سے محروم ہونا پڑا۔

یہ خبر پہلے ہی دی جا چکی ہے کہ روسی دستے ۱۰ جولائی کو جنگ زدہ علاقوں سے پسپا ہو کر قندھار چھاؤنی واپس چلے گئے۔

افغان دارالحکومت کابل میں سخت حفاظتی اقدامات

رات کے وقت گشتی دستوں کی تعداد چار گنا بڑھا دی گئی

افغان دارالحکومت کابل میں کے مشرقی حصوں میں روسی دستوں اور مجاہدین کے درمیان شدید جھڑپیں ہوئی ہیں قابض روسی حکام نے حفاظتی اقدامات سخت کر دیئے ہیں۔

اطلاعات کے مطابق رات کے وقت گشت کرنے والے دستوں کی تعداد چار گنا ہو چکی ہے۔ اور کابل شہر میں جگہ جگہ ٹینک اور بکتر بند گاڑیاں نظر آتی ہیں۔

یہ امر قابل ذکر ہے کہ نام نہاد جنگ بندی کے بعد کٹھ پتلی انتظامیہ نے گذشتہ آٹھ برسوں سے کابل میں نافذ رات کا کرفیو اٹھا دیا تھا تاہم چند دنوں میں کٹھ پتلی انتظامیہ اپنا فیصلہ بدلنے پر مجبور ہو گئی۔

صوبہ بغلان میں حفاظتی چوکیوں پر حملے۔ چار یکار کے نزدیک خاد کا اعلیٰ اہلکار مارا گیا

کابل سے ۲۲۹ کلو میٹر دور شمال کی سمت صوبہ بغلان کے شاہراہ سالانگ پر واقع سبز ڈویژنل قصبے پل خمری کے نزدیک افغان مجاہدین نے ۹ جولائی کو کمانڈر نور جان کی قیادت میں دو حفاظتی چوکیوں پر حملے کئے۔

حاجی درویش کے مقام نشانہ بننے والی ان چوکیوں سے اٹھارہ کٹھ پتلی فوجی گرفتار کرنے کے علاوہ بھاری مقدار میں اسلحہ اور گولہ بارود مجاہدین کے ہاتھ آیا

ایک اور اطلاع کے مطابق مجاہدین نے ۱۴ جولائی کو صوبائی ہیڈ کوارٹر چاریکار کے نزدیک ایک فوجی جیپ پر خود کار ہتھیاروں سے فائرنگ کی۔ جس میں سوار خاد کا اعلیٰ اہل کار محمد الدین اور دو کٹھ پتلی فوجی ہلاک ہو گئے۔

فائرنگ کی بوچھاڑ سے فوجی جیپ بھی ناکارہ ہو گئی

قندہار شہر کے نزدیک نیپام بموں کے بعد کیمیائی گیس کا استعمال

دیہی آبادیوں کے افراد آنکھوں اور جلدی امراض میں مبتلا ہو گئے

۲۷ جولائی۔ افغانستان میں قابض روسی حکام نے قندہار شہر کے مضافاتی علاقے ارغنداب میں نیپام بموں کے بعد کیمیائی گیس استعمال کی ہے۔ جس سے سینکڑوں افراد آشوب چشم اور جلدی امراض کا شکار ہو گئے ہیں۔

ایجنسی افغان پریس کے ذرائع نے گزشتہ تین ماہ کے دوران دوسری بار کیمیائی گیس استعمال کرنے کی تفصیلات دیتے ہوئے بتایا ہے کہ روسی طیاروں نے ۲۰ جولائی کی صبح ارغنداب کے علاقے دیہی آبادیوں پر کیمیائی گیس کے بم گرائے۔

کیمیائی گیس سے بارہ دیہات متاثر ہوئے جہاں سینکڑوں افراد بینائی کی تکلیف ہونے کے ساتھ جلدی امراض میں مبتلا ہو گئے ہیں۔

یاد رہے کہ ڈنڈ اور ارغنداب کے علاقوں میں حالیہ فوجی کاروائی کے دوران روسی حکام نے مئی کے آخری ہفتے کیمیائی گیس استعمال کی تھی تاہم ان دنوں شدید بارش کے نتیجے میں افغان عوام نقصان سے محفوظ رہے۔

فرانس سے تعلق رکھنے والے دو صحافیوں نے جو قندہار کے جنگ زدہ علاقوں کا دورہ کر کے کوئٹہ پہنچے ہیں۔ کیمیائی گیس کے استعمال کی تصدیق کی ہے۔ یہ امر قابل ذکر ہے کہ ۱۸ جولائی کو روسی طیاروں نے ڈنڈ اور پنجوائی کے علاقوں پر نیپام بم برسائے۔ جس کے نتیجے کھڑی فصلیں اور پھلوں کے باغات تباہ ہو گئے۔

صوبہ پکتیا میں جنرل بخیب کے آبائی گاؤں پر مجاہدین کا حملہ

صوبہ پکتیا سے ملنے والی اطلاعات کے مطابق مجاہدین نے ۱۴ جولائی کو کٹھ پتلی کابل انتظامیہ کے سربراہ جنرل بخیب کے آبائی گاؤں سیدکرم کی حفاظتی چوکی پر راکٹوں سے حملہ کیا۔ جس کے دوران آٹھ کٹھ پتلی فوجی ہلاک و زخمی ہو گئے۔ اسی کاروائی میں ایک ٹینک ناکارہ بنا دیا گیا۔

اسی روز مجاہدین نے ایک اور چوکی کو نشانہ بنایا۔ قبل ازیں ۱۲ جولائی کی صبح جہاد دال فرنٹ کے مجاہدین نے دو خگی کے علاقے میں فوجی کیمپ پر راکٹ برسا کر ایک بھاری گاڑی اور ایک آئل ٹینکر اڑا دیا۔

چھاپہ مار حملے کے بعد روسی دستوں نے مجاہدین کے مرکز پر گولہ باری کی تاہم مجاہدین نقصان سے محفوظ رہے۔

قندہار شہر کے نواحی علاقوں میں جنگ جاری ہے۔ تین ہفتوں کی لڑائی میں ۲۳۵ روسی فوجی ہلاک ہوئے

افغانستان کے دوسرے بڑے شہر قندہار کے نواحی علاقوں ارغنداب اور ڈنڈ میں مجاہدین اور روسی کٹھ پتلی دستوں کے درمیان خونریز جھڑپیں جاری ہیں

ایک افغان رہنما نے ایجنسی افغان پریس کے نمائندے کو بتایا کہ تین ہفتوں کی لڑائی میں دو سو پینتیس روسی فوجی ہلاک اور آٹھ سو سے زائد زخمی ہوئے۔ ہلاک ہونے والوں میں کٹھ پتلی دستوں کا ایک اعلیٰ افسر ایوب صدیقی بھی شامل ہے

افغان رہنما نے کہا کہ قابض روسی حکام مجاہدین کے خلاف فوجی کاروائی کے دوران سو سے زائد ٹینکوں، بکتر بند گاڑیوں، ٹرک اور جیپوں سے محروم ہو گئے۔ جب کہ ڈھائی ہزار افغان فوجی مجاہدین سے آملے۔

افغان رہنما کے مطابق قندہار کے سرحدی قصبے سپین بلاک کے نزدیک ۲۸ جون کے تصادم میں بیس روسی فوجی ہلاک و زخمی اور دو ٹینک تباہ ہو گئے۔

افغانستان کے صوبے غزنی میں مجاہدین کی چھاپہ مار کاروائیوں کے نتیجے ایک ٹینک اور چار گاڑیاں تباہ جبکہ دو کٹھ پتلی فوجی گرفتار کر لئے گئے۔ ایجنسی افغان پریس کے ذرائع نے بتایا ہے کہ مجاہدین نے ۳ راگست کو سب ڈویژنل قصبے آب بند کے نزدیک گشتی فوجی دستے پر راکٹوں سے حملہ کیا۔ تیز رفتار کاروائی میں راکٹوں کے فائر سے دو گاڑیاں نشانہ بن گئیں جن میں سوار پانچ روسی کٹھ پتلی فوجی ہلاک اور گیارہ زخمی ہو گئے۔ مجاہدین ردی دستے کی آمد سے قبل نقصان اٹھائے بغیر اپنے ٹھکانوں کی طرف نکل گئے۔ ادھر شش گاٹھ اور دھانہ شیر کے درمیانی علاقے میں مجاہدین کی نصب کردہ بارودی سرنگیں پھٹنے سے تلاشی لینے والے فوجی دستے کا ایک ٹینک اور دو گاڑیاں ملبے کا ڈھیر بن گئیں۔ بھاری جانی و مالی نقصان سے بوکھلا کر فوجی دستہ بھاگ نکلا تاہم دو کٹھ پتلی فوجی مجاہدین کے قابو آ گئے۔

صوبہ وردک میں حفاظتی چوکی پر مجاہدین کا قبضہ چوکی کمانڈر سمیت دس کٹھ پتلی فوجی ہلاک سات مجاہد زخمی ہو گئے

افغان دارالحکومت کابل کے مغرب کی طرف صوبہ وردک کے ہیڈ کوارٹر میدان شہر کے نزدیک مجاہدین نے ۵ راگست کو کمانڈر کیپٹن ارمان اللہ کی قیادت میں ورک کمر بوڈی کے مقام حفاظتی چوکی پر قبضہ کر لیا۔ اطلاعات کے مطابق مجاہدین کی اچانک یلغار سے حفاظتی چوکی کا عملہ مزاحمت نہ کر سکا جہاں راکٹوں کی بوچھاڑ میں چوکی کا کمانڈر لیفٹیننٹ خان جان اور نو دیگر فوجی مارے گئے۔ اسی روز ترخ کے علاقے میں مجاہدین نے روسی دستے کی ایک بکتر بند گاڑی اڑا دی جس کا عملہ ہلاک ہو گیا۔ اسی معرکے میں دو مشین گنیں تباہ اور آٹھ کلاشنکوف رائفلوں پر مجاہدین نے قبضہ کر لیا۔ (اڈانس افغان)

صوبہ پروان میں نیا ہوائی اڈہ تعمیر کرنے کیلئے روسی حکام کے اقدامات مجاہدین کی چھاپہ مار کاروائی کے دوران سروے پارٹی کے پندرہ ارکان ہلاک ہو گئے

لندن ۹ راگست (اڈانس افغان) افغان دارالحکومت کابل کے شمال کی طرف صوبہ پروان کے ہیڈ کوارٹر چارکار کے نزدیک قابض روسی حکام نیا ہوائی اڈہ تعمیر کرنے کے اقدامات کر رہے ہیں۔ اطلاعات کے مطابق مجاہدین نے معجزہ ہوائی اڈے کی تعمیر کے لئے بگرام سے آنے والی سروے پارٹی پر حملہ کیا جس میں پندرہ روسی ماہرین اور فوجی ہلاک ہو گئے حزب اسلامی کے ذرائع کا کہنا ہے کہ لغمان فرنٹ سے تعلق رکھنے والے مجاہدین نے ۷ راگست کو روسی فوجی دستے پر راکٹوں سے یلغار کی جو روسی فوجی ماہرین کو اپنی حفاظت میں لئے چارکار جا رہا تھا۔ روسی فوجی ماہرین کی آمد کے بارے تحریک مزاحمت کے ہمدرد سرکاری افغان اہلکاروں نے مجاہدین کو باخبر کیا تھا جس پر مجاہدین نے کامیاب کارروائی کر کے جانی نقصان کے علاوہ فوجی دستے کے دو ٹینک تباہ کر دیئے۔ اطلاعات کے مطابق روسی روند مجاہدین نے لغمانی کے مقام حفاظتی چوکی کو نشانہ بنایا جہاں حکمران جماعت کا ایک عہدے دار شناسی نامی ہلاک ہو گیا۔ بتایا گیا ہے کہ صوبیان کے علاقے میں مجاہدین نے گشتی دستے کی ایک جیپ اڑا دی جس میں سوار تین روسی فوجی مارے گئے۔ مجاہدین نے ہلاک ہونے والے روسی فوجیوں کے اسلحے پر قبضہ کر لیا۔

غفار خان کی شاہ امان اللہ کے مقبرے کے احاطے میں تدفین۔ کٹھ پتلی انتظامیہ نے جلال آباد میں متبادل انتظامات کر لئے

افغانستان کی کٹھ پتلی انتظامیہ نے جلال آباد کا علاقہ سراج العمارت محفوظ قرار دیکر عام لوگوں کے خالی کرا لیا ہے جہاں افغانستان کے سابق شاہ امان اللہ کا مقبرہ واقع ہے۔ ایجنسی افغان پریس کے ذرائع نے اطلاع دی ہے کہ یہ اقدامات سرحدی گاندھی عبدالغفار خان کی تدفین کے سلسلے کئے جا رہے ہیں۔ جنہیں باور کیا جاتا ہے کہ شاہ امان اللہ کے مقبرے کے احاطے میں دفن کیا جائے گا۔ اطلاعات کے مطابق متبادل انتظامات حفاظتی نقطہ نظر سے کئے جا رہے ہیں۔ یہ امر قابل ذکر ہے کہ شاہ امان اللہ کے مقبرے کے علاوہ سرحدی گاندھی کی تدفین کے لئے کٹھ پتلی انتظامیہ نے جلال آباد میں وہ سرکاری عمارت پہلے ہی مخصوص کر رکھی ہے جہاں عبدالغفار خان ٹھہرائے جاتے ہیں۔ یاد رہے کہ کٹھ پتلی انتظامیہ نے ساٹھ ہزار افراد کی رہائش اور خوراک کے انتظامات کئے ہیں۔

صوبہ قندھار کے سب ڈویژنل ہیڈ کوارٹر پر حملہ پندرہ روسی کٹھ پتلی فوجی ہلاک سول اہلکار فرار ہو گئے

افغان حریت پسندوں نے قندھار شہر کے مشرق کی طرف سب ڈویژنل قصبے ارغستان پر ۳ راگست کو میزائلوں سے

قندھار شہر کے نزدیک مجاہدین کی چھاپہ مار کاروائیاں بائیس روسی کٹھ پتلی فوجی ہلاک وزخمی، آٹھ فوجی جیپ سمیت پکڑے گئے

افغان مجاہدین نے قندھار شہر کے نواح اور غند اب اور دیہہ بالغ کے علاقوں میں چھاپہ مار کاروائیاں کیں جن کے دوران بائیس روسی کٹھ پتلی فوجی ہلاک وزخمی اور آٹھ فوجی ایک جیپ سمیت گرفتار کر لے گئے۔ اطلاعات کے مطابق شہری چھاپہ مار مجاہدین کے ایک گروپ نے ۱۷ جولائی کی صبح گشتی دستے کی ایک جیپ کو گھیر لیا۔ ان پر آٹھ روسی کٹھ پتلی فوجی سوار تھے ان فوجیوں نے مزاحمت کئے بغیر سپر ڈال دیئے جس کے بعد انہیں آزاد علاقے کی عدالت کے سپرد کر دیا گیا۔ قندھار کے نواحی علاقے دیہہ بالغ میں ۱۷ جولائی کو مجاہدین اور فوجی دستوں کے درمیان خونریز جھڑپ کے نتیجے اٹھارہ روسی کٹھ پتلی فوجی ہلاک وزخمی ہو گئے اس کارروائی میں مجاہدین نے مارٹر اور راکٹ لانچروں کے ذریعے دو ٹینک اور ایک ٹرک تباہ کر دیا۔ دو گھنٹے تک مزاحمت کے بعد روسی کٹھ پتلی دستہ قندھار چھاؤنی کی طرف فرار ہو گیا۔ معلوم ہوا ہے کہ مجاہدین نے ۱۱ جولائی کو قندھار شہر میں جبری طرق کے فوجی مرکز پر حملہ کیا جہاں ایک روسی انسٹرکٹر سمیت چار فوجی مارے گئے۔

صوبہ پروان میں فوجی ہیڈ کوارٹر پر مجاہدین کا حملہ

افغان دارالحکومت کابل کے شمال کی طرف صوبہ پروان کے صدر مقام چارکار کے نزدیک مجاہدین نے راہ حق نے ۸ جولائی کو کمانڈر راستا د فتح محمد خان کی قیادت میں چوب فروشی کے مقام پٹالین ہیڈ کوارٹر پر راکٹوں سے حملہ کیا۔ تیز رفتار حملے کے دوران آٹھ روسی فوجی ہلاک وزخمی ہوئے۔ اگلے روز مجاہدین نے چارکار شہر میں حکمران جماعت کے تین عہدے دار اسلحے سمیت گرفتار کر لئے جو جیپ میں سوار گورنر ہاؤس جا رہے تھے اطلاعات کے مطابق صوفیان کے علاقے میں دو افغان فوجی مجاہدین سے اسلحے جو رپنے ساتھ اسلحے کی بھاری مقدار لائے ہیں۔ قبل ازیں ۹ جولائی کو دولت شاہی کی حفاظتی چوکی کے دو روسی فوجی مجاہدین کی نصب کردہ بارودی سرنگ کا شکار ہو گئے۔ گشتی دستے میں شامل ان فوجیوں کی ہلاکت کے بعد روسی طیاروں نے دیہی آبادیوں پر بمباری کی تاہم اس کے نقصانات کا علم نہیں ہو سکا (ازانی افغان)

پکتیکا میں سرکاری دستوں کی مدد کے لئے آنے والا روسی ہیلی کاپٹر تباہ کر دیا گیا

پروان میں قلعہ خواجہ کی فوجی پر مجاہدین کا قبضہ

مجاہدین نے صوبہ پکتیکا کے علاقے گول میں وھدین کے مورچوں پر حملہ آور روسی گن شپ ہیلی کاپٹر تباہ کر دیا۔ ایجنسی افغان پریس کی اطلاعات کے مطابق حرکت انقلاب اسلامی کے مجاہدین نے علاقے گول میں واقع کٹھ پتلی انتظامیہ کی قائم کردہ نئی حفاظتی چوکیوں پر ۱۱ راگست کو حملہ کیا۔ حملے کی ابتدا میں ایک ٹینک تباہ اور متعدد فوجی ہلاک ہو گئے۔ چھاپہ مار کاروائی کے دوران روسی ہیلی کاپٹروں نے مجاہدین پر بمباری شروع کر دی تاہم ایک ہیلی کاپٹر طیارہ شکن توپ کا نشانہ بن گیا اور عملے سمیت گر کر تباہ ہو گیا۔ فضائی حملوں کی شدت کے باعث مجاہدین اپنی کارروائی ختم کر کے محفوظ علاقے کی طرف نکل گئے۔ ادھر صوبہ پروان میں صوبائی صدر مقام چارکار کے نزدیک مجاہدین نے ۱۳ راگست کو قلعہ خواجہ کی حفاظتی چوکی پر قبضہ کر لیا ہے جہاں چوکی کا کمانڈر بابا خان پانچ کٹھ پتلی فوجیوں سمیت مارا گیا جبکہ دیگر فوجی بھاگ نکلے۔ چند روز قبل ننج درہ میں کٹھ پتلی فوجی کا ایک افسر مجاہدین سے آملا۔ جس کی فراہم کردہ معلومات کی بدولت مجاہدین نے گھات لگا کر ۱۲ راگست کو کشتی فوجی دستے کے دو ٹینک تباہ اور عملہ ہلاک کر دیا۔ چھڑپ کے نتیجے سامان رسد سے لدا ایک ٹرک بھی نشانہ بن گیا۔ جن میں چار فوجی سوار تھے۔

غزنی میں وڈکا کی قلت ہو گئی

افغان حریت پسندوں نے غزنی شہر اور نواح کی چوکیوں کو شراب سپلائی کرنے والی بڑی وین تباہ کر دی اطلاعات کے مطابق یکم اگست کی شام مجاہدین نے غزنی شہر کے نزدیک راکٹ لانچروں کے ذریعے ایک بڑی وین اڑا دی جس سے ہر ہفتے کی شام روسی دستوں کو وڈکا شراب مہیا کی جاتی تھی۔ شراب کے ہفتہ وار کوٹے کی تباہی سے روسی فوجیوں میں کہرام مچ گیا اور غزنی کے روسی کمانڈر نے بذریعہ طیارہ وڈکا کے کوٹے ارسال کرنے کا مطالبہ کیا تاکہ "بین الاقوامی فرائض" ادا کرنے والے روسی دستوں میں بددلی نہ پھیل جائے۔

صوبہ غزنی میں مجاہدین کی چھاپہ مار کاروائیاں پانچ ٹینک و بکتر بند گاڑیاں تباہ دو کٹھ پتلی فوجی گرفتار کر لئے گئے

حملہ کر کے تباہی مچادی۔ اطلاعات کے مطابق میزائلوں کے فائر سے ضلعی ہیڈ کوارٹر کی عمارت کے ساتھ ایک فوجی کیمپ شدید متاثر ہوا۔ جہاں پندرہ روسی کٹھ پتلی فوجی ہلاک اور متعدد زخمی بتائے گئے ہیں۔ اسی کاروائی میں ایک ٹینک اور تین گاڑیاں تباہ ہوگئیں معلوم ہوا ہے کہ اچانک حملے کی تاب نہ لاتے ہوئے قابض روسی حکام اور کٹھ پتلی انتظامیہ کے اہلکار ہیلی کاپٹر کے ذریعے قندھار کی طرف فرار ہوگئے (اڈیٹر لس افغان)

وادئ پنج شیر میں شدید جھڑپیں

کمانڈر مسعود ایک بار پھر سرگرم عمل

دو ہیلی کاپٹر ۲۲ ٹینک اور روسی ایمونیشن ڈپو تباہ ۹۳ فوجی ہلاک

۱۳ مجاہد شہید

وادئ پنج شیر میں جولائی کے آخری دو ہفتوں کے دوران افغان مجاہدین اور روسی۔ کابل کٹھ پتلی دستوں سات بڑے معرکے ہوئے ہیں جن میں فریقین کا بھاری جانی نقصان ہوا ہے جمعیت اسلامی کے ذرائع کے مطابق کمانڈر احمد شاہ مسعود کی سرکردگی میں ہونے والی ان لڑائیوں میں مجاہدین کے مورچوں پہ بمباری کرنے والے دو گن شپ ہیلی کاپٹر تباہ ہوئے جن میں سے ایک ۱۷ جولائی کو پنج شیر اولس والی کے مرکز کے عقب میں گر کر تباہ ہوا جبکہ دوسرا ہیلی کاپٹر ۲۳ جولائی کی صبح حصارک گاؤں کے قریب مجاہدین کی طیارہ شکن توپ کا نشانہ بنا۔ سب سے بڑا معرکہ ۱۸ جولائی کو علاقہ شابہ میں یکہ توت کے مقام پر ہوا جہاں مجاہدین نے روسی۔ کابل فوج کے کیمپ پر حملہ کر کے ۷۶ ایم ایم کی (۲) دو توپیں اور ایمونیشن ڈپو تباہ کر دیا ڈپو میں آدھی رات تک آگ بھڑکتی رہی۔ قابض فوج کو بارہ ٹینکوں اور بکتر بند گاڑیوں سے ہاتھ دھونے پڑے اور چالیس سے زائد فوجی موت کے گھاٹ اتر گئے۔ دوسرا بڑا معرکہ ۳۰ جولائی کے دہانے پر واقع دیہاتی قصبے اوناہ کے قریب لڑا گیا ہوا۔ جہاں مجاہدین نے کمک کے طور پہ آنے والے روسی قافلے کا راستہ روکا اور دس ٹینک تباہ اور کم از کم ۲۱ روسی فوجی ہلاک کر دیئے۔ اسی سے پیشتر ۱۷ جولائی کو شابہ میں فوجی ٹرک ۲۵ کٹھ پتلی فوجی مجاہدین کی بچھائی ہوئی بارودی سرنگ پھٹنے سے مارے گئے۔ ۲۶ جولائی کو مجاہدین نے پیران دیہہ چار کٹھ پتلی فوجی ہلاک اور فوج کے سیاسی شعبے کے افسر اور ایک سپاہی کو گرفتار کر لیا۔ ۲۲ جولائی کو لدراخ میں مجاہدین نے روسی فوج کا ایک موٹر ملٹی بیرل راکٹ لانچر سمیت تباہ کر دیا۔ اطلاعات کے مطابق مجموعی طور پر دو ہفتوں کے دوران روسی کابل دستوں کے تراسٹھ فوجی ہلاک ہوئے جن میں ۴۳ روسی۔ ۲۹ کابل کٹھ پتلی اور ۱۱ ملے جلے روسی۔ کٹھ پتلی فوجی ہیں جبکہ ان معرکوں میں تیرہ مجاہد شہید ہوئے۔

کابل کے نزدیک مجاہدین اور روسی دستوں کے درمیان خونریز جھڑپ

ریڈیو کابل کی طرف سے مجاہدین کی شدید مزاحمت کا اعتراف

لندن ۸ راگست (وائس آف افغان) افغانستان کی کٹھ پتلی (انتظامیہ کے ذرائع ابلاغ نے دارالحکومت کابل کے جنوب کی طرف چہار آسیاب کے علاقے میں مجاہدین اور روسی دستوں کے درمیان خونریز جھڑپ کا اعتراف کیا ہے ریڈیو کابل کی نشریات کے مطابق روسی دستوں نے جولائی کے آخری ہفتے سب ڈویژنل ہیڈ کوارٹر چہار آسیاب کے نزدیک مجاہدین کے مرکز پہ یلغار کی تھی۔ ریڈیو نے بتایا ہے کہ حملہ آور روسی دستوں کو مجاہدین کی شدید مزاحمت کا سامنا کرنا پڑا تاہم اس سلسلے میں فریقین کے جانی نقصان کا ذکر نہیں کیا گیا۔ اطلاعات کے مطابق شدید بمباری کے پیش نظر مجاہدین پچھلے مورچوں کی طرف عقب نشینی اختیار کر گئے جس کے بعد فوجی دستوں نے ہتھیار اور گولہ بارود کی بھاری مقدار پر قبضہ کر لیا۔ دریں اثناء ریڈیو کابل نے کٹھ پتلی انتظامیہ کے سربراہ جنرل نجیب کے صوبہ پکتیا میں واقع آبائی قصبے سید کرم پر مجاہدین کے حملے کی تصدیق کر دی ہے ریڈیو کا کہنا ہے کہ چھاپہ مار کاروائی کے دوران جس میں میزائل استعمال کئے گئے۔ کٹھ پتلی انتظامیہ کو اپنے متعدد "ساتھیوں" سے محروم ہونا پڑا۔ یاد رہے کہ ایجنسی افغان پریس نے ۲۷ جولائی کو جنرل نجیب کے آبائی قصبے سید کرم پر مجاہدین کے حملے کی خبر جاری کی تھی۔ ادھر مغربی ذرائع نے قندھار کے جنوب مغرب کی طرف سب ڈویژنل ہیڈ کوارٹر پنجوائی کے نزدیک مجاہدین اور روسی دستوں کے خونریز تصادم کی اطلاعات دی ہیں بتایا گیا ہے کہ تین ہفتوں کے وقفے کے بعد قابض روسی حکام نے پنجوائی کے

۱۱ ج میں دوبارہ مجاہدین کے خلاف بڑے پیمانے پر کارروائی شروع کی ہے جس میں پانچ ہزار روسی کٹھ پتلی دستے شریک ہیں۔

نظریاتی تعلیم کے لئے سینکڑوں افغان نوجوانوں کی ماسکو روانگی

ریڈیو ماسکو نے کابل کی کٹھ پتلی انتظامیہ کی خبر رساں ایجنسی باختر کے حوالے سے بتایا ہے کہ حال ہی دوران پندرہ سو افغان نوجوان "نظریاتی تعلیم" کے لئے ماسکو بھیجے جائیں گے قبل ازیں کابل ریڈیو نے خبر دی تھی کہ سات سو نوجوانوں پر مشتمل پہلا گروپ گذشتہ ماہ ماسکو بھیج دیا گیا۔ (اڑانس افغان)

ایک پائلٹ کے بدلے چودہ اسیر مجاہدین رہا کرائے گئے۔ صوبہ پروان کے پغمان فرنٹ اور کابل انتظامیہ کے درمیان قیدیوں کا تبادلہ

لندن ۱۰ اگست

مجاہدین نے روس کی تائم کردہ کٹھ پتلی کابل انتظامیہ کے ایک پائلٹ کے بدلے چودہ اسیر مجاہدین رہا کرا لئے گئے ہیں۔ ایجنسی افغان پریس پشاور دفتر کے مطابق یہ تبادلہ دارالحکومت کابل کے شمال میں واقع صوبہ پروان کے صدر مقام چاریکار کے قریب پغمان فرنٹ کے مجاہدین اور کابل انتظامیہ کے درمیان ۲۰ جولائی کو عمل میں لایا گیا۔ کابل انتظامیہ سے پائلٹ نقیب اللہ کا تعلق صوبہ لوگر سے ہے سات ماہ قبل نقیب اللہ کا جنگی طیارہ مجاہدین نے چاریکار کے قریب مار گرایا تھا جبکہ وہ پیراشوٹ کے ذریعے باہر کود گیا تھا لیکن نیچے اترتے مجاہدین نے اسے گرفتار کر لیا تھا۔ پغمان فرنٹ کے رہا ہونے والے چودہ مجاہدین گذشتہ ایک برس سے دوران میدان جنگ اور شہری آبادیوں سے مختلف مواقع پر قیدی بنائے گئے تھے۔

دریائے آمو کے کنارے روسی فوجی اپنی چوکی چھوڑ کر بھاگ نکلے۔

بھاری مقدار میں گولہ بارود مجاہدین کے ہاتھ لگا۔ روسی طیاروں کی انتقامی بمباری ۵۰ افراد شہید

روسی سرحد پر دریائے آمو کے کنارے صوبہ تخار میں مجاہدین نے قدا نجام کی روسی فوجی چوکی کا صفایا کر دیا ہے اور روسی دستے بھاری مقدار میں گولہ بارود چھوڑ کر بھاگ نکلے ہیں۔ اطلاعات کے مطابق نیگی قلعہ سب ڈویژن کی قدانجام چوکی میں سوسے لگ بھگ روسی فوجی متعین تھے جو ۱۹ جولائی کو مجاہدین کی طوفانی یلغار کا شکار بنے۔ روسی مقابلے کی تاب نہ لاتے ہوئے اپنا اسلحہ، آٹھ ٹینک اور چھ زخمی سمیت کمرات کے اندھیرے میں چوکی خالی کر گئے لیکن وہ دو گھوڑے اور گولہ بارود اپنے ساتھ نہیں لے جا سکے۔ کلاشنکوف اور دیگر خود کار بندوقوں کی پنتیس ہزار گولیاں۔ بھاری مشین گن کے دو ہزار راؤنڈ۔ اور درجنوں دستی بم مجاہدین کے ہاتھ لگے۔ اس معرکے میں دو مجاہد شہید اور پانچ زخمی ہوئے ۲۲ جولائی کو روسی علاقے پھیلی ہوئی روسی فوج کا ایک ٹینک عملے کے تین فوجیوں سمیت تباہ کر دیا گیا۔ اسی روز بعد دوپہر چھ روسی طیاروں نے جنگی قلعہ سب ڈویژن میں دیہی آبادیوں پر انتقاماً اندھا دھند بمباری کی۔ اس وحشیانہ بمباری سے پچاس سے زائد بے گناہ شہری شہید اور بیسیوں زخمی ہوئے۔ سینکڑوں مویشی ہلاک اور درجنوں مکانات تباہ ہو گئے۔ ادھر دارالحکومت کابل سے متصل صوبہ کابل کے قرہ باغ سب ڈویژن میں مجاہدین روسی کٹھ پتلی کی نئی چوکیاں قائم کرنے کی ہم کو ناکام بنانے کے لئے شدید مزاحمت کر رہے ہیں ۲۷ جولائی سے ۳۱ جولائی تک پانچ روز کے دوران متعدد جھڑپیں ہوئیں جن میں جارح فوجوں کے گیارہ ٹینک اور لگبھگ بتیس گاڑیاں اور تین فوجی ٹرک تباہ ہوئے۔ پینتیس سے زائد فوجی ہلاک ہوئے جبکہ ان جھڑپوں میں مجاہدین کا جانی نقصان نو افراد تک محدود رہا۔ (اڑانس افغان)

نازی کے محاذ پر مجاہدین نے روسی طیارہ مار گرایا

لندن ۳۱ اگست (اڑانس افغان) افغان صوبے پکتیا میں نازی کے محاذ پر مجاہدین نے ایک روسی طیارہ مار گرایا ہے۔ ایجنسی افغان پریس کے ذرائع کے مطابق قابض روسی فوج کے طیاروں نے علیٰ الصبح سے دو روز قبل صوبہ پکتیا کے مختلف محاذوں پر شدید بمباری کی۔ اطلاعات کے مطابق بمباری کا مقصد مجاہدین کے ان مورچوں کو تباہ کرنا تھا جن کے باعث نازی اور خوست کے چھاؤنیاں اور

چمکنی اور سید کرم کے فوجی کیمپ مجاہدین کے گھیرے میں ہیں۔ زرزی کے محاذ پر ۳۰ اگست کو مجاہدین کے مورچوں پر بمباری کرنے والا روسی طیارہ مجاہدین کی طیارہ شکن توپ کی زد میں آکر عملے سمیت تباہ ہوگیا۔ جہاز کا ملبہ زرزی چھاؤنی کے مشرق میں زمین پر آگرا۔

گرشک کی حفاظتی چوکی کا صفایا

بکتر بند گاڑی اور ٹرک تباہ
لوگوں جی ہلاک

صوبہ ہلمند کے قندھار۔ ہرات شاہراہ پر واقع قصبے گرشک میں مجاہدین نے ایک حفاظتی چوکی کا صفایا کردیا۔ یہ چوکی شاہراہ سے گرشک قصبے کے راستے پر قائم کی گئی تھی۔ ایجنسی افغان پریس کی اطلاعات کے مطابق ۳۰ جولائی مجاہدین نے اس فوجی چوکی پر راکٹ لانچروں۔ دستی بموں اور ہلکے ہتھیاروں سے حملہ کیا۔ چوکی کے باہر کھڑی بکتر بند گاڑی اور ٹرک راکٹ لگنے سے فوری طور پر تباہ ہوگئے مجاہدین کے اچانک اور تیز رفتار حملے کی تاب نہ لاتے ہوئے چوک میں متعین کٹھ پتلی کابل انتظامیہ کے فوجی اپنے افسروں سمیت لونڈاشیں چھوڑ کر بھاگ نکلے۔ مجاہدین قصبے میں مقیم روسی۔ کابل دستوں کی جوابی کاروائی سے پہلے چوکی کو مکمل طور پر تباہ کرکے اپنے محفوظ مراکز میں بحفاظت پہنچ گئے (رائٹر انس افغان)

کابل ائرپورٹ پر خفیہ تہہ خانوں کی تعمیر
تہہ خانوں میں میزائل اور دیگر
اسلحہ کی موجودگی

قابل روسی حکام نے کابل ائرپورٹ کے لئے مخصوص حصے میں زیر زمین خفیہ تہہ خانے تعمیر کرلئے ہیں جن میں بھاری تعداد میں ایسے میزائل ذخیرہ کئے گئے ہیں جو افغانستان کی جنگ میں استعمال نہیں ہورہے ہیں۔ ایجنسی افغان پریس کے کابل میں ذرائع نے کٹھ پتلی انتظامیہ کے اعلیٰ حلقوں کے حوالے سے اطلاع دی ہے کہ ایک افغان جنرل کو ڈھائی ماہ قبل صرف اس وقت اس اسلحہ کا علم ہوسکا جب روسی قفقازیہ کے ایک اعلیٰ افسر نے اس جرنیل کو ایئرپورٹ کے اس مخصوص حصے میں اپنے ساتھ لے جاکر یہ کہتے ہوئے ان خفیہ تہہ خانوں میں پڑے ہوئے اسلحہ کا ذخیرہ دکھایا کہ ہم تو جانے والے ہیں لیکن آپ کو ان کی یہ تو معلوم ہونا چاہیئے کہ کونسی چیز کہاں پڑی ہے افغان جنرل کے مطابق یہ ایسا اسلحہ تھا جسے وہ زندگی میں پہلی بار دیکھ رہے تھے اور روسی اعلیٰ افسر نے اسے کہا کہ آپ کو نہ اس کے استعمال کی ضرورت پڑے گی اور نہ ہی اسے استعمال کرنے کی تربیت رکھتے ہیں ایجنسی کے باوثوق ذرائع کے مطابق افغان جنرل نے اپنے دوستوں کی بھی محفل میں اس کا ذکر اپنے دوستوں میں کیا کہ ہمیں تو گزشتہ آٹھ سالوں میں یہ بھی معلوم نہ ہوسکا کہ روسیوں نے وہاں خفیہ تہہ خانے تعمیر کئے ہیں کہ روسی ان تہہ خانوں سے نکالی ہوئی مٹی کہاں لے گئے ہیں۔ یاد رہے کہ قابض روسی حکام نے ایئرپورٹ کو تین حصوں میں تقسیم کر رکھا ہے ایک حصہ مسافر بردار طیاروں اور دوسرا حصہ افغان فضائیہ کے لئے ہے جبکہ تیسرے حصے میں صرف روسی حکام کا عمل دخل تھا اور کسی افغان افسر کو بھی وہاں جانے کی اجازت نہیں تھی۔

پیشگی اطلاع ملنے پر زابل میں مجاہدین
کے خلاف روسی مہم ناکام ہوگئی

صوبہ زابل کے سب ڈویژن ہلمک میں مجاہدین کے خلاف روسی مہم پہلے ہی مرحلے میں ناکام ہوگئی جب مجاہدین نے پیشگی اطلاعات کے باعث جادرج دستوں کو راستے ہی میں جالیا اور حملہ آور فوج کے ساتھ ٹینک اور بکتر بند گاڑیاں اور پچاس کے لگ بھگ فوجی ہلاک کردیئے۔ ایجنسی افغان پریس کے ذرائع کے مطابق ۹ مئی جہاد کی اس شدید لڑائی میں راکٹ لانچروں سے مسلح مجاہدین روسی بکتر بند گاڑیوں کا صفایا کردیئے لیکن روسی طیاروں کی آمد کے بعد مجاہدین کو اپنے محفوظ ٹھکانوں کی طرف لوٹنا پڑا۔ اس معرکے میں تین مجاہد شہید اور گیارہ زخمی ہوئے اس جھڑپ کے بعد دو روز تک اس علاقے میں بڑے پیمانے پر روسی طیارے (رائٹر انس افغان)

اسلحہ تقسیم کرکے مجاہدین کا راستہ
روکنے کی سازش ناکام۔ پکتیا میں
چار سو خاندان سرکاری اسلحہ
سمیت مجاہدین سے آملے۔

قابض روسی حکام کی صوبہ میں مجاہدین کا راستہ بند کرنے کی سازش ناکام ہوگئی ہے اور روسی حکام اسلحہ وصول کرنے والے چار سو خاندان مجاہدین سے آملے ہیں۔ ایجنسی افغان پریس کے ذرائع کے

مطابق صوبائی دارالحکومت گردیز اور احمد خیل کے درمیانی آزاد کردہ علاقے منگلو اور احمد خیل میں روسی حکام نے کٹھ پتلی کابل انتظامیہ کے ذریعے پانچ سو کلاشن کوف اور بارودی سرنگیں لوگوں میں اس سرپاپہ تقسیم کیں کہ وہ مجاہدین کی نقل وحرکت کے راستے روک دینگے لیکن جیسے ہی مجاہدین اور علاقے کے دیگر عوام نے ان سے رابطہ قائم کیا وہ اپنے گھر چھوڑ کر مجاہدین کے مراکز میں پہنچ گئے۔ عید کے قبل اطلاعات کے مطابق ان افغان خاندانوں نے ایک سو بیس کلاشن کوف اور گولہ بارود مجاہدین کے حوالے کر دیا ہے یہ خاندان مجاہدین کے دوش بدوش روسیوں سے لڑنے کے خواہشمند ہیں اور باقی اسلحہ اپنے ساتھ رکھنا چاہتے ہیں۔ ادھر مجاہدین نے کابل سے گردیز جانے والے سامان رسد کے فوجی قافلوں پر صوبہ لوگر میں کامیاب حملے کئے ہیں ۲۰ر جولائی کو محمد آغا سب ڈویژن میں پل قندھاری کے قریب مجاہدین نے تین گھنٹے کے شدید معرکے میں سات ٹینک و بکتر بند گاڑیاں اور سامان رسد کے گیارہ ٹرک تباہ کر دیئے۔ روسی۔ کٹھ پتلی کابل دستوں کے تیس سے زائد فوجی ہلاک ہوئے۔ جن میں دو کٹھ پتلی افسر بھی شامل تھے۔ مجاہدین نے چھ بھاری مشین گنیں قبضے میں لیں۔ ۲۲ر جولائی کو آب چکاں میں مجاہدین کو مرکز روسی فوجوں کا حملہ پسپا کر دیا گیا۔ تیرہ روسی ہلاک، تین ٹینک اور ایک ٹرک تباہ ہوا۔ اپنے مرکز کا دفاع کرتے ہوئے ایک مجاہد شہید اور ایک شدید زخمی ہوا۔ ۲۲ر جولائی کو اسی علاقے میں روسی فوج کا ایک آبی ٹینکر تین فوجیوں سمیت مجاہدین کی بچھائی ہوئی بارودی سرنگ پھٹنے سے تباہ ہوا ۲۸ر جولائی کو کابل گردیز شاہراہ پر مورچہ بند مجاہدین علاقہ خوشی میں فوجی کاروان پر حملہ کیا کم از کم دو فوجی ہلاک اور متعدد زخمی ہوئے۔

قندھار چھاؤنی کی ورکشاپ حملہ

بریگیڈیر اور کرنل سمیت بارہ فوجی ہلاک

افغانستان کے دوسرے بڑے شہر قندھار میں مجاہدین نے کابل انتظامیہ کے بریگیڈیر عبدالواسع سمیت بارہ فوجیوں کو موت کے گھاٹ اتار دیا ہے اطلاعات کے مطابق ۲۶ر جولائی کو مجاہدین نے قندھار چھاؤنی میں واقع مکینکل انجینئرنگ ورکشاپ پر میزائلوں سے بھرپور حملہ کیا۔ جس کے نتیجے میں اس فوجی ورکشاپ کی عمارات تباہ ہوگئیں اور تنصیبات کو شدید نقصان پہنچا۔ حملے کے وقت بریگیڈیر عبدالواسع اور ایک کرنل عبدالمنان وہاں موجود تھے جو دس دیگر فوجیوں سمیت موقع پر ہلاک ہوگئے۔ مجاہدین کاروائی مکمل کرنے کے بعد بحفاظت اپنی پناہ گاہوں میں پہنچ گئے۔ (آژانس افغان)

افغانستان میں جولائی کے پہلے پندھواڑے نور روسی ہوائی جہاز اور ہیلی کاپٹر تباہ ۸۴ روسی کٹھ پتلی فوجی ہلاک و زخمی ۱۰۹ ٹینک، بکتر بند گاڑیاں جیپیں اور ٹرک اڑا دیئے گئے

افغانستان میں گذشتہ ماہ کے پہلے پندھواڑے حزب اسلامی کے ذرائع نے چار روسی جنگی جہاز اور پانچ ہیلی کاپٹر مار گرانے کا دعویٰ کیا ہے۔ جبکہ چھاپہ مار کاروائیوں میں نوسو اڑتالیس روسی کٹھ پتلی فوجی ہلاک اور زخمی بتلائے گئے ہیں۔ حزب اسلامی کے ذرائع نے چھاپہ مار حملوں کی تفصیلات دیتے ہوئے بتایا ہے کہ دو روسی ہیلی کاپٹر صوبہ پکتیا کے علاقے سیکیڑ اور جنوب مشرقی صوبے زابل میں تباہ کئے گئے جس کے ساتھ دو ہیلی کاپٹر افغان دارالحکومت کابل اور نواحی وادی لغمان میں مجاہدین کی طیارہ شکن توپوں کا نشانہ بن گئے۔ ۸ر جولائی کی صبح ایک ہیلی کاپٹر مشرقی افغان صوبے ننگرہار کے علاقے چپرہار میں مجاہدین کے مرکز پر بمباری کے دوران تباہ کیا گیا۔ ان ذرائع کا کہنا ہے کہ ایک روسی بمبار اور ایک ٹرانسپورٹ طیارہ جولائی کے دوسرے ہفتے قندھار ائیرپورٹ پر اترتے وقت گرائے گئے جبکہ دو روسی مگ طیارے غزنی ائیرپورٹ کے نواح میں میزائلوں کا شکار ہوگئے اطلاعات کے مطابق بھاری جانی نقصان کے علاوہ مجاہدین نے ایک سو نو ٹینک۔ بکتر بند گاڑیاں۔ جیپیں اور ٹرک اڑا دیئے۔ حزب اسلامی کے ذرائع نے دو سو ستانوے کٹھ پتلی فوجی گرفتار کرنے کے ساتھ آٹھ بھاری مشین گنوں تین سو چالیس کلاشن کوف رائفلوں اور بھاری تعداد میں گولہ بارود پر قبضہ کرنے کی خبر دی ہے۔

صوبہ بامیان کے صدر مقام پر مجاہدین کا حملہ میزائلوں کے فائر سے پانچ اہلکار ہلاک ہوگئے

افغان مجاہدین نے ۱۸ر جولائی کو

وسطی افغانستان کے صوبے بامیان کے دور دراز مقام پر میزائلوں سے حملہ کیا اطلاعات کے مطابق اس کارروائی میں کٹھ پتلی انتظامیہ کے دو اعلیٰ اہلکار اور حکمران جماعت کی دو خاتون عہدیدار سمیت پانچ اہلکار ہلاک اور اٹھارہ زخمی ہوگئے۔ میزائلوں کے فائر سے ایک سرکاری عمارت شدید متاثر ہوئی جہاں ہلاک اور زخمی ہونے والے اجلاس میں شریک تھے۔ تیز رفتار حملے کی قیادت کمانڈر حاجی سلطان محمد خان کر رہے تھے

تین افغان صوبوں میں تین ہیلی کاپٹر اور جہاز مجاہدین کی طیارہ شکن توپوں کا نشانہ بن گئے۔ روسی ہیلی کاپٹر طیارے کے ملبے کی قریبی بستی سے چار افراد کو پکڑ کر لے گئے

تین افغان صوبوں کا پسیا لوگر اور کنڑ میں مجاہدین کی مختلف تنظیموں نے روسی فضائیہ کے ایک جہاز اور دو ہیلی کاپٹر مار گرائے ہیں۔ اطلاعات کے مطابق مجاہدین نے یکم اگست کو صوبہ لوگر کے برقی برک کے علاقے میں بمباری کرنے والے روسی طیاروں میں سے ایک طیارہ مار گرایا۔ مجاہد کمانڈر مولوی آغہ گل کی طیارہ شکن توپوں کا نشانہ بننے والا یہ طیارہ علاقہ خروار میں گر کر تباہ ہوا۔ اور اس کا ہوا باز موقع پر ہلاک ہوگیا۔ ایک گھنٹے بعد اس علاقے میں چار گن شپ ہیلی کاپٹر آ پہنچے جن میں سے دو زمین پر جہاز کے ملبے کے قریب اترے اور روسی پائلٹ کی لاش کے علاوہ خانہ بدوشوں کی قریبی بستی میں سے چار جوان افراد کو پکڑ کر ساتھ لے گئے

صوبہ کا پسیا سے ملنے والی اطلاعات میں کہا گیا ہے کہ ۲ اگست کو علاقہ کوہستان میں مجاہدین نے روسی فوجی ٹرانسپورٹ مار گرایا۔ یہ فوجی طیارہ صوبہ کا پسیا میں روسی۔ کابل کٹھ پتلی فوج کے کیمپ پر رسد پہنچانے کے بعد واپس جا رہا تھا کہ مجاہدین کی ۸۲ ایم ایم توپوں کی زد میں آ گیا اور شعلوں میں لپٹا صوبہ پروان کے دارالحکومت چاریکار کے شمال مشرق میں وادی پنجشیر کے دہانے پر واقع قصبے گل بہار کے قریب گر تباہ ہوگیا۔ عینی کے سات ارکان موقع پر ہلاک ہوگئے۔ اطلاعات کے مطابق وادی پنجشیر میں گذشتہ دو ہفتوں کے دوران مشہور کمانڈر احمد شاہ مسعود نے قابض روسی فوج کو زبردست نقصانات سے دوچار کیا ہے ادھر جمعیت اسلامی نے صوبہ کنڑ کے سب ڈویژن کنڑ خاص میں ۲ اگست کو ایک روسی گن شپ ہیلی کاپٹر مار گرانے کا دعویٰ کیا ہے اطلاعات کے مطابق یہ ہیلی کاپٹر صوبہ کنڑ کے صدر مقام اسد آباد سے جلال آباد جا رہا تھا کہ مجاہد کمانڈر ڈاکٹر صادق کی طیارہ شکن توپوں نے اس کو نشانے پر اڑا دیئے۔ اور اس کا ملبہ حملے کے متعدد ارکان کے ساتھ چند روز تک علاقے میں بکھرا پڑا رہا

صوبہ تخار میں سب ڈویژنل ہیڈ کوارٹر آزاد کرا لیا گیا۔ صوبہ پکتیکا میں مجاہدین کی طیارہ شکن توپ سے روسی ہیلی کاپٹر تباہ

جمعیت اسلامی کے ذرائع نے مجاہدین کی شمالی کمان کے سربراہ احمد شاہ مسعود کے حوالے سے اطلاع دی ہے کہ مجاہدین نے ۱۷ جولائی کو صوبہ تخار کے کمانڈر مخدوم عبداللہ کی قیادت میں طالقان کے مشرق کی طرف سب ڈویژنل ہیڈ کوارٹر کلف گان آزاد کرا لیا گیا اس معرکے میں حزب اسلامی اور حرکت انقلاب اسلامی کے حریت پسند شریک تھے کلف گان قصبے میں مجاہدین مزاحمت کا سامنا کئے بغیر سرکاری دفاتر اور فوجی کیمپ پر قبضہ کرنے میں کامیاب ہوگئے جہاں سے پانچ مشین گنیں۔ ایک بھاری توپ اور بھاری تعداد میں گولہ بارود کے علاوہ سامان رسد ان کے ہاتھ آیا۔ اطلاعات کے مطابق قابض روسی حکام نے آزاد کردہ علاقے پر کنٹرول حاصل کرنے کے لئے فوجی دستے روانہ کئے جنہیں انگور باغ اور آہن در کے مقام پر مجاہدین کا سامنا کرنا پڑا۔ امدادی دستے ۱۲ جولائی کو طالقان کی طرف واپسی کے لئے مجبور ہوگئے جب مجاہدین نے مشترکہ کارروائی کر کے فوجی دستے کو شدید جانی و مالی نقصانات پہنچائے جس کے دوران چودہ ٹینک اور تیرہ مزدگ گاڑیاں اڑا دی گئیں۔ بتایا گیا ہے کہ اس معرکے میں پچاس سے زائد روسی کٹھ پتلی فوجی ہلاک اور زخمی ہوگئے جبکہ دو مجاہد شہید اور بیس کے زخمی ہونے کی اطلاع ہے

قافلۂ شہداء

شہید محمد عارف (مجاہد)

جناب کرنل شہزاد خان وزیری کے جواں سال فرزند شہید محمد عارف عرف مجاہد نے ۱۹۶۷ء میں صوبے کابل کے "کارتہ ماموریں" نامی کالونی کے ایک دیندار، علم دوست، پرہیزگار اور محب وطن گھرانے میں آنکھ کھولی۔ جناب شہید محمد عارف کا تعلق اصلاً صوبے پکتیا کے "برمل" نامی قصبے سے ہے۔

سات سال کے عمر میں انہیں پرائمری اسکول میں داخلہ دلوایا گیا مگر ایک سال بعد ان کے والد گرامی کے تبدیلی صوبہ غزنی ہوئی اس لئے شہید محمد عارف کو اپنے والد کے ساتھ غزنی جانا پڑا۔ اس طرح انہوں نے صوبے غزنی میں پانچویں جماعت تک تعلیم وہاں سے حاصل کی ابھی وہ تعلیم ہی میں مصروف تھے کہ افغانستان میں کمیونسٹ روسی نام نہاد انقلاب آیا اور افغان مسلمان عوام غلامی کی زنجیریں جکڑے جانے لگے۔ جناب محمد عارف نے تعلیم ادھوری چھوڑ دی اور ہجرت کرکے اپنے والدین کے ساتھ پشاور چلے آئے۔ یہاں انہوں (سول کوارٹر) کے ایک ہائی اسکول میں میٹرک کرنے کے بعد کالج میں شمولیت کا چانس حاصل کیا۔

شہید محمد عارف اپنی ایمانی جذبے کے تحت اپنے اسکول کی چھٹیوں کے موقع پر یا جب کبھی بھی انہیں فارغ وقت ملتا وہ اپنے مجاہد بھائیوں کے دوش بدوش دشمن کے خلاف سرگرم عمل رہے۔ یہ ۲۲ جولائی ۱۹۸۷ء کے ایام ہے کہ جب وہ چھٹیوں کے دنوں میں اپنے مجاہد بھائیوں کے ساتھ جہاد کے گرم مورچے میں دشمن کے خلاف سرگرم جہاد تھا اور اس محاذ پر وہ (انٹی ائرکرافٹ گن) چلا رہے تھے کہ اچانک دشمن کے توپوں کے گولے اُن کے مورچے کے قریب گرے اور اسی دن یعنی بدھ ۲۲ جولائی ۱۹۸۷ء کو جام شہادت نوش کر گئے۔

شہید کمانڈر داؤد خان

شہید کمانڈر داؤد خان "زمر" ولد غلام خان ۱۹۶۰ء میں صوبے پکتیکا کے (دارگون) نامی شہر کے ایک شریف محب وطن اور علم دوست گھرانے میں پیدا ہوئے۔ وہ جناب ایک عالم دین اور ایک خیر خواہ انسان تھے۔ جذبۂ جہاد اور آرزوئے شہادت ان کی دلی تمنا تھی۔ جونہی افغانستان میں نام نہاد "انقلاب ثور" آیا اور افغان مسلمان عوام پر مظالم کے پہاڑ توڑے جانے لگے تو اس مرد مجاہد سے یہ

فرمانِ الٰہی

انسانیت کے لیے بارانِ رحمت

خوب جان لو اللہ زمین کو اس کی موت کے بعد زندگی بخشتا ہے۔ ہم نے نشانیاں تم کو صاف صاف دکھا دی ہیں شاید کہ تم عقل سے کام لو

(الحدید)

تشریح

یہاں جس مناسبت سے یہ بات ارشاد ہوئی ہے اس کو اچھی طرح سمجھ لینا چاہیئے قرآن مجید میں متعدد مقامات پر نبوت اور کتاب کے نزول کو بارش کی برکات سے تشبیہ دی گئی ہے۔ کیونکہ انسانیت پر اس کے وہی اثرات مرتب ہوتے ہیں جس طرح مردہ پڑی ہوئی زمین بارانِ رحمت کا ایک چھینٹا پڑتے ہی لہلہا اٹھتی ہے۔ اسی طرح جس ملک میں اللہ کی رحمت سے ایک نبی مبعوث ہوتا ہے اور وحی و کتاب کا نزول شروع ہوتا ہے وہاں مری ہوئی انسانیت یکایک جی اٹھتی ہے۔ اس کے وہ جوہر کھلنے لگتے ہیں۔ جنہیں زمانہ ہائے دراز سے جاہلیت نے پیوندِ خاک کر رکھا تھا۔ اس کے اندر سے اخلاق فاضلہ کے چشمے پھوٹنے لگتے ہیں۔ اور خیرات و حسنات کے گلزار لہلہانے لگتے ہیں۔

اس حقیقت کی طرف جس غرض کے لئے یہاں اشارہ کیا گیا ہے۔ وہ یہ ہے کہ ضعیف الایمان مسلمانوں کی آنکھیں کھلیں اور وہ اپنی حالت پر غور کریں۔

نبوت اور وحی کے بارانِ رحمت سے انسانیت جس شان سے از سرِ نو زندہ ہو رہی تھی اور جس طرح اس کا دامن برکات سے مالا مال ہو رہا تھا وہ ان کے لئے کوئی دور کی داستان نہ تھی۔ وہ خود اپنی آنکھوں سے صحابہ کرامؓ کے پاکیزہ معاشرے میں اس کا مشاہدہ کر رہے تھے۔ رات دن اس کا تجربہ ہو رہا تھا۔ جاہلیت بھی اپنے تمام مفاسد کے ساتھ ان کے سامنے موجود تھی اور اسلام سے پیدا ہونے والے محاسن بھی ان کے مقابلے میں اپنی پوری بہار دکھا رہے تھے اس لئے ان کو تفصیل کے ساتھ یہ باتیں بتانے کی کوئی حاجت نہ تھی۔ بس یہ اشارہ کر دینا کافی تھا۔ کہ مردہ زمین کو اللہ اپنی بارانِ رحمت سے کس طرح زندگی بخشتا ہے اس کی نشانیاں تم کو صاف صاف دکھا دی گئی ہیں۔

اب تم خود عقل سے کام لے کر اپنی حالت پر غور کر لو کہ اس نعمت سے تم کیا فائدہ اٹھا رہے ہو۔

ظلم و زیادتی برداشت نہ ہو سکی آخر انہوں نے تکبیر کا نعرہ بلند کیا اور اپنے ارد گرد مجاہد بھائیوں کو اکٹھا کر کے دشمن کے خلاف مسلحانہ جہاد کا آغاز کیا۔ ایک طویل مدت تک وہ جہاد کے گرم اور خونین مورچوں میں صفِ اول کے مجاہد رہے۔ کئی معرکوں میں انہوں نے دشمن سے بھاری مقدار میں گولہ بارود چھینا۔ ان کے کئی ٹینکوں بکتر بند گاڑیوں وغیرہ جنگی وسائل کو نذرِ آتش کر کے تباہ کر دیا۔

بالآخر ۴ راگست ۱۹۸۷ء کے ایک خونین معرکے میں دشمن کے خلاف بے جگری سے لڑتے لڑتے ۴۸ سال کی عمر میں جامِ شہادت نوش کر گئے۔

شہید مولوی غلام جلیل

جناب شہید مولوی غلام جلیل کے والدِ گرامی کا نام محمد عارف خان "وزیر" تھا۔ وہ جناب ۱۹۵۱ء میں صوبے پکتیکا کے "برمل" نامی گاؤں کے ایک دیندار اور محب وطن گھرانے میں پیدا ہوئے۔ انہیں بچپن ہی سے حصولِ علم دین کا شوق تھا۔ چنانچہ انہوں نے ۱۹۸۱ء میں اپنا یہ شوق (کوڑہ خٹک) کے دینی مدرسے میں پورا کیا اور فوراً بعد اپنے دینی فریضے کی ادائیگی کے لئے افغانستان کا رخ کیا اور مسلسل پانچ سال اپنے ہی صوبے میں ایک دلیر پاک نیت، عالم دین اور ذہین مجاہد کی حیثیت سے دشمن کے خلاف نبرد آزما رہے اور جلد ہی (موسیٰ خیل) محاذ کی تشکیل دے کر اس محاذ کی قیادت سنبھال لی۔ اور جہادی مشن کے دوران اپنے مجاہد بھائیوں کو علم دین کی تعلیم بھی دیتے رہے۔

آخر کار ۵ راگست ۱۹۸۷ء، تاریخ کے اُرگوں نامی شہر کے علم خان نامی چوکی پر حملہ کیا اور ایک شدید جنگ کے دوران دشمن کو بھاری جانی و مالی نقصان پہنچا کر خود بھی شہید ہو گئے۔

شہید عمر گل

شہید عمر گل (د زیر) ولد کتواز خان ۱۹۲۹ء میں صوبے پکتیکا کے ارگون نامی شہر کے ایک دیندار، علم دوست اور محب وطن گھرانے میں پیدا ہوئے انہیں بچپن ہی سے جہاد اور شہادت کا شوق تھا۔ جذبۂ جہاد تو ان کی رگ رگ میں کوٹ کوٹ کر بھرا تھا وہ ایک خوش خلق، ملنسار انسان تھے۔ زمینداری اور تجارت ان کا پیشہ تھا۔ جونہی افغانستان کے پاک فضا پر کفر و الحاد کے سیاہ بادل اُمنڈ آئے اور ہر طرف ذلت کی فضا چھانے لگی تو انہوں نے دنیوی کاموں سے منہ موڑا اور ۱۹۸۲ء میں میجر اڑ صلاح کی مجاہد ٹیم میں شامل ہو گئے اور انہوں نے کئی معرکوں میں شاندار کامیابیاں حاصل کی۔ آخر کار باغ علم نامی دشمن کی ایک چوکی پر حملہ کیا۔ شدید جنگ کے دوران دشمن کی ایک گولی ان کے گرم سینے کو ٹھنڈا کر گئی۔ اور اس طرح وہ ۵ر اگست ۱۹۸۷ء کو جامِ شہادت پی کر شہداء کے قافلے سے جا ملے۔ اور اپنے لئے اعلیٰ مرتبہ حاصل کر لیا۔

شہید مبارک خان

شہید مبارک خان ولد پیر محمد خان آج سے ۲۰ سال قبل ۱۹۶۷ء میں متولد ہوئے۔ بچپن میں انہوں نے مولوی غلام اللہ سے دینی تعلیم حاصل کی اور جب افغانستان میں نام نہاد "انقلاب ثور" رونما ہوا تو انہوں نے دینوی

کاموں سے منہ موڑا اور ارگون شہر میں داؤد خان نامی کمانڈر کی قیادت میں جہاد کا آغاز کیا۔ بے شمار معرکوں میں حصہ لے کر دشمن کو بھاری جانی و مالی نقصان پہنچایا۔ آخر کار اسی معرکے میں دشمن کی ایک بے رحم گولی نے ان کی جان لیوا ثابت ہوئی۔

کرنل شہید شمشیر خان

شہید شمشیر خان ولد فقیر محمد خان نے ۱۹۳۹ء میں صوبے تنگہار سب ڈویژن روداتے کے "کوزہ کلا" نامی گاؤں کے ایک دیندار، پرہیزگار اور اسلام سے دلہانہ محبت رکھنے والے اور محب وطن گھرانے میں آنکھ کھولی۔ ابتدائی دینی تعلیم اپنے مقامی علاقے کی مسجد سے حاصل کی۔ دینی تعلیم کے ساتھ ساتھ مقامی پرائمری اسکول سے بھی ابتدائی تعلیم سیکھنے لگا۔ ۱۹۵۶ء کو کابل کے فوجی کالج میں شامل ہوئے اور پھر ۱۹۶۱ء میں فراغت پائی۔ شمشیر خان بچپن ہی سے صوم وصلوٰۃ کے پابند اور اسلام کے شیدائی تھے۔ جب افغانستان میں نام نہاد "انقلاب ثور" رونما ہوا اور افغان مسلمان عوام کفر و غلامی کی زنجیروں میں جکڑے جانے لگے تو جناب شمشیر خان نے محسوس کیا کہ اب جہاد کے بغیر عزت و آبرو کی زندگی بسر کرنا مشکل ہے۔ تو اس مرد مومن نے سرکاری ملازمت چھوڑ کر اپنے مجاہد بھائیوں کے ساتھ روسی اور ان کے حلقہ بگوش غلاموں کے خلاف مسلحانہ جہاد کا آغاز کیا۔ اس مرد مجاہد نے کئی گوریلا حملوں میں حصہ لے کر دشمن کو بھاری مالی و جانی نقصان پہنچانے میں کامیاب ہوا۔ آخر کار ۲۳ مارچ ۱۹۷۹ء کو ہرات کے خونین معرکہ کے دوران اپنے دین اور اپنے وطن کی خاطر جان دے کر قافلۂ شہداء راہِ حق میں شمولیت کا افتخار حاصل کیا

شہید پاچا خان

فقیر حسن کے فرزند جناب بادشاہ خان ۱۹۶۰ء میں صوبے پکتیکا کے ارگون نامی شہر کے ایک دیندار اور محب وطن گھرانے میں پیدا ہوئے ابھی وہ عنفوان جوانی پر پہنچے ہی تھے کہ افغانستان میں روسی کمیونسٹ انقلاب آیا۔ انہوں نے فوراً کاروبار زندگی سے منہ پھیرا اور جہاد کے میدان میں اس عزم کے ساتھ کود پڑے کہ سر کٹوا کر شہید بنے یا پھر دشمن کے اڈوں کو مسمار کر کے غازی بنے چنانچہ اللہ تعالیٰ نے ان کی یہ دونوں آرزوؤں کو جوانی ہی میں پورا کر دیئے کئی دفعہ وہ غازی بنے۔ بالآخر ۴ اگست ۱۹۸۷ء کو جام شہادت نوش کر گئے

شہید گلدار خان

جناب عدل میر کے جوان سال فرزند شہید گلداد خان ۱۹۳۷ء میں صوبے پکتیکا کے ارگون نامی شہر کے ایک دیندار، شریف اور مسلمان گھرانے میں پیدا ہوئے۔ جب افغانستان میں روسی انقلاب آیا اور ہر طرف کفر و الحاد کا چرچا ہونے لگا تو انہوں نے کاروبار زندگی کو خیرباد کہہ کر جہاد کا آغاز کیا۔ انہوں نے کئی معرکوں میں حصہ لیا اور ہر محاذ پر اللہ تعالیٰ نے انہیں سرخروئی سے ہمکنار فرمایا۔

آخر کار ۴ اگست ۱۹۸۷ء میں ایک خونین معرکے میں لڑتے ہوئے شہید ہو گئے۔

شہید نثار احمد "حدید"

جواں سال شہید نثار احمد حدید نے آج سے ۲۶ سال قبل صوبے ہرات

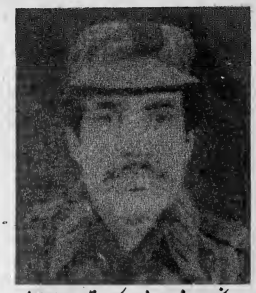

کے "انجیل" نامی شہر کے "تلہ" نامی گاؤں کے ایک دیندار، علم دوست اور محبِ وطن گھرانے میں آنکھ کھولی۔ وہ جناب بچپن ہی سے ایک ہونہار اور ذہین شخص تھے ابتدائی تعلیم کے دوران انہوں نے اپنی فہم و فراست کا ثبوت دے کر اپنے ہمعصر طلبہ اور اساتذہ کرام کے دلوں میں اپنے لئے ایک خاص مقام حاصل کر لیا تھا جونہی افغانستان میں روسی کمیونسٹ انقلاب آیا اور افغان عوام کو غلامی کی زنجیر میں جکڑے جانے لگے تو اس مرد مجاہد نے دنیوی کاموں سے منہ موڑا اور مسلحانہ جہاد کا آغاز کیا۔ جناب شہید موصوف کو صوبے ہرات کے (۲۴ حوت) کے تاریخی اور خونین معرکے میں شمولیت کا شرف بھی حاصل ہے جہادی مشن کے دوران وہ جناب ایک دفعہ پاکستان آئے اور پاکستان میں جمعیت اسلامی افغانستان کے حضرت علی (رحمہ) نامی فوجی اکیڈمی میں داخلہ لیا۔ تعلیم سے فراغت پانے کے بعد ۱۹۸۳ء میں وہ افغانستان چلے گئے اور اپنے ہی صوبے ہرات میں جہادی مشن کے دوران فارغ وقت میں اپنے مجاہد بھائیوں کو فوجی تربیت دیتے رہے۔ جہاد کے گرم اور خونین موجوں میں انہوں نے اپنی بہادری کے جوہر دکھا کر جلد ہی کمانڈر بن گئے۔ وہ جناب ابتداء ہی سے صف اول کے مجاہد تھے۔ گوریلا جنگ میں تو ان کے مثال کمتر دیکھنے کو ملتی ہے۔ دشمن کے قلب میں گھس کر اُن پر کاری ضرب لگانا شہید موصوف کا ایک اچھوتا انداز تھا۔ کئی معرکوں میں شمولیت کی مگر اُن کا "گلوگاہ" نامی علاقے کا وہ معرکہ بہت مشہور ہے۔ جب انہوں نے اپنے دلیر ساتھیوں کے ہمراہ روس کے ایک فوجی قافلے پر حملہ کر کے ان کے ۲۰ ٹینکوں کو نذرِ آتش اور اُن میں سوار فوجیوں کو ہلاک کر دیا۔ حق اور باطل کے اس خونین معرکے میں ان کے دائیں بازو پر شدید چھوٹ آئی۔ مگر جلد ہی صحت یاب ہوئے۔ وہ جناب ایک خوش خلق اور ملنسار انسان تھے اللہ کا نام ان کی ورد زبان تھا

آخر کار ۱۲ نومبر ۱۹۸۵ء کو ایک بارودی سرنگ پھٹنے سے جو دشمن کی جانب سے بچھائی گئی تھی، یہ مرد مجاہد اور باسلار اسلام اپنے خالق حقیقی کو پیارا ہو گیا

شہید معلم عبدالواحد

شہید معلم عبدالواحد ولد میرزا فراج الدین آج سے تقریباً ۲۲ سال پہلے صوبے سمنگان کے قدیم شہر کے ایک متدین، پرہیزگار اور محب وطن گھرانے میں پیدا ہوئے

والدین کے نیک تربیت کے باعث وہ بچپن ہی سے صوم و صلوٰۃ کے پابند ہو چکے تھے۔ مذہب، جہاد اور آرزوئے شہادت اُن کی ایک تمنا تھی جو اللہ تعالیٰ نے ایام جوانی میں ان دونوں آرزوؤں کو پورا کر دیا

۱۹۷۴ء میں صوبہ بلخ کے ٹیکنیکل کالج سے ایف اے کی ڈگری حاصل کر کے تدریس کا مشغلہ اختیار کیا۔ چار سال لگاتار خرم سار باغ اور قیمی شہر کے مختلف اسکولوں میں بچوں کو تعلیم دے کر اپنی ذمہ داری کو پورا کیا۔ ۱۹۷۸ء میں جب روسی نواز افغان کمیونسٹوں نے اپنے بیرونی آقاؤں کی ایماء پر افغانستان میں اقتدار سنبھالا اور آئے دن مذہبی افغان عوام کو شہید کرنے لگے۔ تو اس مومن مجاہد نے تدریس کا مشغلہ ترک کر دیا اور میدان جہاد میں کود پڑے ۱۹۸۰ء میں وہ ایک بار دشمن کے ہاتھ لگے اور ایک سال قید با مشقت کاٹنے کے بعد دوبارہ رہائی پائی۔ یہ جہاد اور شہادت کا متوالا فوراً اپنے جہاد محاذ کی طرف لوٹا۔ یہ وہ وقت ہے جب شہر قدیم کا اسکول مجاہدین اسلام کے قبضے میں تھا۔ وہاں انہوں نے بچوں کو دینی اور جہادی تعلیم دے کر انہیں جہاد میں شمولیت کی ترغیب دی۔

آخر کار ۱۹۸۲ء میں روسیوں نے اُن کے گاؤں پر حملہ کیا اور وہ جناب دشمن کے کوچے سے شہید ہو گئے

شہید اولیاء قل

شہید اولیاء قل دلد حیدر بائے ۱۹۶۱ء میں صوبے فاریاب کے "سرتراش" نامی گاؤں کے ایک متدین اور محب وطن گھرانے میں پیدا ہوئے۔ جب افغانستان میں نام نہاد "انقلاب ثور" آیا تو اس مرد مجاہد نے دنیوی کاموں سے منہ پھیرا اور اپنے دینی فریضے کے آدائیگی کے لئے میدان جہاد میں کود پڑا۔ کئی معرکوں میں حصہ لے کر دشمن کو بھاری مالی و جانی نقصان پہنچایا۔ آخر کار ۱۹۸۶ء کے ایک خونین معرکے میں دشمن کی ایک بے رحم گولی نے اس کے سینے کو چھلنی کر دیا اور اس طرح وہ جناب بھی شہیدوں کے قافلے میں شمولیت کا شرف حاصل کر گئے۔

شہید عبدالرحیم

شہید عبدالرحیم نے ۱۹۶۱ء میں صوبے فاریاب کے ایک مسلمان اور محب وطن گھرانے میں آنکھ کھولی وہ جناب ایک خوش خلق اور نیک سیرت انسان تھے۔ جونہی افغانستان کی پاک فضا کو کفر و الحاد کے کالے بادلوں نے اپنی لپیٹ میں لے لیا اور افغان عوام پر مظالم کے پہاڑ توڑے جانے لگے تو انہوں نے کاروبار زندگی کو لات ماری اور عملی جہاد کا آغاز کیا۔ میدان کارزار میں دشمن کے خلاف اپنی بہادری کے جوہر دکھا کر جلد ہی گوریلا مجاہدین کے کمانڈر بن گئے اور اس طرح اپنی اس اہم اور خطیر ذمہ داری کو بوجہ احسن انجام دیا۔ درجنوں معرکوں میں انہوں نے شمولیت کی اور ہر معرکے میں خداوند تعالےٰ نے انہیں نصرت اور سرخروئی ہمکنار فرمایا آخر کار ایک ہفتے کے طویل جنگ کے دوران وہ جناب ۳۰ دسمبر ۱۹۸۶ء کو اپنے سترہ مجاہد ساتھیوں سمیت جام شہادت نوش کر گئے۔

(۵) شہید میرزا نیاز

جناب محمد حیاء کے جوان سال فرزند جناب شہید میرزا نیاز ۱۹۶۰ء میں صوبے بغلان کے "اندراب" نامی شہر کے "قاصان" نامی درّے کے ایک دیندار علم دوست اور محب وطن گھرانے میں پیدا ہوئے۔

۱۹۷۸ء میں جب اُن کی عمر کم ہی تھی انہوں نے روسی کمیونسٹوں کے خلاف مسلحانہ قیام کا ارادہ کیا۔ بندوق اٹھائی اور اس عزم سے میدان جہاد میں کود پڑے کہ سرکٹا کر شہید بنے یا کامیاب ہو کر غازی کہلوائے۔ انہوں نے کئی معرکوں میں حصہ لیا اور ہر معرکے میں اللہ کی رحمت و مدد ان کے شامل حال رہی۔ دشمن سے بھاری مقدار میں گولہ بارود چھین کر اپنے مجاہد بھائیوں کی پوزیشن کو مضبوط کیا۔ آخر کار ۱۹۸۵ء کے ایک خونین معرکے کے دوران بے جگری سے لڑتے ہوئے داد شجاعت دیتے ہوئے کام آئے۔

(۶) شہید عبدالخبیر

جوان سال شہید عبدالخبیر ولد غلام ربانی ۱۹۶۷ء میں صوبے بغلان کے خواجہ خضر نامی گاؤں کے ایک غریب مگر متدین اور محب وطن گھرانے میں متولد ہوئے۔ وہ بچپن ہی سے حصول علم دین کے شیدا تھے، ابھی وہ نویں جماعت کے طالبعلم ہی تھے کہ افغانستان میں نام نہاد "انقلاب ثور" رونما ہوا

اور افغانستان کے غیور عوام غلامی کی زنجیروں میں جکڑے جانے لگے انہوں نے جہاد کو تعلیم پر ترجیح دی اور اس طرح تعلیم ادھوری چھوڑ کر میدانِ جہاد میں اُتر آئے۔ کئی معرکوں میں شاندار کامیابیوں نے ان کے قدم چومے۔

آخر کار ۱۷ نومبر ۱۹۸۶ء کے دن اسلام دشمن عناصر کے بزدلانہ حملے کا نشانہ بن کر جامِ شہادت نوش کر گئے۔

شہید کرنل بابہ خان

جناب شہید بابہ جان ۱۹۴۱ء میں صوبے کنر کے کزا مار نامی گاؤں کے ایک دیندار، علم دوست اور محب وطن گھرانے میں پیدا ہوئے۔ وہ جناب بچپن ہی سے حصول علم دین کے شائق تھے۔ دین اور وطن کی آن اور بان پر مرمٹنے ان کی دلی تمنا تھی۔ وہ جناب بچپن ہی سے صوم وصلوٰۃ کے پابند تھے۔ سات سال کے سن میں انہیں اسکول میں داخلہ دلوایا گیا۔ ذاتی ذوق وشوق کے مطابق انہوں نے فوجی اکیڈمی سے ایک اچھی پوزیشن میں فراغت پائی اور ایک اچھے نڈر، بے باک، فوجی بن کر ملک و دین کی خدمت کے لئے اُبھرے۔ وہ جناب ایک خوش خلق اور ملنسار انسان تھے۔ ۱۹۷۸ء میں جب افغانستان میں کفر و الحاد کے کالے بادل اُمنڈ آئے اور ہر سو دہریت کا پرچار ہونے لگا۔ گلی گلی گاؤں گاؤں مسلمان عوام ظلم وتشدد کا نشانہ بننے لگے۔ تو انہوں نے فوجی ملازمت ترک کر دی اور مسلحانہ قیام کا آغاز کیا۔ ۱۹۷۹ء میں وہ ایک دفعہ دہریہ کمیونسٹوں کی جانب سے پکڑے گئے۔ دو سال قید بامشقت کاٹنے کے بعد ظالم کے پنجوں سے نجات پائی اور جلد ہی ۱۹۸۰ء میں ایک بار پھر گرفتار ہوئے اور اس طرح تین سال پھر قید بامشقت ان کے دامن گیر رہی اسی اثناء وہ جناب جیل کی تنگ و تاریک کوٹھڑی میں جیل کے اہل کاروں کی طاقت فرسا اذیت کی تاب نہ لاکر شہید ہو گئے۔

شہید ملا سراج الدین

جواں سال شہید ملا سراج الدین ولد حاجی یعقوب ۱۹۶۱ء میں صوبے خاریاب کے "بی بی آئینہ" نامی گاؤں کے ایک پرہیزگار اور محب وطن گھرانے میں پیدا ہوئے۔ ابھی وہ علم دین سیکھ ہی رہے تھے۔ کہ افغانستان میں روسی کمیونسٹوں کا انقلاب رونما ہوا۔ افغان عوام پر صرف مسلمان ہونے کے جرم کی پاداش میں انہیں گرفتار کر کے شہید کیا جانے لگا۔ اس مرد مجاہد نے جہاد کو تعلیم پر ترجیح دی اور اپنے دوسرے طالب علم ساتھیوں کے ساتھ عملی جہاد کا آغاز کیا۔ وہ ہر جگہ اور ہر محاذ پر صف اول کے مجاہد رہے چنانچہ جلد ہی اپنے مجاہدین کا ایک مضبوط دستہ قائم کر لیا اور ایک مضبوط چٹان بن کر دشمن کے مقابلے میں ابھرے۔ کئی معرکوں میں شاندار کامیابیوں نے ان کے قدم چومے۔ آخر کار ۳۰ دسمبر ۱۹۸۶ء کو بندوالمار نامی علاقے کی ایک خونین جنگ کے دوران اپنے ۱۷ دلیر مجاہد بھائیوں سمیت جام شہادت نوش کر گئے۔

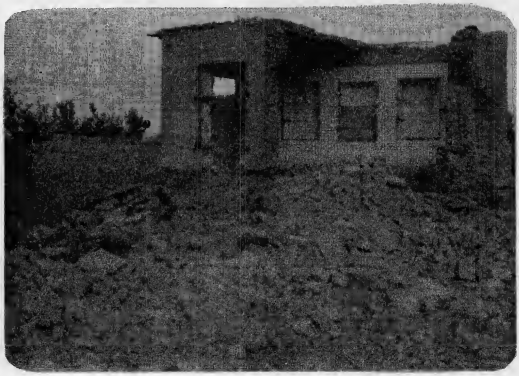

یہ ہے روسیوں کی امن پسندی!!

ہمارا نعرہ

- اللہ کی رضا، ہمارا مقصد
- حضرت محمدؐ (صلی اللہ علیہ وسلم)، ہمارے رہبر
- قرآن ہمارا قانون
- جہاد فی سبیل اللہ ہمارا راستہ
- اللہ کی راہ میں شہادت ہماری بہترین تمنّا ہے

ہمارا نصب العین

اگر ہم جہاد کر رہے ہیں یا روسی سامراج کی یلغار
اور ظلم کے واسطے ہجرت پر مجبور ہو کر پریشانی اور
غربت کی حالت میں اپنے وطن کو چھوڑنا پڑا ہے اور
ہر طرح کی مصیبتیں اٹھا رہے ہیں تو یہ سب عظیم نصب العین
کیلئے ہے اور وہ ہے افغانستان میں خلافتِ
اسلامی کا احیاء

جمعیت اسلامی افغانستان کے مجاہد امیر جناب پروفیسر برہان الدین "ربانی" جمعیت اسلامی
ہم کے فوجی کالج سے فارغ ہونے والے مجاہدین سے خطاب فرما رہے ہیں،

صوبے غزنی کے سب ڈویژن ناہرسان کے ہڈر کمانڈر اور جہادی امیر جناب غلام حبیب خان
اپنے مجاہدین کو دشمن پر جنگی کارروائیوں کی ترتیب دے رہے ہیں

ارشاد نبویؐ

دُنیا اور دُنیا داری

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ

"کیا کوئی ایسا شخص ہو سکتا ہے۔ جو پانی پر چلے پھر اس کے پیر تر نہ ہوں صحابہؓ نے عرض کی یا رسول اللہ ایسا تو کوئی شخص نہیں ہو سکتا۔ آپؐ نے فرمایا تو پھر یہ بھی نہیں ہو سکتا کہ آدمی دنیادار ہو اور پھر گناہوں سے بھی بچ سکے

(بیہقی فی شعب الایمان)

تشریح:

یہ حدیث در اصل ان لوگوں کے بارے میں ہے۔ جن کے نزدیک دنیا ہی سب کچھ ہے۔ ان کے لئے مقصدِ زندگی بھی دنیا ہے اور مقصودِ زندگی بھی دنیا۔ جو آدمی دنیا ہی کو سب کچھ سمجھتا ہو۔ پھر اس کے لئے اخلاق احسان، نیکی اور مروّت کوئی معنیٰ نہیں رکھتے۔ وہ ہر معاملے کو اقتصادی پیمانے سے ناپتا ہے۔ جس میں مادی نفع ہوگا۔ اس کے لئے وہی حق ہوگا اور جس میں مادی خسارہ ہوگا وہ باطل اور ناد رست ہوگا۔ حالانکہ دین کا معیار یہ ہے کہ

تم اس وقت تک نیکی کو نہیں پا سکتے جب تک تم وہ چیز اللہ کی راہ میں خرچ نہ کرو جسے تم سب سے زیادہ محبوب رکھتے ہو۔

دین کا معیار تمام تر اخلاق اور روحانی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ قرآن و حدیث میں دنیا کی حقیقت بار بار کھول کر بیان کی گئی ہے۔ دوسرے مذاہب کی طرح اسلام دنیا کا انکار نہیں کرتا۔ بلکہ اس کو نیکی کمانے کا سب سے بڑا ذریعہ تصور کرتا ہے۔ اگر دنیا نہ ہو تو آخرت بھی نہیں۔ کیونکہ آخرت کا پہلا مرحلہ دنیا ہے یہ آخرت کی کھیتی ہے کھیتی کا انکار کیا گیا تو فصل کیسے حاصل ہوگی اسی لئے دین اسلام دنیا کی حقیقت کو تسلیم کر کے چلتا ہے۔ اپنی بات کا آغاز اس کے انکار سے نہیں کرتا۔

جیسا کہ قرآن میں آیا ہے کہ نیکی اپنی محبوب ترین متاع کے انفاق سے حاصل ہوتی ہے۔ تو اگر متاع نہ ہوتی تو ثواب کیسے ملے گا۔ قرآن و حدیث میں انفاق فی سبیل اللہ کا بڑا اجر بیان کیا گیا ہے۔ بالفاظ دیگر اس کا مفہوم ہے کہ وہ دنیا اور اس کے امور کو تو تسلیم کرتا ہے۔ لیکن دنیا داری کو تسلیم نہیں کرتا۔ دنیا اور دنیا داری میں فرق یہ ہے کہ دنیا ایک چیز ہے جبکہ دنیا داری ایک مسلک اور طرزِ زندگی ہے۔ اس کے مقابلے میں دین دنیا کو ایک ذریعہ سمجھتا ہے۔ جیسے کسی نے سفر کے لئے گاڑی کرایہ پر لی۔ سفر کے معاملے میں گاڑی کی بلاشبہ بڑی اہمیت ہے۔ لیکن گاڑی بجائے خود مقصود نہیں ہوتی۔ مقصود منزل ہوتی ہے۔ جب کہ دنیا داری کی نگاہ ایک ڈاکو کی طرح منزل پر نہیں گاڑی پر رہتی ہے۔

دنیا داری میں آدمی دنیا کو مقصد سمجھ لیتا ہے اور اس کا مرنا جینا دنیا ہی کے لئے ہو کر رہ جاتا ہے۔ دنیا سے بالاتر کوئی مقصد زندگی اس کے نزدیک نہیں ہوتا۔ ایسے ہی لوگ ہیں جن کے بارے میں اس حدیث میں اشارہ کیا گیا ہے دنیا کو مقصد زندگی سمجھنے والے اگر چاہیں کہ انہیں نیکی حاصل ہو جائے یا وہ بلند تر اخلاقی معیار پر قائم رہیں اور ان سے گناہ سرزد نہ ہوں۔ تو یہ ممکن نہیں کیونکہ جسے دنیا کو انہوں نے اپنا مقصدِ زندگی بنا رکھا۔ اس کا فطری تقاضا ہے کہ وہ دنیا کے لئے ہر نیکی احسان کو پامال کریں۔ ہر گناہ میں ملوث ہوں جس کے نتیجے میں انہیں دنیا حاصل ہوتی ہو۔

بقیہ صفحہ (۱۵) پر

ضیاء الرحمان طاہر

موجودہ دور اور جہاد

جہاد کا نام لیتے ہی غیر مسلموں اور کمزور ایمان والے مسلمانوں کی چشم تصور ایک ایسا وسیع میدانِ کارزار دیکھتی ہے۔ جس میں ایک طرف بڑی بڑی داڑھیوں والے مسلمان ننگی تلواریں ہاتھ میں لئے دشمن پر پل پڑنے کے لئے تیار ہو جاتے ہیں اور جب دشمن اس کے پنجۂ استبداد میں پھنس جاتا ہے۔ تو وہ اس کی شہ رگ پر شمشیر رکھ کر اس سے کلمہ پڑھواتے ہیں۔

یہ اس تاثر کی ایک ہلکی سی جھلک ہے۔ جو غیر مسلموں نے اپنے لٹریچر اور اپنی ثقافت کے ذریعے اسلامی ملکوں کے باشندوں کے ذہنوں میں اُجاگر کیا ہے عموماً لفظ جہاد کا ترجمہ انگریزی زبان میں مقدس جنگ کیا جاتا ہے اور اس کی تشریح و تفسیر مدت ہائے دراز سے کچھ اس انداز میں کی جاتی ہے کہ اب یہ لفظ جو شِ جنون کا ہم معنیٰ ہو کر رہ گیا ہے۔

ہمارے درمیان جہاد کے غلط معنیٰ بیان کرنے والے شاید بھول بیٹھے ہیں کہ وہ خود صدیوں سے انتہا درجہ کی غیر مقدس جنگ میں مصروف ہیں۔ دولت کے بھوکے یہ لوگ ہر طرف تجارت کی منڈیاں، خام پیداوار کے ذخائر اور معدنیات کی کانیں ڈھونڈتے پھر رہے ہیں اور اس مقصد کے لئے ہر قسم کے اسلحہ سے مسلح ہو کر ساری دنیا پر پل پڑتے ہیں۔ یہ جنگ خدا کی نہیں پیٹ کی، ہوس کی اور نفس امارہ کی ہے۔ ایشیا میں، افریقہ میں یورپ میں اور امریکہ میں غرض کہ کرۂ ارض کا کوئی ایسا حصہ نہیں بچا جو ان کی غیر مقدس جنگ سے لالہ زار نہیں ہو چکا ہو۔ لیکن غضب نے یہ ہماری تصویر اتنی بھیانک اور اتنی بُری بنائی کہ خود ان کی تصویر اس کے پیچھے چھپ گئی۔ اس کا نتیجہ یہ نکلا کہ ہم تلوار سے دور بھاگنے لگے۔ جہاد اب ہمارے نزدیک فقط زبان و قلم کی کوشش کا نام ہے۔

جب ہم ان اسباب کا جائزہ لیتے ہیں۔ جن کی وجہ سے جہاد کی حقیقت کو سمجھنا غیر مسلموں ہی کے لئے نہیں خود مسلمانوں کے لئے بھی دشوار ہے تو ہمیں دو بڑی غلط فہمیاں نظر آتی ہیں

پہلی غلط فہمی یہ ہے کہ اسلام کو ان معنوں میں محض ایک مذہب سمجھ لیا گیا ہے۔ جن میں یہ لفظ عموماً استعمال ہوتا ہے۔ دوسری غلط فہمی یہ ہے کہ مسلمانوں کو ان معنوں میں محض ایک قوم سمجھ لیا گیا ہے۔ جن میں یہ لفظ عموماً استعمال ہوتا ہے

ان دو نوں غلط فہمیوں کی بدولت نہ صرف جہاد کی صورت بدل گئی بلکہ تقریباً پورے اسلام کا نقشہ بدل کے مسلمانوں کی پوزیشن کی طور پر غلط کر دی گئی ہے

مذہب کے معنیٰ عام اصطلاح میں صرف چند عقائد اور عبادات کے مجموعے کے ہیں اس طرح قوم ایک خاص طبقے یا گروہ کو کہتے ہیں جو باہم اجتماع ہو کہ دوسرے گروہوں میں ممتاز ہو گیا ہو۔

پس اگر اسلام ایک مذہب اور مسلمان ایک قوم ہیں۔ تو پھر جہاد کی ساری معنویت ختم ہو جاتی ہے۔

ہر وہ کام جو اجتماعی فلاح و بہبود کے لئے کیا جائے اور جس کے کرنے والے کا مقصد اس سے خود کوئی دنیاوی فائدہ اُٹھانا نہ ہو۔ بلکہ محض خدا کی خوشنودی حاصل کرنا ہو۔ اسلام ایسے کام کو فی سبیل اللہ قرار دیتا ہے۔ پس یہ اصطلاح ہے ایسے کاموں کے لئے جو کامل خلوص کے ساتھ ہر قسم کی اغراض سے پاک ہو کر اس نظریے پر کئے جائیں۔ کہ انسان کا دوسرے انسانوں کی فلاح کے لئے کام کرنا خدا کی خوشنودی کا موجب ہے اور انسان کی زندگی کا نصب العین مالک کائنات کی خوشنودی حاصل کرنے کے سوا کچھ نہیں۔

جہاد کے لئے بھی فی سبیل اللہ کی قید اسی غرض کے لئے لگائی گئی ہے اس کا مطلب یہ ہے کہ کوئی شخص یا گروہ جب نظام زندگی میں انقلاب برپا کرنے اور اسلامی نظریے کے مطابق نیا نظام مرتب کرنے کے لئے اٹھے تو اس قیام اور

اس سرفروشی و جان نثاری میں اس کی اپنی کوئی نفسانی غرض نہ ہو۔ اس کا یہ مقصد ہرگز نہ ہو کہ معتبر کو ہٹا کر خود معتبر بن جائے۔ اپنی ذات کے لئے مال و دولت یا شہرت و ناموری یا عزت و جاہ حاصل کرنے کا شائبہ تک اس کی جدوجہد کے مقاصد میں شامل نہ ہو اس کی تمام قربانیوں اور ساری محنتوں کا مدعا صرف یہ ہو کہ بندگان خدا کے درمیان ایک عادلانہ نظام زندگی قائم کیا جائے۔ اس کے معاوضہ میں اسے خدا کی خوشنودی کے سوا کچھ بھی مطلوب نہ ہو۔ قرآن کہتا ہے کہ

"جو لوگ ایمان لائے وہ خدا کی راہ میں لڑتے ہیں اور جو کافر ہیں وہ طاغوت کی راہ میں لڑتے ہیں"۔

جب آدمی اپنی جائز حد سے گزر کر اس غرض کے لئے اپنی طاقت استعمال کرتا ہے کہ انسانوں کا خدا بن جائے یا اپنے مناسب حصے سے زائد فوائد حاصل کرے تو یہ طاغوت کی راہ میں لڑنا ہے اور اس کے مقابلے میں راہ خدا کی جنگ وہ ہے، جس کا مقصد صرف یہ ہو کہ خدا کا قانون عدل دنیا میں قائم ہو لڑنے والا خود بھی اس کی پابندی کرے اور دوسروں سے بھی اس کی پابندی کرائے۔

حدیث شریف میں آیا ہے۔ کہ ایک شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا کہ راہ خدا کی جنگ سے کیا مراد ہے؟ ایک شخص مال کے لئے جنگ کرتا ہے۔ دوسرا بہادری کے لئے جنگ کرتا ہے۔ تیسرے شخص کو کسی سے عداوت ہوتی ہے۔ یا قومی حمیت کا جوش ہے۔ ان میں سے کس کی جنگ فی سبیل اللہ ہے؟ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کسی کی بھی نہیں۔

فی سبیل اللہ صرف اس کی جنگ ہے۔ جو خدا کا بول بالا کرنے کے سوا کوئی مقصد نہیں رکھتا ہو۔ ایک دوسری حدیث میں ہے۔ کہ "اگر کسی شخص نے جنگ کی اور اس کے دل میں اونٹ کے لئے ایک رسی حاصل کرنے کی بھی نیت ہوئی تو اس کا اجر ضائع ہو گیا"۔

اب یہاں پر آخری اُلجھن یہ پیدا ہو جاتی ہے۔ کہ جہاد کی آخر ضرورت اور غرض و غایت کب پیش آتی ہے یا کیوں آتی ہے۔

ان سب سوالوں کا جواب ہمیں حضورؐ کی سیرت پاک سے مل جاتا ہے کہ انہوں نے کب جہاد کے لئے فوجیں بھیجیں اور کیوں بھیجیں۔ اس بات میں تو کوئی شک نہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مسلمانوں کو صرف درج ذیل باتوں کے بعد جہاد کا حکم دیا۔

۱۔ دشمن اسلامی حدود کی خلاف ورزی کرے۔

۲۔ دشمن کسی بھی اسلامی ملک پر ظلم کر رہا ہو۔

۳۔ دشمن مسلمانوں کے خلاف پروپیگنڈے میں مصروف ہو۔

اگر ان شرائط میں سے کسی بھی شرط کی موجودگی ثابت ہو جائے تو جہاد لازمی ہو جاتا ہے۔ مسلمان ملک کو چاہیئے کہ وہ اپنی فوجیں دشمن ملک کے خلاف بھیجے تاکہ وہ اس کو یا تو دائرہ اسلام میں لائیں ورنہ اس کا ناپاک وجود اس دنیا سے ختم کر دیں

جب جہاد کی لازمی شرائط کو زیر بحث لایا جائے۔ تو پھر افغانستان اور فلسطین کے مسئلہ پر غور نہ کرنا زیادتی ہوگی۔

افغانستان اور فلسطین چیخ چیخ کر مسلمانوں کو پکار رہے ہیں۔ کیا کسی بھی ملک میں اتنی سی اسلامی روح نہیں ہے کہ وہ ان کی آواز پر لبیک کہتا ہوا ان کی مدد کو پہنچ جائے۔ کہاں تو وہ دور تھا کہ صرف ایک لڑکی نے ایک خط کے ذریعے حجاج بن یوسف سے مدد مانگی۔ اور وہ اس کی مدد کو ہندوستان آ گیا۔ اور کہاں آج کا یہ دور کہ تباہ شدہ فلسطین اور افغان مہاجرین مسلمانوں کی توجہ اپنی حالت زار کی طرف لانا چاہتے ہیں۔ لیکن مسلمان ممالک ہیں کہ اس شان بے نیازی کے ساتھ کچھ رقم ان کی جھولیوں میں ڈال کر یا ان کو کیمپ لگانے کی اجازت دے کر یہ بھول گئے ہیں کہ اس وقت ان کی رقم سے زیادہ جہاد کے سازوسامان کی ضرورت ہے۔

نہ جانے ان مسلمانوں کو ہوش اس وقت آئے گا۔ جب پانی ان کے سروں سے گزر چکا ہوگا۔ تو پھر ان کا بیدار ہونا یا نہ ہونا برابر ہے

اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو اپنے اندر صحیح اسلامی روح بیدار کرے اور صحیح اسلامی طریقے سے جہاد فی سبیل اللہ کرنے کی توفیق دے۔

آمین